﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآء﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد21 — جمعۃ المبارک10اکتوبر 2014ء — 14/ذوالحجہ 1435 ہجری قمری ❁ 10/اخاء 1393 ہجری شمسی — شمارہ41

بیٹے کی وفات پرصبر

حضرت ام عطیہؓ کا ایک بیٹا فوت ہوگیا۔ جب تیسرا دن ہوا توانہوں نے خوشبو منگوائی اوراپنے بدن پر لگائی اورفرمایا ہمیں منع کیا گیاہے کہ ہم خاوند کے سوا اورکسی پرتین دن سے زیادہ سوگ کریں۔

(صحیح بخاری۔کتاب الجنائز۔با ب احداد المرءۃ حدیث نمبر 1200)

وہ نوجوان بچیاں جو بلوغت کی عمر کو پہنچ رہی ہیں اور جن کی عقل اور سوچ پختہ ہوگئی ہے انہوں نے انشاءاللہ تعالیٰ مائیں بھی بننا ہے جہاں انہیں نیک نصیب ہونے اوراچھے خاوند ملنے کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں وہاں انہیں ان ذمہ داریوں کواداکرنے کے لئے بھی اپنے آپ کو تیار کرنا چاہئے جو مستقبل میں اُن پر پڑنے والی ہیں۔

اس وقت آپ کے لئے تبلیغ سے زیادہ تربیت کی ضرورت ھے۔ پھلے اپنی تربیت کی طرف توجہ دیں، اپنی عملی حالتوں کو درست کر لیں تو تبلیغ کے میدان پھر خود بخود کھلتے چلے جائیں گے تبلیغ کے ساتھ ساتھ اگلی نسلوں کی تربیت اور انھیں خدا تعالیٰ سے جوڑنے اور جماعت کا فعّال حصه بنانے کے لئے بھی آپ کے علمی، عملی اور روحانی نمونے ضروری ھیں

جوایمان ہمارے بڑوں کے اندرتھا وہی ایمان ہمارے اندرہونا چاہئے۔احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی سچائی ہرایک کے دل میں میخ کی طرح گڑی ہونی چاہئے

احمدیت نے توانشاءاللہ تعالیٰ ترقی کرنی ہے۔اگر پرانے احمدیوں کے عملی نمونے نئے آنے والوں کے لئے مددگار ہوں گے تو اس کا بھی ثواب ملے گا۔ اگرعملی نمونے نہیں دکھائیں گے تواللہ تعالیٰ ان نئے آنے والوں میں سے ہی عملی نمونے قائم کرنے والے پیدا فرماتا چلا جائے گا

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے بعدخلافت کے جاری نظام میں آنے والا ہرخلیفہ اس لئے خلیفۃ المسیح کہلاتا ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق دین کی تجدید کے کام کو جاری رکھنا ہے اورآپ کے مشن کو آگے بڑھانا ہے۔

سعادت اسی میں ہے کہ وقت کا خلیفہ جو بات کہے اس کے پیچھے چلیں اوراطاعت کے نمونے دکھائیں۔اسی میں آپ کی کامیابی ہے اوراسی میں آپ کی نسلوں کی بقا ہے۔

جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر بمقام کالسروئے14 جون2014ءکوسیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مستورات سے خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّا كَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’اس جماعت میں داخل ہوکر اوّل تغیر زندگی میں کرنا چاہئے کہ خدا پر ایمان سچا ہوکہ وہ ہر مصیبت میں کام آتا ہے۔ پھراس کے احکام کونظرخفّت سے ہرگز نہ دیکھا جاوے بلکہ ایک ایک حکم کی تعظیم کی جاوے اورعملاً اس تعظیم کا ثبوت دیا جاوے۔ مثلاً نماز کا حکم ہے۔ جب ایک شخص اسے بجالاتا ہے اورنماز ادا کرتا ہے تو بعض لوگ اس سے تمسخر کرتے ہیں......لیکن ایک مومن کو ہرگز لازم نہیں کہ ان باتوں اورہنسی اور استہزاء سے وہ اس کی ادائیگی کوترک کرے۔‘‘

(ملفوظات جلد3 صفحہ472۔ایڈیشن2003ءمطبوعہ ربوہ)

پھرآپ نے فرمایا:

’’یادرکھو کہ اس سلسلہ میں داخل ہونے سے دنیا مقصود نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو۔‘‘

فرماتے ہیں:’’ضروری ہے کہ آخرت کی فکر کرو۔ جو آخرت کی فکرکرے گا اللہ تعالیٰ دنیا میں اس پر رحم کرے گا۔ ......بیعت کی خالص اغراض کے ساتھ جو خداترسی اورتقویٰ پر مبنی ہیں دنیا کے اغراض کو ہرگز نہ ملاؤ۔نمازوں کی پابندی کرواورتوبہ و استغفار میں مصروف رہو۔نوع انسان کے حقوق کی حفاظت کرو اورکسی کو دکھ نہ دو۔ راستبازی اور پاکیزگی میں ترقی کروتواللہ تعالیٰ ہرقسم کا فضل کردے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد3 صفحہ434۔ایڈیشن2003ءمطبوعہ ربوہ)

فرمایا کہ’’یادرکھو کہ ایسا نہ ہو کہ تم اپنے اعمال سے ساری جماعت کو بدنام کرو۔‘‘

(ملفوظات جلد3 صفحہ184۔ایڈیشن2003ءمطبوعہ ربوہ)

آپ نے پھرعورتوں کو یہ نصیحت فرمائی کہ گلہ شکوہ اور غیبت سے رکیں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 434۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھرفرمایا کہ’’بیعت کا زبانی اقرار کچھ شئے نہیں۔اللہ تعالیٰ تزکیہ نفس چاہتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد3 صفحہ572حاشیہ۔ایڈیشن2003ءمطبوعہ ربوہ)

ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’اصل مدّعا بیعت کا یہی ہے کہ توبہ کرو، استغفار کرو، نمازوں کو درست کر کے پڑھو، ناجائز کاموں سے بچو۔مَیں جماعت کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں مگر جماعت کو بھی چاہئے کہ خود بھی اپنے آپ کو پاک کرے۔ یادرکھو غفلت کا گناہ پشیمانی کے گناہ سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ یہ گناہ زہریلا اورقاتل ہوتا ہے۔توبہ کرنے والا تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔جس کو معلوم ہی نہیں کہ مَیں کیا کررہا ہوں وہ بہت خطرناک حالت میں ہے۔پس ضرورت ہے کہ غفلت کو چھوڑ دو اوراپنے گناہوں سے توبہ کرواورخدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ جوشخص توبہ کرکے اپنی حالت کودرست کرلے گا وہ دوسروں کے مقابلہ میں بچایا جائے گا۔‘‘

فرماتے ہیں:’’پس دعا اسی کو فائدہ پہنچا سکتی ہے جو خود بھی اپنی اصلاح کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے سچے تعلق کو قائم کرتا ہے۔پیغمبر کسی کے لئے اگر شفاعت کرے لیکن وہ شخص جس کی شفاعت کی گئی ہے اپنی اصلاح نہ کرے اورغفلت کی زندگی سے نہ نکلے تو وہ شفاعت اس کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ جب تک خود خدا تعالیٰ کی رحمت کے مقام پر کھڑا ہو تو دعا بھی اس کو فائدہ پہنچاتی ہے۔نرا اسباب پر بھروسہ نہ کرلو کہ بیعت کرلی ہے۔اللہ تعالیٰ لفظی بیعتوں کو پسند نہیں کرتا بلکہ وہ چاہتا ہے کہ جیسے بیعت کے وقت توبہ کرتے ہو اس توبہ پر قائم رہو اور ہر روز نئی توجہ پیدا کرو جو اس کے استحکام کا موجب ہو۔‘‘ فرماتے ہیں:’’اللہ تعالیٰ پناہ ڈھونڈھنے والوں کو پناہ دیتا ہے۔جولوگ خدا کی طرف آتے ہیں وہ ان کو ضائع نہیں کرتا۔‘‘

(ملفوظات جلد3 صفحہ172-173۔ایڈیشن2003ءمطبوعہ ربوہ)

یہ باتیں ہیں جو آپ نے بار بار ہمیں فرمائی ہیں۔ ہمیں ان معیاروں تک پہنچانے کے لئے یہ باتیں آپ نے کی ہیں۔ یہ وہ معیار ہیں جو آپ جماعت میں دیکھنا چاہتے ہیں اور جماعت کا ایک بڑا حصہ عورتوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ دنیا میں عورتوں اورمَردوں کی جو نسبت ہے وہ ہمیں بتاتی ہے کہ عورتوں کی تعداد مَردوں سے زیادہ ہے اوریہی

نسبت جماعت میں بھی ہوگی اور ہے۔ پس جماعت کی ترقی ان معیاروں تک پہنچانے میں اس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک ہمارا بڑا حصہ ان کم ازکم معیاروں کو حاصل نہ کرے جو ایک احمدی مسلمان کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بیان فرمائے ہیں۔

پس ہماری عورتوں کو اس پہلو سے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اپنی اصلاح کی طرف توجہ کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اگر گھر کا مرد ٹھیک ہو، اس کا دین سے تعلق ہو، ان خصوصیات کا حامل ہو یا ان باتوں کی طرف توجہ دینے والا ہو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بیان فرمائی ہیں تو عورتوں اور بچوں کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر مَردوں میں کمزوریاں ہیں تو ہم نہ اپنے آپ کو برباد کر سکتے ہیں، نہ اپنی نسلوں کو برباد کر سکتے ہیں۔ پھر عورتوں کو خود میدان میں کُودنا ہوگا۔ اپنے گھروں کو سنبھالنا ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ فرمایا ہے کہ عورت گھر کی نگران ہے۔ بچوں کی تربیت کی ذمہ داری عورت پر ہے اور وہ پوچھی جائے گی۔ (صحیح البخاری کتاب العتق باب کراھیۃ التطاول علی الرقیق ...... الخ حدیث 2554)

اللہ تعالیٰ نے ماں کو جو حق ہے وہ باپ کے حق سے تین درجے زیادہ یونہی تو نہیں دیا ہوا۔ (صحیح البخاری کتاب الادب باب من احق الناس بحسن الصحبۃ حدیث نمبر 5971) اس کی وجہ ہے۔ کیوں یہ ماں کا حق باپ کی نسبت تین درجے زیادہ ہے؟ عورت کے قدموں کے نیچے جنت ملنے کی ضمانت صرف ماں بننے سے تو نہیں مل جائے گی بلکہ ان سب باتوں کے کچھ لوازمات ہیں، کچھ خصوصیات ہیں، کچھ فرائض ہیں جو ماؤں کے ذمہ ہیں جن کی ادائیگی کے بعد ماں یہ سب مقام حاصل کرتی ہے۔

وہ نوجوان بچیاں جو بلوغت کی عمر کو پہنچ رہی ہیں اور جن کی عقل اور سوچ پختہ ہوگئی ہے انہوں نے انشاء اللہ تعالیٰ مائیں بھی بننا ہے ان کو بھی ابھی سے سوچنا چاہئے کہ ان کا مقام کیا ہے اور ان پر کس قسم کی ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں۔ جہاں انہیں نیک نصیب ہونے اور اچھے خاوند ملنے کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں وہاں انہیں ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے لئے بھی اپنے آپ کو تیار کرنا چاہئے جو مستقبل میں ان پر پڑنے والی ہیں۔ پس چاہے یہ شادی شدہ عورتیں ہیں، بچوں کی مائیں ہیں یا لڑکیاں ہیں، اگر سب نے اپنی ذمہ داری کو نہ سمجھا تو ایسے ماحول میں رہتے ہوئے جہاں آزادی کے نام پر بے حیائیاں کی جاتی ہیں، جہاں مذہب کو نہ سمجھنے کی وجہ سے خدا سے بھی دُوری پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ جہاں خدا کے وجود پر شکوک وشبہات کا اظہار کیا جا رہا ہے یا اکثر خدا تعالیٰ کے وجود سے ہی انکار کیا جا رہا ہے۔ تو پھر نہ آپ کے دین سے جڑے رہنے کی کوئی ضمانت ہے۔ نہ آئندہ نسلوں کے دین سے جڑے رہنے کی کوئی ضمانت ہے۔

اگر آپ یہ کہیں کہ مرد زیادہ بگڑ گئے ہیں ان کی اصلاح کی طرف بھی توجہ کریں تو مَردوں کو بھی کہا جاتا ہے۔ کوشش بھی کی جاتی ہے لیکن اگر ایسے بدقسمت مرد ہیں جن کو اپنی اصلاح کی فکر نہیں اور دنیا کی رنگینیوں کو سب کچھ سمجھتے ہیں اور اپنے بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنے والے نہیں ہیں تو پھر ان کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ جماعت کے نظام کی آنکھوں میں دھول جھونک کے، ان کو دھوکہ دے کے تو وہ شاید بچ جائیں لیکن پھر خدا تعالیٰ کی گرفت سے وہ نہیں بچ سکیں گے۔ جواُن کی ذمہ داریاں ہیں انہوں نے ادا کرنی ہیں۔ لیکن اس وجہ سے عورتوں کو اپنی ذمہ داریاں نہیں بھولنی چاہئیں۔ جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا اس بات پر ہم خاموش ہو کر نہیں بیٹھ سکتے اور خاموش تماشائی نہیں بن سکتے کہ مرد اپنے فرائض پورے نہیں کرتے تو ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ ہر وقت فکر میں رہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لجنہ کی تنظیم اس لئے قائم فرمائی تھی کہ اگر جماعت کا ایک حصہ کمزور ہے اس میں کمزوری واقع ہوتی ہے تو کم از کم دوسرا حصہ جو عورتوں کا ہے، عورتیں اپنے فرائض کی طرف توجہ رکھیں۔ اگر عورتیں توجہ رکھیں گی تو آئندہ نسل کے مرد اور عورتیں ان راستوں پر چلنے والے ہوں گے جو خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے متعین کئے ہیں۔

مَیں نے کچھ عرصہ ہوا صدر لجنہ جرمنی کو کہا تھا کہ اس وقت آپ کے لئے تبلیغ سے زیادہ تربیت کی ضرورت ہے۔ پہلے اپنی تربیت کی طرف توجہ دیں، اپنی عملی حالتوں کو درست کرلیں تو تبلیغ کے میدان پھر خود بخود کھلتے چلے جائیں گے۔ اس سے بھی کوئی یہ مطلب نہ لے لے اور خاص طور پر مرد کہ ان کے عملی نمونے اور تربیت بہت اچھی ہے اور صرف عورتوں کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے کہ جو باتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی ہیں ان کی روشنی میں مردوں کی عملی حالت بھی کوئی ایسی نہیں کہ ہم مطمئن ہو کر بیٹھ جائیں۔ جب میں آپ سے مخاطب ہوں تو مَرد بھی میری باتیں سن رہے ہیں۔ ان کو بھی اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے اور بہت زیادہ ضرورت ہے۔

تو بہرحال میں اس وقت عورتوں سے مخاطب ہوں اور عورتیں اگلی نسل کی تربیت زیادہ بہتر رنگ میں کر سکتی ہیں۔ اس لئے مَیں زیادہ فکر کے ساتھ آپ پر ذمہ داری ڈال رہا ہوں۔ پس نہ مردوں کو کسی خوش فہمی میں مبتلا ہونے کی ضرورت ہے، نہ آپ کو اس بات پر پریشان ہونے کی ضرورت ہے کہ شاید ساری کی ساری کمزوریاں ہم عورتوں کے اندر ہی ہیں۔ ہر ایک نے اپنے اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔ خدا تعالیٰ کے آگے جب پیش ہونا ہے تو اپنے اعمال کا جواب ہر ایک نے خود دینا ہے۔ اس لئے اس سوچ کے ساتھ ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے اور ان جائزوں کے کم از کم معیار وہ ہیں جن کا مختصراً ذکر مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے کیا ہے۔ یہ بعض نکات ہیں جنہیں اگر ہم میں سے ہر ایک اپنے سامنے رکھے تو عملی اصلاح کے معیار اونچے سے اونچے ہوتے چلے جائیں گے۔ بعض بنیادی باتوں کو دوبارہ میں آپ کے سامنے کچھ نسبتاً کھول کر پیش کر دیتا ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ تمہارا خدا تعالیٰ پر سچا ایمان ہو۔ اور سچے ایمان کی کیا خصوصیات ہیں؟ سب سے بڑی یہ کہ غیب پر ایمان ہو۔ اس بات پر یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ ہر چھپی ہوئی بات کو جاننے والا ہے۔ وہ علّامُ الغیوب ہے۔ وہ نہ صرف ان راز کی باتوں کو جو تم ایک دوسرے سے کرتے ہو، جانتا ہے بلکہ تمہارے دل کے رازوں کو بھی جانتا ہے۔ پس جب وہ ہر چھپی ہوئی اور ہر راز، ہر نہ نظر آنے والی چیز کا علم رکھتا ہے اور ہر بات کا علم رکھتا ہے تو پھر اپنے ہر عمل کے وقت اس کا خوف دل میں ہونا چاہئے۔ مومن کی نشانی یہ بتائی ہے کہ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَیْبِ (الانبیاء: 21) کہ مومن غیب میں بھی خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ جب انہیں یقین ہوتا ہے کہ کوئی دنیاوی آنکھ اسے نہیں دیکھ رہی، اس وقت بھی سامنے ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔

پھر سچے ایمان کی یہ نشانی ہے کہ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے، اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کے مطابق فیصلے کا کہا جائے تو سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہتے ہیں۔ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔ اس کے علاوہ اُن کا اور کوئی جواب نہیں ہوتا۔ نمازوں کو قائم کرنے والے، نمازیں باقاعدہ پڑھنے والے اور وقت پر پڑھنے والے ہی سچے ایمان لانے والے ہیں۔ پھر سچے ایمان لانے والے وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے والے ہیں، اس کے حضور جھکے رہنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد سے اپنی زبانیں تر رکھتے ہیں۔ عاجزی دکھانے والے ہیں اور تکبر سے دور بھاگنے والے ہیں۔ تکبر کے بارے میں ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہ بڑوں بڑوں کو یعنی ان کو جو بڑے ایمان کا دعویٰ کرنے والے ہیں امتحان میں ڈال دیتا ہے۔ وقت آنے پر اپنی اَنا اور جھوٹی عزتوں کے نام پر بہت کچھ تکبر انسان کر جاتا ہے۔ پس جب تک انسان میں عاجزی نہ ہو، جھوٹی عزت کا خاتمہ نہ ہو اس وقت تک ایمان کمزور ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر ہر ذلّت برداشت کرنے کے لئے انسان تیار ہو جائے تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندے کو مشکلات اور مصیبتوں سے نکالتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اہم بات کی طرف توجہ دلائی کہ اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حکم کو خفّت کی نظر سے نہ دیکھو۔ کسی بھی حکم کو کم اہم اور چھوٹا نہ سمجھو کیونکہ یہ بات عملی اصلاح میں حائل ہوگی۔ اور صرف یہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو اہم سمجھو بلکہ فرمایا ان کی تعظیم کرو۔ صرف اہم ہی نہیں سمجھنا بلکہ ان کی تعظیم کرو اور ہر حکم کو عملاً اپنے اوپر لاگو کرو۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم وہ بات نہ کہو جو تم کرتے نہیں ۔ وہ بات تم دوسروں کو نہ کہو جو تم خود کرتے نہیں۔ اب عہدیدار نچلی سطح تک جا کر اپنے جائزے لیں کہ کیا وہ سب باتیں جو وہ دوسری ممبرات کو کہتی ہیں ان پر خود بھی عمل کرتی ہیں؟ پھر حسد ہے، بغض ہے، کینہ ہے۔ پردے کا اعلیٰ معیار ہے۔ بچوں کی تربیت ہے۔ انصاف کو قائم رکھنے کے لئے اگر اپنے خلاف بھی گواہی دینی پڑی تو یہ گواہی دینا ہے۔ یہ سب حکم ایسے ہیں جن کے بارے میں ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو دوسروں کو تو کہتے ہیں لیکن اگر اپنا معاملہ آئے تو حیلے بہانے تلاش کرتے ہیں۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کے حکموں کی عملاً تعظیم کے خلاف ہے۔

پھر آپ یہ بھی فرما رہے ہیں کہ تمہارے ہر کام میں خدا کی رضا مقصود ہو، دنیا مقصود نہ ہو۔ اب اگر ہم میں سے ہر ایک اپنا جائزہ لے تو پتا چلتا ہے کہ بسا اوقات دنیا کی لذتیں اور بہانے ہمارے سامنے آجاتے ہیں، خدا تعالیٰ کی رضا پیچھے چلی جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا آخرت کی فکر رکھو۔ آخرت کی فکر ہوگی تو خدا تعالیٰ کی رضا ہمیشہ سامنے رہے گی دنیا کا حصول پیچھے چلا جائے گا۔

آجکل گھروں کے جھگڑوں میں دنیاوی باتوں کا حصول بہت کردار ادا کر رہا ہے۔ کل بھی میں نے خطبے میں ذکر کیا تھا۔ نہ لڑکے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے رشتے نبھانے کی کوشش کرتے ہیں نہ لڑکیاں صاف دل ہو کر اپنے رشتے نبھانے کی کوشش کرتی ہیں۔ حالانکہ رشتوں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ نے بہت سے حقوق کی ادائیگی کا ایک دوسرے کو پابند کیا ہے، لڑکے کو بھی اور لڑکی کو بھی بلکہ گھر والوں کو بھی۔ نکاح کے موقع پر جو آیات پڑھی جاتی ہیں اس میں سب سے آخری ہدایت ہی یہی دی گئی ہے کہ دنیا کے پیچھے نہ بھاگتے رہو۔ یہ دیکھو کہ تم نے آئندہ کے لئے کیا نیکیاں کمائی ہیں یا کمانے کی کوشش کی ہے۔ اس حکم میں ذاتی اعمال کی طرف بھی توجہ دلائی کہ تمہارے نیک عمل آئندہ آنے والی زندگی میں تمہارے کام آئیں گے اور اولاد کی تربیت کی طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ اس دنیا کے حصول کے پیچھے نہ پڑے رہو بلکہ اپنے بچوں کی تربیت کر کے اپنی آئندہ نسلوں کو سنبھالو۔ انہیں نیکیاں بجالانے والا بناؤ تا کہ وہ اپنی عاقبت بھی سنوار سکیں اور نیک تربیت کی وجہ سے تمہارے لئے دعا کر کے تمہارے درجات کی بلندی کا بھی باعث بن جائیں۔

آپؑ نے فرمایا کہ تم بیعت کر کے سلسلے میں داخل ہوگئے۔ بہت سے تم میں سے اپنے باپ دادا کی وجہ سے سلسلہ میں داخل ہو۔ جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی غرض تب پوری ہوگی جب تم تقویٰ پر چلو گے۔ اور تقویٰ کیا ہے؟ تقویٰ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے تمام حکموں پر عمل کرنا ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا: پس اس طرف توجہ کرو کہ تقویٰ میں بڑھنا ہے اور یہ صرف ایک دن کی بات نہیں ہے بلکہ ہر روز نئی توجہ ہو تبھی معیار بلند ہوں گے۔ آپ علیہ السلام نے یہاں تک فرمایا کہ جو بیعت کر کے توجہ نہیں کرتا وہ جھوٹا اقرار کرتا ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 173-174۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس چاہے وہ عورتیں ہوں یا مرد، ہر ایک کو ہر روز نئے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ تقویٰ کے معیار کہاں ہیں۔ ورنہ آپ نے صاف فرما دیا کہ اگر یہ نہیں تو بیعت کا اقرار جھوٹا ہے۔ اگر تقویٰ ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ ہوگی اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ ہوگی۔ اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی کا معیار جو آپ نے مقرر فرمایا وہ یہ ہے کہ ان کے حقوق کی حفاظت ہو۔ یعنی حقوق العباد کی ادائیگی عارضی عمل نہیں ہے بلکہ اس کی حفاظت کرنی ہے۔ مسلسل نظر رکھنی ہے کہ کہاں حقوق العباد تلف ہو رہے ہیں، مَیں فوراً وہاں پہنچوں اور ان کی حفاظت کروں۔ یہ حقوق العباد کی ادائیگی ایک ایسا وسیع میدان ہے جو جہاں آپس میں محبت پیار پیدا کرتا ہے وہاں تبلیغ کے نئے راستے بھی کھولتا ہے۔ پس جیسا کہ مَیں نے کہا عملی اصلاح سے تبلیغ کے راستے کھلیں گے اور یہ جو راستے کھلیں گے پھل لانے والے ہوں گے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ تزکیۂ نفس کی مسلسل کوشش کرو۔ جب نفس پاک ہوگا اور اس کی طرف توجہ ہوگی تو اعمال کی اصلاح بھی ہوتی جائے گی۔ آج دنیا کو ضرورت ہے کہ ان کے سامنے کوئی نمونہ ہو۔ اور یہ نمونہ ہم اس وقت تک پیش نہیں کر سکتے جب تک ہم مجموعی طور پر کوشش نہیں کرتے کہ اپنے اعمال کو درست کریں۔ اپنی عملی حالتوں کو اس اعلیٰ معیار پر لائیں جس کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سے توقع کی ہے۔ آپ کا یہ فرمانا ہمارے لئے ہم میں سے ہر ایک کے لئے بڑا فکر پیدا کرنے والا ہونا چاہئے، ہمیں جھنجھوڑنے والا ہونا چاہئے کہ اپنے اعمال سے ساری جماعت کو بدنام نہ کرو۔ یعنی ایک شخص کا عمل بھی چاہے وہ مرد ہے یا عورت جماعت کی بدنامی کا باعث بنتا ہے۔ پس عارضی دنیاوی لذات کی وجہ سے جماعت کو بدنام کرنے سے بچنے کی ضرورت ہے۔ آزادی کے نام پر ایسے کام کرنا جن کو کرنے سے خدا تعالیٰ نے سختی سے منع فرمایا ہے جماعت کی بدنامی کا باعث بنتا ہے۔ عارضی جذبات کی تسکین کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکموں کو بھول جانا دوسروں کے لئے جماعت پر انگلیاں اٹھانے کا باعث بنتا ہے۔

پس بہت گہرائی میں ہر معاملے میں اپنے جائزے لینے اور اصلاح کی ضرورت ہے۔ یہاں رہنے والے احمدیوں کی اکثریت اس وقت پاکستان سے ہجرت کر کے آنے والے احمدیوں کی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ وقت بھی آئے گا جب یہاں کے مقامی لوگ بھی احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی صداقت کو دیکھتے ہوئے اسے اختیار کریں گے لیکن بہرحال اس وقت اکثریت پاکستانی احمدیوں کی ہے

باقی صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات ،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 318

مکرم عبدہ بکر محمد بکر صاحب (2)

قسطِ گزشتہ میں ہم نے مکرم عبدہ بکر صاحب آف مصر کے سفر کا ایک حصہ بیان کیا تھا۔پچھلی قسط کے آخر پر ایک راہبہ کے قرآن کریم میں ناسخ ومنسوخ آیات کے بارہ میں سوال کے جواب میں مکرم عبدہ بکر صاحب نے کہا تھا کہ میں مطالعہ کے بعد اس کا جواب دوں گا۔اس کے بعد وہ بیان کرتے ہیں:

مسئلہ ناسخ ومنسوخ

مَیں ایک ازہری مولوی کے گھر میں رہ رہا تھا۔میں نے سوچا اس سے راہنمائی حاصل کرتا ہوں۔مجھے امید تھی کہ وہ اس مسئلہ کے ردّ میں مجھے دلائل دیں گے۔لیکن میری توقع کے بالکل برعکس اس نے کہا کہ اس مسئلہ کے ردّ کی ضرورت نہیں بلکہ یہ بالکل درست اور ثابت شدہ مسئلہ ہے اور اس کی دلیل کے طور پر ایک آیت بھی پڑھ سنائی کہ یہ پہلے قرآن کا حصہ تھی پھر منسوخ ہوگئی اور اس کو قرآن میں شامل نہیں کیا گیا۔جب مَیں نے اعتراض کیا تو مولوی صاحب فورًا صحیح البخاری اٹھالائے جس میں سے اس نے کئی آیات کے منسوخ ہونے کے بارہ میں احادیث نکال کر دکھائیں۔الغرض مولوی صاحب کی ’’عالمانہ راہنمائی‘‘ نے میری مشکل میں مزید اضافہ کر دیا۔

اس کے بعد میں نے اپنے دوسرے پڑوسی ازہری مولوی کی لائبریری سے استفادہ کر کے اپنے سوالوں کے جواب تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن میری کوشش بے سود ثابت ہوئی اور کسی سوال کا معقول جواب نہ مل سکا۔

دوسری طرف روزانہ راہبہ کے اٹھائے جانے والے سوالات کی لسٹ میں مزید اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عائشہؓ سے کم عمری میں شادی، رضاع الکبیر یعنی بڑی عمر کے شخص کو دودھ پلا کر رضاعی بیٹا بنانے وغیرہ جیسے سوالات شامل تھے۔میں ہر بار راہبہ کو کچے پکے جواب دے کر ٹالنے کی کوشش کرتا لیکن ایسے جوابات سے میں خود مطمئن نہ ہوتا تھا کجا یہ کہ وہ راہبہ ہوتی۔

قرآن وبائبل میں فرق

ایک دن راہبہ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا انجیل محرّف ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔اس نے کہا کہ اللہ نے انجیل کی تحریف کیوں ہونے دی اور قرآن کو تحریف سے بچالیا جبکہ آپ کا ایمان ہے کہ یہ دونوں خدا کا کلام ہیں؟

مَیں نے کہا کہ اس سوال کا جواب دینے کے لئے مجھے پہلے انجیل پڑھنی پڑے گی۔اس نے فورًا مجھے انجیل لا دی۔میں نے ساری رات جاگ کر اس کا مطالعہ کیا۔پھر جب اگلے روز میں اس راہبہ سے ملا تو اسے کہا کہ قرآن اور اناجیل میں بہت زیادہ فرق ہے اور یہی فرق اناجیل کے محرف ہونے کی دلیل ہے۔مثلاً قرآن کریم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع ہوتا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ، نبی کریمؐ، مومنین بلکہ تمام انسانوں کو مخاطب فرماتا ہے اور احکام دیتا ہے۔

اس کے برعکس انجیل ایسے دعویٰ وخطاب سے خالی ہے۔بلکہ لوقا کی انجیل میں تو لوقا خود معترف ہے کہ وہ یہ انجیل بادشاہ کو پیش کرنے کے لئے لکھ رہا ہے۔اسی طرح باقی اناجیل بھی حکایات وروایات کی حد تک تو ٹھیک ہیں، ان کے حرف بحرف خدا کے کلام ہونے کا دعویٰ اور ثبوت خود انجیل سے ہی ثابت نہیں ہوتا کجا یہ کہ کوئی اور اس کا دعویٰ کرے۔

حیاتِ مسیحؑ کا عقیدہ عیسائیت کا مؤیّد ہے

میری مذکورہ بالا دلیل کسی قدر مضبوط تھی جس کے بعد راہبہ نے کہا کہ اچھا چاروں اناجیل میں ایک چیز تو مشترک ہے کہ مسیح نے عہد نامہ قدیم کی پیشگوئیوں کے مطابق صلیب پر جان دے دی۔میں نے کہا مجھے عہد نامہ قدیم کی پیشگوئیوں کے بارہ میں خبر نہیں ہے۔اس نے فورًا مجھے بائبل لادی جسے میں نے پڑھنا شروع کر دیا۔

بائبل کے مطالعہ کے بعد راہبہ سے میری کئی موضوعات کے بارہ میں بحث ہوئی ان میں سے سب سے مشکل صورتحال کا سامنا مجھے وفاتِ مسیح اور ان کے رفع کے بارہ میں مندرجہ ذیل بات چیت کے دوران ہوا:

راہبہ: انجیل کہتی ہے کہ مسیح پہلے فوت ہوا پھر آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔آپ کا کیا خیال ہے؟

عبدہ بکر: ہم تو صرف اسی قدر مانتے ہیں کہ وہ آسمان پر چلے گئے ہیں اور ان کی وفات بعد میں ہوگی۔

راہبہ: آپ عربی زبان کے استاد ہیں، آپ مجھے بتائیں کہ جب ہم کسی کے بارہ میں کہتے ہیں کہ ’’تَوَفَّاہُ اللّٰہ‘‘ تو اس کا کیا مطلب ہوتا ہے؟

عبدہ بکر: اس کا مطب واضح ہے کہ اللہ نے اسے وفات دے دی۔

راہبہ: پھر جب قرآن کہتا ہے کہ: یَا عِیْسَی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ، تو اس میں مُتَوَفِّیْکَ کا کیا معنی ہوگا؟

عبدہ بکر: عربی زبان کے قواعد کے مطابق تو اس کا مطلب ’’مُمِیْتُکَ‘‘ یعنی ’مَیں تمہیں موت دوں گا‘ ہی ہوگا۔

راہبہ: پھر قرآن کی اس آیت کا تو یہی معنی بنتا ہے کہ مسیح کو پہلے وفات کا اور بعد میں رفع کا وعدہ دیا گیا۔اور یہی ہم عیسائیوں کا دعویٰ ہے کہ مسیح پہلے ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو کر فوت ہوئے پھر آسمان پر گئے۔

راہبہ کی اس دلیل کے جواب میں مَیں ایک لفظ بھی نہ کہہ سکا۔راہبہ کا منصوبہ کامیاب ہو گیا تھا۔میں اس کے جال میں پھنس کر بے بس ہو گیا تھا۔میری بے بسی دیکھ کر اس نے ایک اور وار کیا۔اس نے کہا:

راہبہ: آپ ایک سمجھدار اور رواداری کے داعی انسان ہیں۔اور آپ نے مجھے کہا تھا کہ آپ کو جہاں حق ملے گا آپ اس کو اپنا لیں گے۔قرآن وانجیل تو اس بات پر متفق ہیں کہ وفات کے بعد مسیح آسمان پر چلے گئے۔اب آپ خود ہی بتائیں کہ کیا یہی ایک بات ہی یہ ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں ہے کہ مسیح میں کئی ایسی صفات تھیں جو انہیں دیگر انسانوں سے ممتاز کرتی ہیں۔علاوہ ازیں مُردوں کو زندہ کرنے اور پرندے پیدا کرنے جیسی صفات تو کسی انسان کے حصے میں نہیں آئیں۔

عبدہ بکر: مسیحؑ خدا کا نبی تھا۔اور اس نے جو کچھ بھی کیا وہ خود سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم اور اجازت سے کیا۔

راہبہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو آپ کے بقول خیر الرسل تھے، پھر اللہ نے انہیں ایسا کرنے کا حکم اور اجازت کیوں نہ دی؟ نیز صرف مسیح کو ہی کیوں بعد از وفات آسمان پر اٹھالیا جبکہ خیر الرسل کو وفات کے بعد اسی زمین میں دفن ہونے دیا؟

راہبہ کے یہ سوالات مجھ پر بجلی بن کر گرے۔مجھے ان سوالوں کا کوئی جواب سجھائی نہ دیا۔بالآخر راہِ فرار اختیار کرتے ہوئے مَیں نے اسے کہا کہ اس موضوع پر بعد میں بات ہوگی کیونکہ اس سے قبل مَیں آپ سے ایک اہم بات پوچھنا چاہتا ہوں۔بائبل میں لکھا ہے کہ بلعم باعور نے اپنی گدھی کو مارا تو وہ بول پڑی اور کہنے لگی کہ تو مجھے کیوں مارتا ہے؟ آپ مجھے یہ سمجھا دیں کہ گدھی کیسے بول سکتی ہے؟ ایسے بے سروپا واقعہ کو عقل کیونکر قبول کر سکتی ہے؟

راہبہ: اس واقعہ کو عقل اسی طرح قبول کر سکتی ہے جیسے قرآن میں مذکور چیونٹی کے بولنے اور سلیمانؑ سے پرندوں کے کلام کرنے کو قبول کر لیتی ہے!!

میں چاروں شانے چِت ہو چکا تھا۔اس لئے مَیں نے وہاں سے رخصت ہونے میں ہی عافیت سمجھی۔

عظمتِ مسیحؑ اور میری دعا

راہبہ کے گھر سے اٹھا تو اس کے دلائل کی وجہ سے عظمتِ مسیحؑ دل میں گھر کرنے لگی۔میں نے پرانی اسلامی کتب میں عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں لکھی جانے والی ہر قسم کی معلومات پڑھنی شروع کر دیں۔پرانی تفاسیر کو پڑھا تو ان میں بھی اُلوہی صفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب کی گئی تھیں۔ان تفاسیر نے میرے دل میں مسیح کی عظمت قائم کر دی لیکن اس رَو میں بہنے کی بجائے میری زبان پر یہی دعا تھی کہ اے خدا تُو حق کی طرف میری راہنمائی فرما۔پرانی کتب کے مطالعہ کے دوران میں نے ابن کثیر کی کتاب قصص الانبیاء میں پڑھا کہ ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا تو اسے کہا کہ چوری نہ کرو۔اس شخص نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے تو چوری کی ہی نہیں۔مسیح علیہ السلام نے کہا: میں تیری تصدیق کرتا ہوں اور اپنی آنکھ کو جھٹلاتا ہوں۔

یہ واقعہ پڑھنے کے ایک روز بعد ہی میں ٹیکسی میں ایک طالبعلم کو ٹیوشن پڑھانے جا رہا تھا۔ٹیکسی کا کرایہ صرف ایک مصری پونڈ تھا۔میں نے ٹیکسی ڈرائیور کو پانچ پونڈز کا نوٹ دیا، لیکن اس نے مجھے بقایا واپس نہ کیا۔جب میں ٹیکسی سے اترا تو اس سے باقی رقم کا مطالبہ کیا۔اس نے کہا خدا کی قسم آپ نے تو مجھے صرف ایک پونڈ ہی دیا تھا۔ایک دو بار تکرار کے بعد جب وہ اپنے موقف پر قائم رہا تو مجھے حضرت مسیحؑ کا قول یاد آ گیا، چنانچہ میں نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا: میں تجھے سچا کہتا ہوں اور اپنی آنکھ کو جھٹلاتا ہوں۔میں ٹیوشن پڑھا کر اپنے کام پر چلا گیا اور شام کو جب واپس آ رہا تھا تو راستے میں پانچ پونڈز پڑے ہوئے ملے۔میں نے اٹھا کر اپنے اردگرد نظر دوڑائی تو بعض بچوں کو قریب کھیلتے ہوئے دیکھا۔میں نے ان سے پوچھا کہ مجھے یہاں سے پانچ پونڈز ملے ہیں، کیا یہ آپ میں سے کسی کے ہیں؟ وہ خاموش رہے۔پھر میں نے کچھ دیر ٹھہر کر ادھر ادھر آواز دے کر بھی دیکھا۔جب کوئی نہ آیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ اس طرح اللہ تعالیٰ نے میرے نقصان کو پورا کیا ہے۔

خدا تعالیٰ کی قربت کا یہ احساس مجھے پہلی بار ہوا تھا جس نے مجھے دعا کی طرف مائل کر دیا اور میں اس سے ہدایت اور صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کی دعا کرنے لگا۔

قربِ الٰہی کے نشان

مجھے کبھی سچی خوابوں کا تجربہ نہ ہوا تھا لیکن شاید خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں میری دعائیں سنی گئیں اور اس نے مجھے اپنی قربتوں کا احساس دلانے کے لئے 2009ء میں ایک عجیب رؤیا دکھایا۔

میری طرح میری بستی کا ایک دوست ’’طلعت‘‘ بھی قاہرہ میں کام کرتا تھا۔مَیں نے خواب میں اپنے اس دوست کی والدہ کو برتن دھوتے دیکھا۔اس نے مجھے دیکھتے ہی پوچھا کہ کیا میرا بیٹا طلعت نہیں آیا؟ ایسے میں میں نے ایک سائیڈ پر بنفشی رنگ کے مشروب سے بھری بوتل دیکھی۔میں نے اس میں سے پیا تو وہ نہایت لذیذ شربت تھا۔مجھے اس رؤیا کی کچھ سمجھ نہ آئی اور میں نے اسے کوئی اہمیت نہ دی۔شام کو میرے بھائی نے بستی سے فون کر کے بتایا کہ تمہارے دوست طلعت کی والدہ اچانک فوت ہوگئی ہے۔یہ خبر سنتے ہی مجھے میرا رؤیا یاد آ گیا۔میں تیاری کر کے شام کو روانہ ہو گیا۔ٹرین سٹیشن پر مجھے طلعت بھی مل گیا اور ہم اکٹھے تقریباً سات گھنٹے کا سفر طے کر کے اگلی صبح بستی میں پہنچ گئے۔جب ہم طلعت کے گھر پہنچے تو میں ایک نظارہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔واشنگ سِنک میں برتن اسی طرح پڑے تھے جیسے مَیں نے خواب میں دیکھے تھے۔ایک طرف بنفشی رنگ کے مشروب کی وہ بوتل بھی پڑی تھی جس میں سے خواب میں میں نے لذیذ شربت پیا تھا۔یہ دیکھ کر میں رونے لگ گیا۔میری والدہ نے مجھے دیکھا تو کچھ دیر کے لئے مجھے اپنے گھر لے آئی۔وہاں انہوں نے مجھے جو کچھ بتایا وہ کسی سرپرائز سے کم نہ تھا۔انہوں نے بتایا کہ طلعت کی والدہ کل شام وفات کے وقت برتن دھو رہی تھی۔اور وہ وفات کے وقت اپنے بیٹے طلعت کو بار بار پکار رہی تھی اور اس سے ایک روز پہلے اس نے تمہارے بارہ میں بھی پوچھا تھا۔یہ سن کر میں نے والدہ صاحبہ کو اپنا رؤیا سنایا تو وہ بھی میری طرح حیرت کی تصویر بن گئی۔

مَیں نے اس رؤیا اور اس طرح اس کے پورے ہونے سے یہی نتیجہ نکالا کہ اللہ تعالیٰ نے شاید اس رؤیا سے مجھے بتایا ہے کہ وہ قریب ہے اور اگر میں اپنے جملہ سوالوں کے جوابات کے لئے اس کی طرف جھکوں گا تو وہ ضرور میری ہدایت کا سامان فرما دے گا۔

معجزانہ نجات

2009ء کی عید الفطر کی چھٹیوں میں ہم دریائے نیل کے ساحل پر نہانے کے لئے گئے تو گہرے پانی میں چلے گئے جس کے نتیجہ میں میرے دو رشتہ داروں کے ساتھ میرا چھوٹا بھائی بھی ڈوب کر ہلاک ہو گئے۔مَیں بھی ڈوب رہا تھا کہ میرے دل میں بشدت یہ خواہش پیدا ہوئی کہ مرنے سے قبل کلمہ شہادت پڑھ لوں۔ایسے میں میری زبان پر بے اختیار یہ دعا جاری ہوگئی: بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَایَضُرُّ مَعَ اِسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ۔ یعنی اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز آسمان وزمین میں نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

مَیں یہ دعا کرتا گیا اور اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر مجھے بچا لیا۔گو میں ڈوبنے سے تو بچ گیا لیکن بھائی کی موت کا غم مجھے جیتے جی مار گیا۔زندگی بوجھ بن کے رہ گئی۔بار بار یہی خیال آتا تھا کہ میں اپنے چھوٹے بھائی کو بچانے کے لئے کچھ نہ کر سکا۔

(باقی آئندہ)

قوم مرنے والوں سے زندہ نہیں رہتی بلکہ ان زندہ رہنے والوں سے زندہ رہتی ہے جو ہر وقت مرنے کے لئے تیار ہوں

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 21/اکتوبر 1936ء کو قادیان میں اپنے ایک خطاب کے دوران **تحریک جدید کی اہمیت** کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

’’اب مجھے جو تحریک جدید کے متعلق مسلسل کئی خطبات، کئی لیکچر اور کئی تقریریں کرنی پڑتی ہیں یہ دراصل اصول کے خلاف ہے۔ سال کے خطبات میں سے ستّر اسّی فیصدی خطبات میرے ایسے ہی ہوتے ہیں جو تحریک جدید کے متعلق ہوتے ہیں اور یہ حالت اسی وجہ سے ہے کہ جماعت خود توجہ نہیں کرتی۔ ورنہ **اصل چیز تو یہ ہے کہ خلیفۂ وقت جونہی ایک بات کہے جماعت فوراً اس پر عمل کرنا شروع کردے۔**

پس تحریک جدید کے متعلق مجھے خطبات کہنے کی اس لئے ضرورت پیش آتی رہتی ہے کہ مَیں چاہتا ہوں اِس تحریک کو جاری کرنے اور اِس کو قائم رکھنے میں دوست میرے نائب بنیں اور وہ دنیا کے خواہ کسی حصہ میں رہتے ہوں اس تحریک کو زندہ اور قائم کرتے چلے جائیں۔ جس وقت ہماری جماعت میں اس قسم کے لوگ پیدا ہو گئے وہ دن ہماری کامیابی کا دن ہوگا۔ اور اگر ہم پورے زور سے اس تحریک کی اہمیت، اس کے مقاصد اور اس کی اغراض لوگوں کے ذہن نشین کرتے چلے جائیں تو آج جو ہمارے سامنے بچے بیٹھے ہوئے ہیں انہی کے دلوں میں کل تحریک جدید کے متعلق اس قدر جوش اور اتنا ولولہ ہوگا کہ انہیں چین اور آرام نہ آئے گا جب تک کہ وہ اپنے دوستوں، اپنے رشتہ داروں اور اپنے ہمسایوں کو بھی اس تحریک کا قائل نہ کر لیں۔ اور وہی دن ہوگا جو احمدیت کی فتح کے لئے قومی اور اجتماعی جدّ و جہد کا دن ہوگا۔ اِس وقت تک ہماری جدّ و جہد ایسی ہے جیسے اِکّے دُکّے آدمی کی جدّ و جہد ہوتی ہے۔ قومی جدّ و جہد ہم اسے نہیں کہہ سکتے۔ قومی جدّ و جہد ہماری اس وقت شروع ہو گی جب تحریک جدید کے ماتحت ہماری جماعت کے تمام افراد کی زندگیاں آ جائیں گی اور جب جماعت احمدیہ اُس چٹان پر قائم ہو جائے گی جس چٹان پر قائم ہونے کے بعد زندگی اور موت، امارت اور غربت کے تمام امتیازات مٹ جاتے ہیں۔

یاد رکھو قوموں کے احیاء اور قوموں کی زندگی میں انفرادی قربانی کوئی چیز نہیں بلکہ قوموں کی زندگی کے لئے جماعتی قربانی کی ضرورت ہؤا کرتی ہے۔ بیرونی ممالک کے مبلّغین میں سے اگر کسی مبلّغ نے خطرات برداشت کئے اور اپنے نفس پر مصیبتیں جھیلیں تو بیشک ہم کہہ سکتے ہیں کہ دیکھو ہمارا بہادر سپاہی مصائب اور خطرات کے اوقات میں بھی کیسا ثابت قدم نکلا۔ مگر اس کی جرأت اور بہادری کو دیکھ کر ہمیں یہ کہنے کا حق ہر گز حاصل نہیں کہ دیکھو ہماری بہادر قوم۔ کیونکہ اُس کی بہادری اُس کے نفس سے تعلق رکھتی ہے، قوم کا حق نہیں کہ وہ مجموعی حیثیت سے اپنی طرف اُسے منسوب کرے لیکن بہادر سپاہی کامیابی حاصل نہیں کیا کرتے بلکہ بہادر قومیں کامیابی حاصل کیا کرتی ہیں۔

پس جب تک قومی لحاظ سے اپنی بہادری کا مظاہرہ نہ ہو اور شاندار مظاہرہ نہ ہو اُس وقت تک قومی فتح حاصل نہیں ہوسکتی۔ فتح کا دن وہی ہوگا جب وہ طالب علم جو اِس وقت ہمارے سامنے بیٹھے ہیں ان کے سامنے ان کے استاد اور ان کے نگران ان کے فرائض دہراتے رہیں اور انہیں یہ سبق پڑھاتے چلے جائیں یہاں تک کہ ان سب میں قربانی کی روح پیدا ہو جائے اور تحریک جدید ہی اِن کا اوڑھنا ہو، تحریک جدید ہی اِن کا بچھونا ہو، تحریک جدید ہی اِن کی دوست ہو اور تحریک جدید ہی اِن کی عزیز ہو، جب رات اور دن انہیں کسی پہلو بھی چین نہ آئے، جب تک نہ صرف اِن کے بلکہ اِن کے رشتہ داروں، اِن کے دوستوں اور اِن کے ہمسایوں کے کام کاج بھی تحریک جدید کے ماتحت نہ آ جائیں اور جب تک وہ اِس یقین پر قائم نہ ہو جائیں کہ احمدیت تحریک جدید ہے اور تحریک جدید احمدیت ہے اُس وقت تک قومی فتح کا زمانہ نہیں آ سکتا۔ ہاں انفرادی فتح کا زمانہ آ سکتا ہے مگر انفرادی فتح یا انفرادی قربانی کوئی چیز نہیں۔

ہارنے اور شکست کھانے والی قوموں میں بھی ایسے لوگ ملتے ہیں جنہوں نے انفرادی لحاظ سے بہت بڑی جرأت اور بہادری دکھائی۔ ٹیپو سلطان مارا گیا کیونکہ اُس کی قوم نے اُس سے غداری کی لیکن اُس کا نام آج تک زندہ ہے۔ جس وقت وہ اسلام کی حکومت کے قیام کے لئے انگریزوں سے لڑ رہا تھا اُس نے نظام حیدر کو لکھا کہ مَیں تمہارے ماتحت ایک سپاہی کی حیثیت میں کام کرنے کے لئے تیار ہوں آؤ اور ہم دونوں مل کر انگریزوں کا مقابلہ کریں۔ مگر نظام نے انکار کر دیا اور اُس نے خیال کیا کہ مجھے انگریزوں سے لڑائی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر اُس نے حکومتِ ایران کو لکھا، پھر اُس نے ترکوں کو لکھا کہ بے شک ہندوستان ایک غیر ملک ہے لیکن یاد رکھو! اگر ہندوستان سے اسلام مٹا تو تمہاری حکومتیں بھی مٹ جائیں گی۔ مگر انہوں نے بھی انکار کر دیا۔ تب وہ اکیلا انگریزوں سے لڑا۔ اور جب وہ انگریزوں سے لڑ رہا تھا تو اُس کے اپنے بعض جرنیلوں نے پیچھے سے قلعہ کے دروازے کھول دیئے اور انگریز اندر داخل ہو گئے۔ اُس کا ایک وفادار جرنیل دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ انگریز قلعہ کے اندر داخل ہو گئے ہیں۔ وہ اُس وقت دو فصیلوں کے درمیان لڑ رہا تھا، بھاگنے کا کوئی راستہ نہ تھا کیونکہ باہر بھی انگریزی فوج تھی اور اندر بھی۔ وہ ابھی آپس میں بات ہی کر رہے تھے کہ اتنے میں انگریز افسر آ پہنچا اور اس نے فصیل کی دوسری طرف سے آواز دی کہ ہمیں اپنے ہتھیار دے دو، ہم تم سے عزت کا سلوک کریں گے۔ اُس وقت ٹیپو نے جو جواب دیا وہ یہ تھا کہ اُس نے تلوار سونت لی اور یہ کہہ کر انگریزوں پر ٹوٹ پڑا کہ ’گیدڑ کی سَو سال کی زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہے‘ اور مارا گیا۔ بے شک اِس سے ٹیپو کی بہادری اور جرأت ظاہر ہوتی ہے مگر اِس میں ٹیپو کی قوم کی کوئی عزت نہیں۔ بے شک میسور کی عزت اِس واقعہ سے بلند ہو گئی مگر مسلمانوں کا وقار کھویا گیا۔ بے شک ٹیپو ہمیشہ کے لئے زندہ ہو گیا، مگر کیا ٹیپو کے زندہ ہونے سے مسلمانوں یا ہندوؤں کو کوئی فائدہ پہنچا؟ اگر آج میسور کے لوگ ٹیپو کے کارنامہ پر اپنا فخر جتائیں، اگر آج ہندوستان کے باشندے ٹیپو کے کارنامہ پر اپنا فخر جتائیں تو ان سے زیادہ بے غیرت اور کوئی نہیں ہوگا کیونکہ وہ خود اُس کی فتح کے راستہ میں حائل ہوئے۔ انہوں نے اُس سے غداری کی اور اُسے دشمنوں کے نرغہ میں اکیلا چھوڑ دیا۔ پس بے شک ٹیپو سلطان کے لئے یہ ایک فخر کی بات ہے مگر ہندوستانیوں کا اس میں کوئی فخر نہیں، مسلمانوں کا اس میں کوئی فخر نہیں اور میسور کے لوگوں کا اس میں کوئی فخر نہیں۔

اس کے مقابلہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہؓ نے جو قربانیاں کیں وہ صرف اُن لوگوں کے لئے ہی باعث فخر نہ تھیں جنہوں نے قربانیاں کیں بلکہ ساری قوم اِس فخر میں شریک تھی کیونکہ وہ ساری قوم ان قربانیوں کے لئے تیار تھی۔ قرآن کریم خود شہادت دیتا اور فرماتا ہے۔ مِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ (الاحزاب: 24)۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں مرنے والے مر گئے مگر یہ نہ سمجھو کہ وہ مر گئے تو باقی قوم یونہی رہ گئی بلکہ وہ قوم بھی موت کا انتظار کر رہی ہے اور دیکھ رہی ہے کہ کب خدا تعالیٰ کی راہ میں اسے اپنی قربانی پیش کرنے کا موقع ملتا ہے۔ یہ وہ چیز ہے جس پر کوئی قوم فخر کر سکتی ہے اور عزت سے اپنی گردن اونچی کر سکتی ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کو اختیار کرنے کے بعد کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

اگر قوم صرف انہی لوگوں کی قربانیوں سے زندہ رہ سکتی جنہوں نے خدا تعالیٰ کی راہ میں جانیں دیں تو صرف مِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ ہی کہا جاتا اور مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ کا فقرہ کبھی نہ کہا جاتا۔ مگر **مِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ کے الفاظ کا آنا بتاتا ہے کہ قوم مرنے والوں سے زندہ نہیں رہتی بلکہ اُن زندہ رہنے والوں سے زندہ رہتی ہے جو ہر وقت مرنے کے لئے تیار ہوں۔** پس حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید ہماری زندگی کا ثبوت ہیں۔ مولوی نعمت اللہ صاحب شہید ہماری زندگی کا ثبوت ہیں۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب شہید ہماری زندگی کا ثبوت ہیں۔ مولوی عبد الحلیم صاحب شہید ہماری زندگی کا ثبوت ہیں۔ قاری نور علی صاحب شہید ہماری زندگی کا ثبوت ہیں۔ اسی طرح ہندوستان کے **وہ بہت سے لوگ جو مخالفین کے مختلف مصائب کے نتیجہ میں شہید ہوئے ہماری زندگی کا ثبوت ہیں۔** مصر میں یا اور بعض علاقوں میں جو لوگ ہماری جماعت میں سے مارے گئے یا زخمی ہوئے وہ ہماری زندگی کا ثبوت ہیں۔ ہماری زندگیوں کا ثبوت اُن کی وہ روح ہے جو ہمارے زندوں میں پائی جاتی ہو۔ اگر افغان قوم میں وہ روح ہے جو صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید نے دکھائی تو افغان قوم زندہ ہے اور اگر افغان قوم میں وہ روح نہیں تو صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید کی شہادت صاحبزادہ عبد اللطیف کی زندگی کا ثبوت ہے مگر ہماری زندگی کا ثبوت نہیں ہوسکتی۔ ہاں! ہمارا اسی قسم کی قربانیوں کی خواہش کرنا، اسی قسم کی قربانیوں کے لئے تلملانا اور اضطراب دکھانا ہماری زندگی کا ثبوت ہوسکتا ہے اور صحابہؓ کی زندگی کا ثبوت بھی یہی روح تھی۔ **پس اسلام اور مسلمانوں کی زندگی مِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ کے مصداق وجودوں سے نہیں تھی بلکہ ان لوگوں کے وجود سے تھی جو مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ کے مصداق تھے۔** اگر مرنے والے مر جائیں اور پیچھے منافق اور کمزور ایمان والے رہ جائیں تو یہ اُس قوم کی موت کی علامت ہوگی، زندگی کی علامت نہیں ہوگی۔ اگر ان بہادروں کا وجود ہی زندگی کی علامت ہوتا جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان پر کھیل گئے تو خدا تعالیٰ انہیں کیوں مرنے دیتا۔ آخر کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نبیوں کی حفاظت کا وعدہ کرتا ہے۔ کیا اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے سے ڈرتے ہیں؟ یا نبیوں کے خلفاء میں سے بعض کیوں ایسے ہوتے ہیں جنہیں طبعی موت دینے کا اللہ تعالیٰ وعدہ دیتا ہے۔ کیا اس لئے کہ وہ بزدل ہوتے ہیں؟ نہیں۔ بلکہ اس لئے کہ اُن کی زندگی میں قوم کی زندگی ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ ٹیکے ہیں جن کے لگنے سے قوم کے جسم سے بیماری دُور ہوتی ہے اور اگر یہ لوگ مر گئے تو دنیا بھی مر جائے گی۔ پس مرنے والے کسی قوم کی زندگی کا ثبوت نہیں ہوتے بلکہ وہ زندہ رہنے والی قوم کی زندگی کا ثبوت ہؤا کرتے ہیں جو ہر وقت مرنے کے لئے تیار ہوں۔

تحریک جدید کو جاری کرنے کی غرض بھی یہی ہے کہ تم میں زندگی پیدا ہو۔ مرنے والے خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی جانیں دیں اور جو باقی رہیں وہ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ کا مصداق بنتے چلے جائیں۔ جس دن ہم اس قسم کے زندہ لوگ پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے وہی دن ہماری زندگی کا دن ہوگا۔ ورنہ اگر مرنے والا مر گیا اور اُس نے انفرادی طور پر جان دے دی تو اِس سے قوم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

پس یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری تحریک جدید کے افسروں اور اس کے باقی کارکنوں پر ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ابھی تک جماعت نے اس تحریک کی اہمیت کو نہیں سمجھا۔ ممکن ہے ایک دو فیصدی سمجھے ہوں لیکن جماعت پر ایک عام نظر ڈالنے سے مجھے یہ نظر آتا ہے کہ اِس تحریک کو 5، 6 فیصدی لوگوں سے زیادہ نے نہیں سمجھا حالانکہ چاہئے یہ تھا کہ سَو فیصدی لوگ اسے سمجھنے والے موجود ہوتے۔ بعض نے تو یہ سمجھا کہ مخالفت کی چونکہ اُس وقت ایک زبردست رَو اٹھی تھی اس لئے اُس کے مقابلہ کے لئے ایک عارضی سکیم جاری کی گئی تھی حالانکہ وہ تو خدا تعالیٰ نے اِس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ایک وقت پیدا کیا تھا۔ ہر نئی چیز کو پیش کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی بہانہ ہوا کرتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر مدینہ گئے تو اس لئے نہیں کہ کفار کو اُن کے کئے کی سزا دیں۔ مگر چونکہ خدا تعالیٰ نے ازل سے یہ مقدر کر رکھا تھا کہ آپ مدینہ جاتے اور پھر کُفّار سے لڑائیاں ہوتیں اِس لئے آپ کو خدا تعالیٰ نے مدینہ جانے کا ارشاد فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا تھا کہ ابھی کئی باتیں ایسی ہیں جو مَیں تم پر ظاہر نہیں کر سکتا مگر جب وقت آئے گا تو تم پر ظاہر ہو جائیں گی۔ بالکل اسی طرح جس طرح حضرت مسیحؑ نے کہا۔ وہ وقت آیا مگر پھر بھی بہت سے نادانوں نے اسے نہیں سمجھا۔

کئی پاگل اور مجنون ابھی تک ایسے ہیں جو قدرتِ ثانیہ کے منتظر ہیں اور انہوں نے نہیں سمجھا کہ قدرتِ ثانیہ تو آ چکی اور قدرتِ ثانیہ کسی ایک چیز کا نام نہیں بلکہ وہ ہمیشہ آیا کرتی ہے۔ کیا خدا تعالیٰ کا سورج ایک دفعہ چڑھتا ہے اور پھر نہیں چڑھتا؟ پھر کیسا نادان ہے وہ شخص جو یہ کہے کہ مَیں ابھی سورج کے چڑھنے کا منتظر ہوں۔ جب تک کل والا سورج نہیں چڑھے گا مَیں آج کے سورج کے وجود کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ کیا جس چیز کے لئے انتظار کا لفظ استعمال کیا جائے وہ دوبارہ نہیں آیا کرتی؟ قرآن کریم ہمیشہ بتاتا ہے کہ کوئی چیز دائمی نہیں، خدائی سلسلہ اور روحانیت بھی دائمی نہیں ہوتی۔ خدا تعالیٰ کا نام قابض اور باسط ہے۔ پس قبض کا آنا بھی ضروری ہے اور بسط کا آنا بھی ضروری ہے جیسا کہ رات کا آنا بھی ضروری ہے اور دن کا آنا بھی ضروری ہے۔ اگر سورج نے ایک ہی دفعہ چڑھنا ہوتا تو پھر ہمیشہ

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

نرے ایمان کے دعوے اور اظہار اور اس کی جڑ کی مضبوطی کا اعلان کسی کام کا نہیں جب تک اعمال صالحہ کی سرسبز شاخیں اور پھل خوبصورتی نہ دکھا رہی ہوں اور فیض نہ پہنچا رہی ہوں۔

آج ان صحیح اعمال کی تصویر پیش کرنا ہر احمدی کا کام ہے جس نے زمانے کے امام اور نبی کو مانا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ہی وہ خدا تعالیٰ کا لگایا ہوا درخت ہے جس کی جڑیں مضبوط ہیں اور شاخیں بھی سرسبز، خوبصورت اور پھلدار ہیں جو دنیا کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔

ہم احمدی ہونے کا حق اس وقت ادا کر سکتے ہیں جب ہم اپنے اعمال صالحہ کی وجہ سے ہر طرف اعلیٰ اخلاق دکھانے کا مظاہرہ کرنے والے ہوں۔

جہاں اعمال صالحہ کے ساتھ ایک مومن دوسروں کے لئے نفع رساں وجود بنتا ہے وہاں وہ خود بھی اس کے میٹھے پھل کھا رہا ہوتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات و تحریرات کے حوالہ سے اعمال صالحہ کی ضرورت و اہمیت اور اس طرف خصوصی توجہ کرنے کی تاکیدی نصائح

مکرم رشید احمد خان صاحب آف لندن کی وفات۔ ان کا ذکر خیر اور نمازِ جنازہ حاضر

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 19؍ستمبر 2014ء بمطابق 19 تبوک 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

”قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ عمل صالح بھی رکھا ہے۔ عمل صالح اسے کہتے ہیں جس میں ایک ذرہ بھر فساد نہ ہو۔ یاد رکھو کہ انسان کے عمل پر ہمیشہ چور پڑا کرتے ہیں۔ وہ کیا ہیں؟ ریاکاری (کہ جب انسان دکھاوے کے لئے ایک عمل کرتا ہے۔ عُجب (کہ وہ عمل کر کے اپنے نفس میں خوش ہوتا ہے)۔“ یعنی ایسی خوشی جو خود پسندی کی ہو۔ فرمایا: ”اور قسم قسم کی بدکاریاں اور گناہ جو اُس سے صادر ہوتے ہیں ان سے اعمال باطل ہو جاتے ہیں۔ عمل صالح وہ ہے جس میں ظلم، عُجب، ریا، تکبّر، حقوق انسانی کے تلف کرنے کا خیال تک نہ ہو۔ جیسے آخرت میں انسان عمل صالح سے بچتا ہے ویسے ہی دنیا میں بھی بچتا ہے۔“ یعنی عمل صالح کی اہمیت دنیا میں بھی ہے اور جس طرح یہاں جو عمل صالح بجا لاتا ہے اس کا حساب آخرت میں ہوگا۔ اسی طرح یہاں بھی اس کا حساب ہوگا یا یہاں کے عمل جو ہیں وہ آخرت میں انسان کے جزا سزا کا ذریعہ بنیں گے۔ اور پھر اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ اگر عمل صالح ہوں تو اس دنیا کی زندگی کو بھی جنت بنا دیتے ہیں۔ فرمایا: ”اگر ایک آدمی بھی گھر بھر میں عمل صالح والا ہو تو سب گھر بچا رہتا ہے۔ سمجھ لو کہ جب تک تم میں عمل صالح نہ ہو صرف ماننا فائدہ نہیں کرتا۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 275-274۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آپ نے فرمایا کہ مصمم عزم اور عہد واثق سے اعمال کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ پکا اور مضبوط عہد کرو۔ آپ نے ایمان کو ایک درخت سے تشبیہ دے کر فرمایا کہ ایمان جو ہے ایک درخت کی طرح ہے اور اعلیٰ سے اعلیٰ درخت کو بھی فائدہ مند بنانے کے لئے اس کا خیال رکھنا پڑتا ہے تبھی درخت فائدہ مند ہوتا ہے، تبھی زندہ رہتا ہے جب اس کا خیال رکھا جائے۔ اس کی طرف توجہ دینی پڑتی ہے۔ اسی طرح ایمان کو بھی کامل کرنے کے لئے اعمال کی ضرورت ہے اور اپنے ایمان کی اعمال کے ذریعہ سے غور و پرداخت کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اس کے بغیر باوجود ایمان کے یا ایمان کا دعویٰ کرنے کے انسان مومن نہیں کہلا سکتا۔ بغیر عمل کے انسان ایسا درخت ہے جس کی خوبصورت سرسبز شاخیں کاٹ کر اسے بدشکل بنا دیا گیا ہو۔ جس کے پھلوں کو ضائع کر دیا گیا ہو۔ جس کی سایہ دار شاخوں سے خدا تعالیٰ کی مخلوق کو محروم کر دیا ہو۔ ایک درخت جس کی جڑیں چاہے کتنی ہی مضبوط ہوں اور تناور درخت ہو اگر اسے کھاد پانی سے محروم کر دیا جائے، اس کی نکلنے والی کونپلوں اور شاخوں کو ضائع کر دیا جائے تو ایک وقت میں وہ مر جائے گا۔ اس کی مضبوط جڑیں اسے کچھ بھی فائدہ نہیں دیں گی۔ اگر کچھ عرصہ وہ زندہ بھی رہے تو ایسے شاخوں سے محروم اور کسی بھی قسم کا فائدہ دینے سے عاری درخت کی طرف کوئی بھی نہیں دیکھے گا، کسی کی توجہ نہیں ہوگی۔ ایک ٹنڈ منڈ لکڑی کھڑی ہوگی۔ ہر ایک نظر اس خوبصورت پودے اور درخت کو دیکھے گی اور اس کی طرف متوجہ ہوگی جو ہرا بھرا ہو۔ جس کی خوبصورتی نظر آتی ہو۔ جو درخت وقت پر پھولوں اور پھلوں سے لد جائے۔ جو گرمی میں سایہ دینے والا ہو۔ اسی کو لوگ پسند کریں گے۔ پس بیشک ایمان جو ہے وہ جڑ کی طرح ہے۔ بیشک ایک مسلمان دعویٰ کرتا ہے کہ میرا ایمان مضبوط ہے۔ اس کا اظہار ہم اکثر مسلمانوں میں دیکھتے ہیں۔ بہت سے لوگ دین کی غیرت بھی رکھتے ہیں۔ اسلام کے نام پر مرنے مارنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ آجکل جو مختلف گروہ بنے ہوئے ہیں، تنظیمیں بنی ہوئی ہیں، یہ لوگ اپنے ایمان کی مضبوطی کے کیا کیا دعوے نہیں کرتے۔ لیکن کیا اس خوبصورت اور خوشنما درخت یا اس باغ کی طرح ہیں جو دنیا کو فائدہ دے رہا ہو؟ لوگ اس کی خوبصورتی دیکھ کر اس کی طرف کھنچے چلے جا رہے ہوں؟ جتنی شدت سے یہ متشدد گروہ یا لوگ اپنے دین کے نام پر شدت پسندی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اسی شدت سے دنیا اُن سے دُور بھاگ رہی ہے۔ وہ دین جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے اس نے تو دشمنوں کو بھی اپنی طرف کھینچ کر نہ صرف دوست بنا لیا تھا بلکہ شدید محبت میں گرفتار کر لیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا یہ اثر تھا کہ جب مسلمان حکومت ایک موقع پر یہ سمجھی کہ اس وقت رومی حکومت کا مقابلہ مشکل ہے اور وہ مقبوضہ علاقہ جس میں عیسائی اور یہودی اکثریت تھی اسے مسلمانوں نے چھوڑنے کا فیصلہ کیا تو عیسائی اور یہودی سب نے مل کر مسلمانوں کی فوج کو روتے ہوئے رخصت کیا اور کہا کہ ہم دعا کرتے ہیں کہ تم دوبارہ اس علاقے پر قابض ہو جاؤ تاکہ تمہارے شجر سایہ دار اور پھل دار سے ہم ہمیشہ فیض پاتے رہیں۔ جو سہولتیں تم نے ہمیں مہیا کی ہیں وہ تو ہماری ساری حکومتیں بھی ہمیں مہیا نہیں کر سکیں۔

(ماخوذ از فتوح البلدان صفحہ 88-87 باب یوم الیرموک مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2000ء،

ماخوذ از سیر الصحابہؓ جلد دوم حصہ اول مہاجرین صفحہ 172-171 ناشر ادارہ اسلامیات لاہور)

ان مسلمانوں کی یہ قدر اس لئے تھی کہ ان کے ایمان کے ساتھ ان کا ہر عمل فیض رساں تھا۔

پس نرے ایمان کے دعوے اور اظہار اور اس کی جڑ کی مضبوطی کا اعلان کسی کام کا نہیں جب تک اعمال صالحہ کی سرسبز شاخیں اور پھل خوبصورتی نہ دکھا رہی ہوں اور فیض نہ پہنچا رہی ہوں۔ اور جب یہ خوبصورتی اور فیض رسانی ہو تو پھر دنیا بھی متوجہ ہوتی ہے اور اس کے گرد جمع بھی ہوتی ہے اور ان کی حفاظت کے لئے پھر کوشش بھی کرتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان کو صرف ایمان میں مضبوطی کا نہیں کہا بلکہ تقریباً ہر جگہ جہاں ایمان کا ذکر آیا ہے ایمان کو اعمال صالحہ کے ساتھ جوڑ کر مشروط کیا اور یہ حالت پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ انبیاء بھی بھیجتا ہے۔ یہ حالت مومنوں میں اس وقت پیدا ہوتی ہے جب زمانے

کے نبی کے ساتھ تعلق بھی پیدا ہو۔ جیسا کہ مَیں نے کہا بڑے بڑے گروہ ہیں جو دین کے نام پر اور ایمان کے نام پر اپنی مضبوط جڑوں کا اظہار کرتے ہیں لیکن ہو کیا رہا ہے؟ ان کی نہ صرف آپس میں نفرتیں بڑھ رہی ہیں اور ایک گروہ دوسرے گروہ پر اپنی برتری ثابت کرنے کے لئے جو بھی کوشش ہو سکتی ہے جائز ناجائز طریقے سے، ظلم سے، وہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے بلکہ غیر مسلم بھی پریشان ہو کر ان کی وجہ سے اسلام سے خوفزدہ ہو رہے ہیں۔ وہ مذہب جس نے غیر مسلموں کی محبتوں کو سمیٹا اور مسلمان حکومتوں کی حفاظت کے لئے غیر مسلم بھی مسلمانوں کی طرف سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس کی یہ حالت ہے کہ غیروں کو تو کیا کھینچنا ہے خود مسلمانوں کی آپس کی حالت اعمال صالحہ کی کمی کی وجہ سے قُلُوْبُھُمْ شَتّٰی (الحشر:15) کا نظارہ پیش کر رہی ہے۔ دل ان کے پھٹے ہوئے ہیں۔

آج ان صحیح اعمال کی تصویر پیش کرنا ہر احمدی کا کام ہے جس نے زمانے کے امام اور نبی کو مانا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ہی وہ خدا تعالیٰ کا لگایا ہوا درخت ہے جس کی جڑیں مضبوط ہیں اور شاخیں بھی سرسبز، خوبصورت اور پھلدار ہیں جو دنیا کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں حقیقی اسلام کی تعلیم سے آشنا کیا ہے۔ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلنے کی طرف ترغیب دلائی، زور دیا، توجہ دلائی، اُس کی اہمیت واضح کی۔

پس یہ جماعت احمدیہ ہی ہے جس کی جڑیں بھی مضبوط ہیں اور شاخیں بھی سرسبز و خوبصورت ہیں اور پھلدار ہیں جو دنیا کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ یہ وہ درخت ہے جس کو دیکھ کر دنیا کے ہر خطے میں بسنے والے لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ کون سا اسلام ہے جو تم پیش کرتے ہو۔ بے شمار واقعات اب ایسے سامنے آتے ہیں کہ حقیقی اسلام کی خوبصورتی دیکھ کر لوگ حیرت زدہ رہ جاتے ہیں۔

افریقہ میں ایک جگہ ایک مسجد کا افتتاح ہو رہا تھا۔ وہاں کے چیف عیسائی تھے ان کو بھی دعوت تھی۔ وہ بھی شامل ہوئے۔ وہ کہنے لگے کہ مَیں یہاں تم لوگوں کی محبت میں نہیں آیا۔ مَیں تو صرف یہ دیکھنے آیا تھا کہ اس زمانے میں یہ کون سے مسلمان ہیں جنہوں نے اپنی مسجد کے افتتاح پر ایک غیر مسلم اور عیسائی کو بھی بلایا۔ یہاں آکر یہ دیکھ کر مجھے اور بھی حیرت ہوئی کہ یہاں تو مختلف مذاہب کے لوگ جمع ہیں اور احمدی خود بھی مسلمان ہونے کے باوجود ایسے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کر رہے ہیں جس کی مثال نہیں۔ چھوٹا ہو بڑا ہو، امیر ہو غریب ہو، ہر ایک سے یہ لوگ محبت اور پیار سے پیش آ رہے ہیں۔ اور ایسے تعلقات ہیں اور یہاں ایسے اعلیٰ اخلاق ہیں جن کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے کہ جو کہیں بھی دیکھنے میں نہیں آتا۔ پھر وہ چیف کہنے لگے کہ ایسی مسجدیں اور ایسا اسلام تو وقت کی ضرورت ہے۔ پس انہوں نے کہا کہ میرے تمام شکوک و شبہات جو اسلام کے بارے میں تھے وہ دُور ہو گئے۔ اور پھر انہوں نے مزید کہا کہ آپ نے اس علاقے کو ایک نئی مسجد نہیں دی بلکہ ہمیں ایک نئی زندگی دی ہے۔ زندگی کی اعلیٰ قدروں کے اسلوب سکھائے ہیں۔

پس ایسے درخت ہوتے ہیں جن کے بارے میں قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ ان کی جڑیں بھی زمین میں مضبوط ہوتی ہیں اور ایمان اور اعمال صالحہ کی وجہ سے اگر انسانوں کو درختوں سے مثال دی جائے تو ان کی سرسبز شاخیں بھی آسمان کی بلندیوں کو چُھو رہی ہوتی ہیں۔

پس جیسا کہ مَیں نے کہا کہ زمانے کے امام کو ماننے کی وجہ سے ہر احمدی کا فرض ہے کہ ایمان کی مضبوطی کے ساتھ سرسبز شاخیں بن جائے۔ سرسبز شاخوں کے خوبصورت پتے بن جائے۔ اُن پر لگنے والے خوبصورت پھول اور پھل بن جائے۔ جو دنیا کو نہ صرف خوبصورت نظر آئے بلکہ فیض رساں بھی ہو۔ فیض پہنچانے والا بھی ہو۔ ورنہ ایمان و یقین میں کامل ہونا بغیر عمل کے بے فائدہ ہے۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ بظاہر ایمان و یقین میں کامل دنیا کے جو لوگ ہمیں نظر آتے ہیں وہ کہنے کو تو اپنے آپ کو ایمان و یقین میں کامل سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں لیکن دنیا کے لئے ٹھوکر کا باعث بن رہے ہیں۔

ہم احمدی ہونے کا حق اس وقت ادا کر سکتے ہیں جب ہم اپنے اعمال صالحہ کی وجہ سے ہر طرف اعلیٰ اخلاق دکھانے کا مظاہرہ کرنے والے ہوں۔ جب ہم اپنے محلے اور شہر اور اپنے ملک میں اعمال صالحہ کی وجہ سے اسلام کی خوبصورتی دکھانے والے بنیں۔ ہر قسم کے فسادوں، جھگڑوں، چغلی کرنے کی عادتوں، دوسروں کی تحقیر کرنے، رحم سے عاری ہونے، احسان کر کے پھر جتانے والے لوگوں میں شامل نہ ہوں بلکہ ان چیزوں سے بچنے والے ہوں اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنے والے ہوں۔ قرآن کریم بار بار ہمیں اعلیٰ اخلاق کو اپنانے اور نیک اعمال بجالانے کی تلقین فرماتا ہے۔

بعض لوگوں کو عادت ہوتی ہے کہ کسی وقتی جذبے کے تحت کسی پر احسان تو کر دیتے ہیں، مدد کر دیتے ہیں لیکن بعد میں کسی وقت اس کو جتا بھی دیتے ہیں کہ مَیں نے یہ احسان تم پر کیا یا یہ توقع رکھتے ہیں کہ اب ان کے احسان کا زیر بار انسان تمام عمر اُن کا غلام بنا رہے۔ اور اگر زیر احسان شخص توقع پر پورا نہ اترے تو پھر اسے تکلیفیں دینے سے بھی نہیں چُوکتے۔ یہ تو اسلامی تعلیم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی (البقرۃ-265) کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے صدقات کو احسان جتا کر یا اذیّت دے کر ضائع نہ کیا کرو کیونکہ یہ حرکتیں تو وہ لوگ کرتے ہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں لاتے، جن کے ایمان کمزور ہیں۔ نہ صرف کمزور ہیں بلکہ ایمان سے عاری ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد جگہ مختلف حوالوں سے ایک مومن کو بار بار یہ تلقین کی ہے کہ ایمان کے ساتھ عمل صالح ضروری ہے اور اس کے مختلف فوائد ہیں۔ پس جہاں اعمال صالحہ کے ساتھ ایک مومن دوسروں کے لئے نفع رساں وجود بنتا ہے وہاں وہ خود بھی اس کے میٹھے پھل کھا رہا ہوتا ہے۔ مثلاً جو ایمان لانے والے اور اعمال صالحہ کرنے والے ہیں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی مغفرت حاصل کرنے والے ہوں گے۔ یہ لوگ وہ ہوں گے جو جنتوں میں اعلیٰ مقام پائیں گے اور ایسی جنتوں میں ہوں گے جہاں نہریں چل رہی ہوں گی اور ان نہروں کے مالک ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایمان کے ساتھ نیک اعمال کرنے والوں کو ایسے ایسے بڑے اور احسن اجر ملیں گے جن کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ صرف ایمان کا دعویٰ احسن اجر کا حقدار نہیں ٹھہرا دیتا بلکہ اعمال صالحہ ہوں گے تو احسن اجر ملے گا، جنتیں ملیں گی، مغفرت ہو گی۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ ایمان کے ساتھ عمل صالح کرنے والوں کو خدا تعالیٰ پاکیزہ رزق دے گا۔ جو اس دنیا کا بھی رزق ہے اور آخرت کا بھی رزق ہے۔ عمل صالح کرنے والوں کو کوئی خوف نہیں ہو گا۔ وہ امن میں ہوں گے۔ کسی قسم کی پریشانی ان کو نہیں ہو گی۔ نہ دنیا کا خوف اور نہ اگلے جہان کا یہ خوف کہ میرے سے کوئی نیکیاں نہیں ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو تسکین عطا فرمائے گا۔ اور خوف ہو بھی کس طرح سکتا ہے۔ وہ عمل صالح کرنے والے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کی آغوش میں جا رہے ہوتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (مریم: 97) یقیناً وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں خدائے رحمان ان کے لئے وُدّ پیدا کرے گا۔ وُدّ کے معنی ہیں کہ گہرا پیار اور تعلق۔ سطحی قسم کی محبت نہیں یا پیار نہیں۔ گہرا پیار اور تعلق۔ ایسا مضبوط تعلق جو کبھی کٹ نہ سکے۔ بلکہ اس طرح کا گہرا تعلق جس طرح کِلّا زمین پر گاڑ دیا جاتا ہے، مضبوط ہو جاتا ہے۔ اسی طرح وہ گاڑ دیا جائے گا۔ اس طرح یہ پیار دل میں گڑ جائے گا۔ پس اس آیت کا مطلب یہ ہو گا کہ جو مضبوط ایمان اور اعمال صالحہ بجالانے والے ہوں گے اللہ تعالیٰ ایسے مومنوں کے دل میں اپنی محبت کِلّے کی طرح گاڑ دے گا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے ہوں گے اور پھر وہ ایمان اور اعمال صالحہ میں مزید بڑھتے چلے جائیں گے۔ یا یہ کہ خدا تعالیٰ خود ایسے مومنوں سے ایسی محبت کرے گا جو کبھی ختم نہیں ہو گی۔ پس اگر خدا تعالیٰ کی محبت ایک انسان کے دل میں گڑ جائے یا خدا تعالیٰ مومنوں سے ایسا پیار کرے کہ گویا خدا تعالیٰ کے دل میں ان کی محبت گڑ گئی ہے تو اس سے بڑا کامیاب شخص اور کون ہو سکتا ہے۔ وہ تو اپنی ذات میں ہی ایک ایسا خوبصورت اور سایہ دار درخت بن جاتا ہے جو دوسروں کو فیض پہنچانے والا ہوتا ہے کیونکہ اس کا ہر عمل خدا تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا ہو اور دوسروں کو فیض پہنچانے والا ہو۔

پھر اس آیت کا یہ بھی مطلب بنے گا کہ خدا تعالیٰ ایمان لانے والے اور اعمال صالحہ بجالانے والوں کے دلوں میں بنی نوع انسان کی محبت بھی مضبوطی سے گاڑ دے گا۔

پس ایک حقیقی مومن کبھی سوچ بھی نہیں سکتا کہ وہ کسی دوسرے انسان کو تکلیف پہنچائے۔ بنی نوع انسان سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ایک حقیقی مومن اسے ہمیشہ فیض پہنچانے کی فکر میں رہے۔ جیسا کہ مَیں پہلے بھی بیان کر آیا ہوں کہ یہ چیز اگر مسلمانوں میں پیدا ہو جائے تو ایک دوسرے کے حقوق تلف کرنے، ظلم کرنے اور غیروں کو، دوسروں کو قتل کرنے کے جو عمل حکومتوں میں بھی ہیں، نام نہاد تنظیموں میں بھی ہیں، عوام میں بھی ہیں، آجکل بڑے عام نظر آ رہے ہیں یہ کبھی نظر نہ آئیں۔ اللہ تعالیٰ کی تعلیم پر عمل ہی نہیں ہو رہا اس لئے سب کچھ ہو رہا ہے۔ لیکن ظلم یہ ہے کہ یہ سب ظلم اللہ تعالیٰ کے نام پر ہو رہا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ وُدّ پیدا کرو، محبت پیدا کرو۔ ایسی محبت پیدا کرو جو دلوں میں گڑ جائے۔ ایسے بنو جو دوسروں کو فیض پہنچانے والے ہوں۔

پس اگر حقیقی تعلیم پر عمل ہو تو کبھی یہ دکھ اور تکلیفیں جو ایک دوسرے کو دیئے جا رہے ہیں یہ نظر نہ آئیں۔ ایک خوبصورت تصور اسلام کے شجر سایہ دار کا دنیا کے ذہنوں میں ابھرے۔ پھر اس آیت کا یہ

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ بنی نوع کے دل میں مسلمانوں کی محبت کِلّے کی طرح گڑ جائے۔ اللہ تعالیٰ یقیناً قدرت رکھتا ہے کہ ایسا کردے لیکن اس نے اس بات کے حصول کے لئے ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کی شرط لگائی ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا پہلے مسلمانوں کے لئے جو قرونِ اُولیٰ کے تھے ان کے لئے لوگوں کے دلوں میں یہ محبت ہی تھی جو خدا تعالیٰ نے عیسائیوں کے دل میں اور یہودیوں کے دل میں پیدا کی تھی جو مسلمانوں کے علاقہ چھوڑنے پر روتے تھے، واپسی کی دعائیں کرتے تھے۔ بلکہ تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ یہودی کہتے تھے کہ ہم جانیں دے دیں گے لیکن عیسائی لشکر کو شہر میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ تم یہیں رہو ہم حفاظت کریں گے۔

(ماخوذ از فتوح البلدان صفحہ 88-87 باب یوم الیرموک مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2000ء، ماخوذ از سیر الصحابہؓ جلد دوم حصہ اول مہاجرین صفحہ 172-171 ناشر ادارہ اسلامیات لاہور)

پس یہ نیک اعمال کا اثر تھا جو ہر سطح پر مسلمانوں سے ظاہر ہوتا تھا۔ جس نے اس خوبصورت درخت کی طرف دنیا کو متوجہ کیا اور دنیا کو فیض پہنچایا۔

آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے غلاموں کا یہ فرض ہے کہ ایمان کی جڑوں کو مضبوط کرنے کے ساتھ اعمال صالحہ کے وہ خوبصورت پتے، شاخیں اور پھل بنیں جو اسلام کی خوبصورتی کی طرف دنیا کو کھینچنے والی ہو۔ جو دنیا کو فیض پہنچانے والی ہو۔ اللہ تعالیٰ سے محبت پیدا کرنے والے بھی ہم ہوں اور اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے والے بھی ہم ہوں۔ بنی نوع انسان سے محبت بھی ہماری ترجیح ہو اور بنی نوع انسان کی توجہ کھینچنے والے بھی ہم ہوں کیونکہ اس کے بغیر ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے کے مقصد کو پورا کرنے والے نہیں بن سکتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی بار اپنی مختلف تحریروں میں، ارشادات میں، مجالس میں اس طرف ہمیں توجہ دلائی کہ اپنے اعمال صالحہ کی طرف توجہ کرو۔ اپنے اعمال کی طرف توجہ کرو۔ ایسے اعمال بجالاؤ جو صالح عمل ہوں، جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہوں، جو دنیا کو تکلیفوں سے بچانے والے ہوں۔ ایک اقتباس میں نے پہلے شروع میں پڑھا تھا۔ بعض اور اقتباسات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آپ نے ایک موقع پر فرمایا یعنی یہ کہ میری تعلیم کیا ہے اور اس کے موافق تمہیں عمل کرنا چاہئے۔ فرماتے ہیں:

"ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے جو ہماری تعلیم کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اپنی ہمت اور کوشش کے موافق اس پر عمل کرتا ہے۔ لیکن جو محض نام رکھا کر تعلیم کے موافق عمل نہیں کرتا وہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو ایک خاص جماعت بنانے کا ارادہ کیا ہے اور کوئی آدمی جو دراصل جماعت میں نہیں ہے محض نام لکھانے سے جماعت میں نہیں رہ سکتا۔ اس پر کوئی نہ کوئی وقت ایسا آجائے گا کہ وہ الگ ہو جائے گا۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے اپنے اعمال کو اس تعلیم کے ماتحت کرو جو دی جاتی ہے۔ اعمال پَروں کی طرح ہیں۔ بغیر اعمال کے انسان روحانی مدارج کے لئے پرواز نہیں کرسکتا اور ان اعلیٰ مقاصد کو حاصل نہیں کرسکتا جو اُن کے نیچے اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں۔ پرندوں میں فہم ہوتا ہے اگر وہ اس فہم سے کام نہ لیں تو جو کام ان سے ہوتے ہیں نہ ہوسکیں۔ مثلاً شہد کی مکھی میں اگر فہم نہ ہو تو وہ شہد نہیں نکال سکتی اور اسی طرح نامہ بر کبوتر جو ہوتے ہیں۔" (ایسے کبوتر جن کے ذریعہ سے پیغام پہنچائے جاتے ہیں) "ان کو اپنے فہم سے کس قدر کام لینا پڑتا ہے۔ کس قدر دُور دراز کی منزلیں وہ طے کرتے ہیں اور خطوط کو پہنچاتے ہیں۔ اسی طرح پر پرندوں سے عجیب عجیب کام لئے جاتے ہیں۔ پس پہلے ضروری ہے کہ آدمی اپنے فہم سے کام لے اور سوچے کہ جو کام مَیں کرنے لگا ہوں یہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے نیچے اور اس کی رضا کے لئے ہے یا نہیں۔ جب یہ دیکھ لے اور فہم سے کام لے تو پھر ہاتھوں سے کام لینا ضروری ہوتا ہے۔ سستی اور غفلت نہ کرے۔ ہاں یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ تعلیم صحیح ہو۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تعلیم صحیح ہوتی ہے لیکن انسان اپنی نادانی اور جہالت سے یا کسی دوسرے کی شرارت اور غلط بیانی کی وجہ سے دھوکا میں پڑ جاتا ہے۔ اس لئے خالی الذہن ہو کر تحقیق کرنی چاہئے۔" (ملفوظات جلد 4 صفحہ 440-439۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آپ دوسروں کو بھی غیروں کو بھی اور اپنوں کو بھی فرما رہے ہیں۔

پھر آپ نے ایک جگہ فرمایا کہ:

"ہر شخص کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف کرے اور اللہ تعالیٰ کا خوف اس کو بہت سی نیکیوں کا وارث بنائے گا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہی اچھا ہے کیونکہ اس خوف کی وجہ سے اس کو ایک بصیرت ملتی ہے جس کے ذریعہ وہ گناہوں سے بچتا ہے۔ بہت سے لوگ تو ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انعام اور اکرام پر غور کر کے شرمندہ ہو جاتے ہیں اور اس کی نافرمانی اور خلاف ورزی سے بچتے ہیں۔ لیکن ایک قسم لوگوں کی ایسی بھی ہے جو اس کے قہر سے ڈرتے ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ اچھا اور نیک تو وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی پرکھ سے اچھا نکلے۔ بہت لوگ ہیں جو اپنے آپ کو دھوکا دیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ ہم متقی ہیں۔ مگر اصل میں متقی وہ ہے جس کا نام اللہ تعالیٰ کے دفتر میں متقی ہو۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے اسم ستّار کی تجلی ہے" (یعنی اس دنیا میں اللہ تعالیٰ ستاری فرما رہا ہے) "لیکن قیامت کے دن جب پردہ دری کی تجلی ہوگی اس وقت تمام حقیقت کھل جائے گی۔ اس تجلی کے وقت بہت سے ایسے بھی ہوں گے جو آج بڑے متقی اور پرہیزگار نظر آتے ہیں قیامت کے دن وہ بڑے فاسق فاجر نظر آئیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عمل صالح ہماری اپنی تجویز اور قرارداد سے نہیں ہوسکتا۔ اصل میں اعمال صالحہ وہ ہیں جس میں کسی نوع کا کوئی فساد نہ ہو کیونکہ صالح فساد کی ضد ہے۔ جیسے غذا طیب اس وقت ہوتی ہے کہ وہ کچی نہ ہو، نہ سڑی ہوئی ہو اور نہ کسی ادنیٰ درجہ کی جنس کی ہو بلکہ ایسی ہو جو فوراً جزوِ بدن ہو جانے والی ہو۔ اسی طرح پر ضروری ہے کہ عمل صالح میں بھی کسی قسم کا فساد نہ ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق ہو اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق ہو اور پھر نہ اس میں کسی قسم کا کسل ہو، نہ عُجب ہو، نہ ریا ہو، نہ وہ اپنی تجویز سے ہو۔ جب ایسا عمل ہو تو وہ عملِ صالح کہلاتا ہے اور یہ کبریتِ احمر ہے۔" (یعنی بہت بڑی نایاب چیز ہے۔)

اس بارے میں کہ شیطان کس طرح گمراہ کر رہا ہے، ہر وقت مومنوں کے پیچھے لگا رہتا ہے۔ اس لئے تمام لوگوں کو، ہر مومن کو، اس شیطان سے اپنے ایمان اور اعمال صالحہ کو بچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

"شیطان انسان کو گمراہ کرنے کے لیے اور اس کے اعمال کو فاسد بنانے کے واسطے ہمیشہ تاک میں لگا رہتا ہے یہانتک کہ وہ نیکی کے کاموں میں بھی اس کو گمراہ کرنا چاہتا ہے"۔ (یہ نہ سمجھیں کہ شیطان نیکی کے کاموں میں گمراہ نہیں کرتا) "اور کسی نہ کسی قسم کا فساد ڈالنے کی تدبیریں کرتا ہے۔ نماز پڑھتا ہے تو اس میں بھی ریا وغیرہ کوئی شعبہ فساد کا ملانا چاہتا ہے۔" (یعنی دکھاوے کی نمازیں) "ایک امامت کرانے والے کو بھی اس بلا میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ پس اس کے حملہ سے کبھی بے خوف نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اس کے حملے فاسقوں فاجروں پر تو کھلے کھلے ہوتے ہیں۔ وہ تو اس کا گویا شکار ہیں لیکن زاہدوں پر بھی حملہ کرنے سے وہ نہیں چُوکتا اور کسی نہ کسی رنگ میں موقع پا کر ان پر بھی حملہ کر بیٹھتا ہے۔ جو لوگ خدا کے فضل کے نیچے ہوتے ہیں اور شیطان کی باریک در باریک شرارتوں سے آگاہ ہوتے ہیں وہ تو بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں لیکن جو ابھی خام اور کمزور ہوتے ہیں وہ کبھی کبھی مبتلا ہو جاتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 426-425۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر عمل کی ضرورت کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ:

"انسان سمجھتا ہے کہ نِرا زبان سے کلمہ پڑھ لینا ہی کافی ہے یا نِرا اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ کہہ دینا ہی کافی ہے۔ مگر یاد رکھو زبانی لاف وگزاف کافی نہیں۔ خواہ انسان زبان سے ہزار مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ کہے یا سَو مرتبہ تسبیح پڑھے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ خدا نے انسان کو انسان بنایا ہے، طوطا نہیں بنایا۔ یہ طوطے کا کام ہے کہ وہ زبان سے تکرار کرتا رہے اور سمجھے خاک بھی نہیں۔ انسان کا کام تو یہ ہے کہ جو منہ سے کہتا ہے اس کو سوچ کر کہے اور پھر اس کے موافق عملدرآمد بھی کرے۔" (جو کہہ رہے ہو اس کو سوچو اور پھر اس پر عمل بھی کرو) "لیکن اگر طوطا کی طرح بولتا جاتا ہے تو یاد رکھو نری زبان سے کوئی برکت نہیں ہے۔ جب تک دل سے اُس کے ساتھ نہ ہو اور اُس کے موافق اعمال نہ ہوں وہ نری باتیں سمجھی جائیں گی جن میں کوئی خوبی اور برکت نہیں کیونکہ وہ نرا قول ہے خواہ قرآن شریف اور استغفار ہی کیوں نہ پڑھتا ہو۔ خدا تعالیٰ اعمال چاہتا ہے اس لیے بار بار یہی حکم دیا کہ اعمال صالحہ کرو۔ جب تک یہ نہ ہو خدا کے نزدیک نہیں جا سکتے۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ آج ہم نے دن بھر میں قرآن کریم ختم کر لیا ہے۔ لیکن کوئی اُن سے پوچھے کہ اس سے کیا فائدہ ہؤا؟ نری زبان سے تم نے کام لیا مگر باقی اعضاء کو بالکل چھوڑ دیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمام اعضاء اس لیے بنائے ہیں کہ ان سے کام لیا جاوے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ بعض لوگ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور قرآن اُن پر لعنت کرتا ہے کیونکہ ان کی تلاوت نرا قول ہی قول ہوتا ہے اور اس پر عمل نہیں ہوتا۔ جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود کے موافق اپنا چال چلن نہیں بناتا ہے وہ ہنسی کرتا ہے کیونکہ پڑھ لینا ہی اللہ تعالیٰ کا منشاء نہیں، وہ تو عمل چاہتا ہے۔" (ملفوظات جلد 6 صفحہ 399-398۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ نے فرمایا کہ:

"اچھی طرح یاد رکھو کہ نری لاف وگزاف اور زبانی قیل وقال کوئی فائدہ اور اثر نہیں رکھتی جب تک کہ اس کے ساتھ عمل نہ ہو اور ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضاء سے نیک عمل نہ کئے جاویں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف بھیج کر صحابہؓ سے خدمت لی۔ کیا انہوں نے صرف اسی قدر کافی سمجھا تھا کہ قرآن کو زبان سے

Earlfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

پڑھ لیا یا اس پر عمل کرنا ضروری سمجھا تھا؟ انہوں نے اطاعت اور وفاداری دکھائی کہ بکریوں کی طرح ذبح ہو گئے اور پھر انہوں نے جو کچھ پایا اور خدا تعالیٰ نے اُن کی جس قدر قدر کی وہ پوشیدہ بات نہیں ہے۔''

فرماتے ہیں: ''خدا تعالیٰ کے فضل اور فیضان کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو کچھ کر کے دکھاؤ ورنہ نکمّی شئے کی طرح تم پھینک دیئے جاؤ گے۔'' فرماتے ہیں '' کوئی آدمی اپنے گھر کی اچھی چیزوں اور سونے چاندی کو باہر نہیں پھینک دیتا بلکہ ان اشیاء کو اور تمام کار آمد اور قیمتی چیزوں کو سنبھال سنبھال کر رکھتے ہو۔ لیکن اگر گھر میں کوئی چوہا مرا ہوا دکھائی دے تو اس کو سب سے پہلے باہر پھینک دو گے۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو ہمیشہ عزیز رکھتا ہے۔ ان کی عمر دراز کرتا ہے اور ان کے کاروبار میں ایک برکت رکھ دیتا ہے۔ وہ ان کو ضائع نہیں کرتا اور بے عزتی کی موت نہیں مارتا۔ اگر چاہتے ہو کہ خدا تعالیٰ تمہاری قدر کرے تو اس کے واسطے ضروری ہے کہ تم نیک بن جاؤ تا خدا تعالیٰ کے نزدیک قابل قدر ٹھہرو۔ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور اس کے حکموں کی پابندی کرتے ہیں وہ ان میں اور ان کے غیروں کے درمیان ایک فرقان رکھ دیتا ہے۔ یہی راز انسان کے برکت پانے کا ہے کہ وہ بدیوں سے بچتا رہے۔ ایسا شخص جہاں رہے وہ قابل قدر ہوتا ہے کیونکہ اس سے نیکی پہنچتی ہے۔ وہ غریبوں سے سلوک کرتا ہے۔ ہمسایوں پر رحم کرتا ہے۔ شرارت نہیں کرتا۔ جھوٹے مقدمات نہیں بناتا۔ جھوٹی گواہیاں نہیں دیتا۔ بلکہ دل کو پاک کرتا ہے اور خدا کی طرف مشغول ہوتا ہے اور خدا کا ولی کہلاتا ہے۔''

فرمایا کہ: ''خدا کا ولی بننا آسان نہیں بلکہ بہت مشکل ہے کیونکہ اس کے لیے بدیوں کا چھوڑنا، بُرے ارادوں اور جذبات کو چھوڑنا ضروری ہے اور یہ بہت مشکل کام ہے۔ اخلاقی کمزوریوں اور بدیوں کو چھوڑنا بعض اوقات بہت ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ ایک خونی خون کرنا چھوڑ سکتا ہے، چور چوری کرنا چھوڑ سکتا ہے لیکن ایک بداخلاق کو غصّہ چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے یا تکبر والے کو تکبر چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں دوسروں کو جو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے پھر خود اپنے آپ کو حقیر سمجھتا ہے۔ لیکن یہ سچ ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی عظمت کے لیے اپنے آپ کو چھوٹا بناوے گا خدا تعالیٰ اس کو خود بڑا بنا دے گا۔ یہ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی بڑا نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ آپ کو چھوٹا نہ بنائے'' (یعنی اپنے آپ کو چھوٹا نہ بنائے) ''یہ ایک ذریعہ ہے جس سے انسان کے دل پر ایک نور نازل ہوتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ جس قدر اولیاء اللہ دنیا میں گذرے ہیں اور آج لاکھوں انسان جن کی قدر و منزلت کرتے ہیں انہوں نے اپنے آپ کو ایک چیونٹی سے بھی کمتر سمجھا جس پر خدا تعالیٰ کا فضل ان کے شامل حال ہوا اور ان کو وہ مدارج عطا کئے جس کے وہ مستحق تھے۔ تکبر، بخل، غرور وغیرہ بداخلاقیاں بھی اپنے اندر شرک کا ایک حصّہ رکھتی ہیں اس لیے ان بداخلاقیوں کا مرتکب خدا تعالیٰ کے فضلوں سے حصہ نہیں لیتا بلکہ وہ محروم ہو جاتا ہے۔ برخلاف اس کے غربت وانکسار کرنے والا خدا تعالیٰ کے رحم کا مورد بنتا ہے۔''

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 401-400۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر تین اشخاص بیعت کے لئے آئے۔ بیعت کے بعد آپ نے انہیں نصیحت فرمائی کہ:

''آدمی کو بیعت کر کے صرف یہی نہ ماننا چاہئے کہ یہ سلسلہ حق ہے اور اتنا ماننے سے اسے برکت ہوتی ہے۔'' فرمایا: ''صرف ماننے سے اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہوتا جب تک عمل اچھے نہ ہوں۔ کوشش کرو کہ جب اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہو تو نیک بنو۔ متقی بنو۔ ہر ایک بدی سے بچو۔ یہ وقت دعاؤں سے گزارو۔ رات اور دن تضرع میں لگے رہو۔ جب ابتلا کا وقت ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ کا غضب بھی بھڑکا ہوا ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں دعا، تضرع، صدقہ خیرات کرو۔ زبانوں کو نرم رکھو۔ استغفار کو اپنا معمول بناؤ۔ نمازوں میں دعائیں کرو۔...... نرا ماننا انسان کے کام نہیں آتا۔ اگر انسان مان کر پھر اسے پسِ پشت ڈال دے تو اسے فائدہ نہیں ہوتا۔ پھر اس کے بعد یہ شکایت کرنی کہ بیعت سے فائدہ نہیں ہوا بے سُود ہے۔ خدا تعالیٰ صرف قول سے راضی نہیں ہوتا۔'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 274۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر عمل صالح کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ:

''سمجھ لو کہ جب تک تم میں عمل صالح نہ ہو صرف ماننا فائدہ نہیں کرتا۔ ایک طبیب نسخہ لکھ کر دیتا ہے تو اس سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے وہ لے کر اسے پیوے۔ اگر وہ ان دواؤں کو استعمال نہ کرے اور نسخہ لے کر رکھ چھوڑے تو اسے کیا فائدہ ہوگا۔'' فرمایا کہ: ''اب اِس وقت تم نے توبہ کی ہے۔ اب آئندہ خدا تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ اس توبہ سے اپنے آپ کو تم نے کتنا صاف کیا ہے اب زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ تقویٰ کے ذریعہ سے فرق کرنا چاہتا ہے۔ بہت لوگ ہیں کہ خدا پر شکوہ کرتے ہیں اور اپنے نفس کو نہیں دیکھتے۔ انسان کے اپنے نفس کے ظلم ہی ہوتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 275۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ: ''وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجے تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی ان کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنجوقتہ نماز کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذاء نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بے جا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل، بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں۔ اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 220 اشتہار نمبر 191 بعنوان ''اپنی جماعت کو متنبہ کرنے کے لئے ایک ضروری اشتہار'')

پس یہ وہ نصائح ہیں جو ہمیں ہر وقت سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ یہی وہ باتیں ہیں جو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درخت وجود کی سرسبز شاخیں بننے والا بنائیں گی۔ اسی سے ہمارے عہد بیعت کا مقصد بھی پورا ہوگا۔ یہی باتیں ہمیں اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے والا بھی بنائیں گی اور انہی اعمال صالحہ کے ذریعہ سے ہم دنیا کو اپنی طرف متوجہ کرنے والا بھی بنا سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُن حقیقی مومنوں میں بنائے جو ایمان اور اعمال صالحہ کی وجہ سے جانے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے ہوتے ہیں۔

نماز جمعہ کے بعد مَیں ایک جنازہ حاضر پڑھاؤں گا۔ مکرم رشید احمد خان صاحب ابن مکرم اقبال محمد خان صاحب مرحوم Inner Park لندن میں رہتے تھے۔ 16؍ستمبر کو 91 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّـا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آگرہ انڈیا میں یہ پیدا ہوئے تھے۔ قادیان میں انہوں نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ پھر 1955ء میں یہاں انگلستان آ گئے تھے۔ یہاں پر برٹش نیوی میں چیف انجنیئر کے طور پر کام کرتے رہے۔ 1980ء میں ریٹائر ہوئے۔ جب 1984ء میں اسلام آباد کی جگہ خریدی گئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے آپ کو وہاں نگران مقرر کیا تھا جہاں آپ نے بڑی محنت سے خدمت سرانجام دی۔ وہاں کے ابتدائی مکینوں میں آپ تھے۔ اسی طرح آپ کو سپَن وَیلی (Spen Valley) یارک شائر میں لمبا عرصہ بطور سیکرٹری مال خدمت کی توفیق ملی۔ نیک مخلص انسان تھے۔ آپ کے والد اقبال محمد خان صاحب گوجرانوالہ کے تھے۔ وہ بھی بڑے مخلص تھے۔ انہوں نے اپنی بیگم کے نام پر جامعہ احمدیہ ربوہ میں حسن اقبال کے نام سے مسجد بھی بنائی۔ ان کی اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا شمیم احمد خان ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کے بیٹے کو بھی جماعت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان دونوں کو اہلیہ کو اور بچے کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

بقیہ: ......قوم مرنے والوں سے زندہ نہیں رہتی بلکہ ان زندہ رہنے والوں سے زندہ رہتی ہے جو ہر وقت مرنے کے لئے تیار ہوں ......از صفحہ نمبر 4

کے لئے تاریکی ہو جاتی لیکن خدا تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا بلکہ وہ بار بار سورج چڑھاتا ہے۔ **مگر وہ شخص جو سورج کی موجودگی میں کسی اَور سورج کا انتظار کرتا ہے وہ بیوقوف ہے۔ اسی طرح وہ شخص جو اِس وقت قدرتِ ثانیہ کا انتظار کرتا ہے وہ احمق اور گدھا ہے۔ قدرتِ ثانیہ آئی اور اس کا ظہور ہوا مگر افسوس کئی لوگ ہیں جنہوں نے اس کو شناخت نہیں کیا۔ مَیں دنیا کے ہر مقدّس سے مقدّس مقام پر کھڑے ہو کر خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر یہ کہہ سکتا ہوں کہ قدرتِ ثانیہ کا جو ظہور ہونا تھا وہ ہو چکا اور وہی ذریعہ ہے آج احمدیت کی ترقی کا۔**

مَیں بتا چکا ہوں کہ اس سکیم میں بعض چیزیں عارضی ہیں۔ پس عارضی چیزوں کو مَیں بھی مستقل قرار نہیں دیتا لیکن باقی تمام سکیم مستقل حیثیت رکھتی ہے کیونکہ وہ محض اللہ تعالیٰ کے القاء کے نتیجہ میں مجھے سمجھائی گئی ہے۔ مَیں نے سکیم کو تیار کرنے میں ہرگز غور اور فکر سے کام نہیں لیا اور نہ گھنٹوں مَیں نے اِس کو سوچا ہے۔ **خدا تعالیٰ نے میرے دل میں یہ تحریک پیدا کی کہ مَیں اِس کے متعلق خطبات کہوں۔ پھر اِن خطبوں میں مَیں نے جو کچھ کہا وہ مَیں نے نہیں کہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے میری زبان پر جاری کیا** کیونکہ ایک منٹ بھی مَیں نے یہ نہیں سوچا کہ مَیں کیا کہوں۔ **اللہ تعالیٰ میری زبان پر خود بخود اِس سکیم کو جاری کرتا گیا اور مَیں نے سمجھا کہ مَیں نہیں بول رہا بلکہ میری زبان پر خدا بول رہا ہے۔**

(انوار العلوم جلد 14 صفحہ 276 تا 281)

بقیہ:......**خطاب حضورانور**......ازصفحہ نمبر 2

اور ان میں سے بھی 99.99 فیصد ان لوگوں کی ہے جو پرانے احمدی ہیں۔ یا تو ان کے خاندانوں میں ان کے باپ دادا احمدی ہوئے، انہوں نے احمدیت قبول کی، ان کی وجہ سے احمدیت خاندانوں میں قائم ہوئی یا پھر اگر خود احمدیت کو قبول بھی کیا تو اس پر بھی کئی دہائیاں گزر چکی ہیں، دسیوں سال گزر چکے ہیں۔ تو ایسے لوگ یہاں آ کر آباد ہوئے ہیں اور جب آپ دوسروں کو بتاتی ہیں کہ ہم یہاں ہجرت کر کے آئے ہیں اور ہمیں ہجرت اس لئے کرنا پڑی کہ ہمارے خلاف ہمارے ملک کے قانون نے دوسرے مسلمانوں کو کھلی چھٹی دی ہوئی ہے کہ جو چاہو ان سے کرو۔ اور اس وجہ سے ہم پر ظلم ہوتا ہے۔ پس آپ کی باتیں سن کر ان لوگوں کو آپ سے ہمدردیاں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ آپ کے قریب آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن اگر یہ قریب آ کر آپ میں دیکھیں کہ جو یہ لوگ کہتے ہیں وہ کرتے نہیں۔ اپنے دین کی خوبیاں تو بہت بیان کرتے ہیں لیکن اس پر عمل نہیں، مثلاً سچائی ہے یہ اس پر قائم نہیں۔ اگر ہمارے سچائی کے معیار اچھے نہیں تو دیکھیں گے یہ سچائی پر قائم نہیں ہیں۔ باتیں تو کرتے ہیں کہ سچائی پر قائم ہو۔ بوقت ضرورت جھوٹ بھی بول جاتے ہیں۔ تو یہاں کے لوگوں پر کبھی نیک اثر نہیں پڑے گا۔ سچائی کی پہلی بنیاد کا اس وقت پتا چلتا ہے جب آپ مرد عورتیں اسائلم کرتے ہیں۔ اگر جھوٹی کہانی بنا کر اسائلم کریں تو کبھی نیک اثر نہیں پڑے گا۔ اگر سچ بولیں گے تو کیس بھی پاس ہوں گے اور نیک اثر بھی پڑے گا، تبلیغ بھی ہو جائے گی۔ اسی طرح روزمرہ کے معاملات ہیں ان میں سچائی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی ضرورت ہے جو آپ کو دوسروں سے ممتاز کریں۔ حکومت سے کوئی فائدہ قانون کے دائرہ، قواعد و ضوابط کے دائرہ میں رہتے ہوئے اٹھانا ہے تو اپنا معاملہ سچائی پر بنا کر پیش کریں۔ جھوٹ بول کر مفاد حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں۔ اسی طرح مثلاً ایک حکم ایک مومنہ عورت کو حیا کا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے ہر مرد عورت کے لئے اس کے مطابق حیا ایمان کا حصہ ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الایمان باب امور الایمان حدیث 9)

ان ملکوں میں عورت کے حیادار لباس اور باپردہ لباس کے خلاف بہت کچھ کہا جاتا ہے اور خاص طور پر ایک حقیقی مسلمان عورت ہی اس کا اظہار کرتی ہے دوسرے تو پھر کچھ نہ کچھ معاشرے سے ڈر کر اپنے لباس میں کمی بیشی کر لیتے ہیں لیکن حقیقی مسلمان عورت اس کا اظہار کرتی ہے۔ اس لئے مسلمان عورتوں کے متعلق، احمدی مسلمان عورتوں کے متعلق بہت کچھ کہا جاتا ہے اور سب سے زیادہ حقیقی مسلمان عورت، احمدی مسلمان عورت ہی ہے۔ تو جب حیادار لباس اور باپردہ لباس کی بات ہو تو احمدی مسلمان عورت بھی نشانہ بنے گی۔ لیکن جب دلیل کے ساتھ آپ باپردہ لباس کی اہمیت خود ان لوگوں پر واضح کریں گی تو یقیناً ان کو سمجھ آ جائے گی کہ حیادار لباس یہ عورتیں اپنی مرضی سے پہنتی ہیں۔ ان پر کوئی جبر نہیں ہے۔ عورت کی فطری حیا انہیں اس بات پر مجبور کرتی ہے۔ مذہب سے ان کا لگاؤ انہیں اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنے لباسوں کو باحیا بنائیں تو پھر ان لوگوں کے اعتراض ختم ہو جائیں گے۔ ان کو سمجھ آ جائے گی کہ یہ جبر نہیں ہے، زبردستی نہیں ہے۔ لیکن اگر آپ کے لباس یہاں اِس وقت اَور ہیں۔ پردے کے معیار یہاں اور ہیں اَور باہر بازار میں پھرتے وقت آپ کی حالت اَور ہے تو یقیناً ان لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوگا کہ بعض مجبوریوں کے تحت یہ پردہ کرتی ہیں اور حیادار لباس پہنتی ہیں اور مذہب سے دلی لگاؤ ان کو نہیں ہے اور مذہب کی پابندیاں ان پر ظلم کر رہی ہیں۔ یہ قدرتی بات ہے کہ پھر ان پر یہ اثر ہوگا۔ تو گویا یہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ دو عملی جماعت کو بدنام کرنے کا باعث بن رہی ہے۔ اگر اپنے عملی نمونے نہیں ہیں تو پھر مذہب کے نام پر یہاں اسائلم لینے کا بھی کوئی حق نہیں ہے۔ پھر یہ کہیں کہ ہم آزاد لوگ ہیں اور ہماری آزادی ان مذہبی شدت پسندوں کو پسند نہیں ہے جس کی وجہ سے وہ ہم پر ظلم کرتے ہیں اس لئے ہماری دنیاوی آزادی اور مذہب سے دُوری کی وجہ سے اُس ملک میں جو ہم پر سختی ہو رہی ہے اِس وجہ سے ہم یہاں اسائلم کے لئے آئی ہیں اور اسی طرح مرد بھی۔ پھر جماعت احمدیہ کا نام لے کر اسائلم نہ کریں۔ یہاں پھر جماعت احمدیہ کے فرد ہونے کا اظہار نہ کریں جس کو اپنے ملک میں مذہبی پابندیوں کا سامنا ہے۔ پھر یہ نہ کہیں کہ ہم پر ظلم اس لئے ہو رہے ہیں کہ ہم نے زمانے کے امام مسیح موعود اور مہدی معہود کو مان لیا ہے اس لئے ہمیں ظلموں کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اس لئے ہم یہاں رہ رہے ہیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں جس وجہ سے آپ یہاں اس ملک میں رہنے کے لئے آئے ہیں رہنا چاہتے ہیں یا جو نوجوان لڑکیاں ہیں جن کے ماں باپ یہاں رہنے کے لئے آئے تھے، یا جن لڑکوں کے ماں باپ آئے تھے تو ان کو پتا ہونا چاہئے کہ وہ احمدیت کی وجہ سے ہی آئے تھے۔ پس اسی طرح جب ماں باپ یہاں آئے اور ان کے اسائلم منظور ہو گئے یا نئے آنے والوں کے اسائلم منظور ہو رہے ہیں تو یہاں اس ملک میں احمدی ہوتے ہوئے رہنے کی ضرورت ہے۔ اگر ایک حقیقی احمدی ہوتے ہوئے یہاں نہیں رہ رہے تو یہاں کی حکومت کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں اور عوام کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں۔ پس عملی نمونہ سب سے اہم چیز ہے جس کا اظہار آپ سب سے ہونا چاہئے۔

پھر آپ کے علم کے نمونے ہیں۔ اپنے دینی علم کو بڑھائیں۔ اپنے اپنے ماحول میں آپ کے اس علمی نمونے کا بھی اظہار ہونا چاہئے۔ خود بخود تبلیغ کے راستے اس سے کھلتے چلے جائیں گے، ضروری نہیں ہے کہ باہر نکل کر تبلیغ کی جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے تعلق اور روحانیت میں ترقی کے نمونے ہیں۔ اگر آپ اپنے ماحول میں یہ نمونے قائم کر رہی ہیں اور دنیا کی ہوا و ہوس کا اظہار نہیں ہو رہا تو یہ روحانیت میں ترقی کے نمونے غیر محسوس طور پر دوسروں پر اثر انداز ہوتے ہیں اور تبلیغ کے راستے پھر کھلتے چلے جاتے ہیں۔ اور پھر تبلیغ کے ساتھ ساتھ اگلی نسلوں کی تربیت اور انہیں خدا تعالیٰ سے جوڑنے اور جماعت کا فعال حصہ بنانے کے لئے بھی آپ کے علمی، عملی اور روحانی نمونے ضروری ہیں۔ اگر ان پر توجہ نہیں ہوگی تو پھر یہ یاد رکھیں کہ کچھ سالوں بعد ایسے گھر بکھر جائیں گے۔ پھر گھروں کے سکون و امن کے لئے بہت سے لوگ کہتے ہیں اور لکھتے بھی ہیں۔ اس کو قائم رکھنے کے لئے بھی ان باتوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں بتائی ہیں اور جو خدا تعالیٰ کو پسند ہیں۔ اور جب یہ سب کچھ ہوگا تو آپ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو بھی جذب کرنے والی ہوں گی۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے، ان کو حاصل کرنے کے لئے اپنی عملی حالتوں پر غور کرنے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا آپ میں سے اکثر کے باپ دادا احمدی ہوئے تھے۔ یہ بزرگ نیک تھے۔ متقی تھے۔ کچھ دیکھ کر اور خدا تعالیٰ سے ہدایت حاصل کر کے ہی احمدیت میں داخل ہوئے تھے۔ اگر اپنے باپ دادا کی عزتوں کی حفاظت کرنی ہے تو پھر بھی یہی ضروری ہے کہ اپنی عملی، علمی اور روحانی حالتوں کی جگالی کرتے رہیں، ان کے جائزے لیتے رہیں کہ کہاں تک درست ہیں۔ ورنہ ان کی روحوں کے لئے آپ لوگ بے چینی کا باعث بن رہی ہوں گی، اسی طرح مرد بھی۔ اگر جماعت سے منسلک ہو کر ان مقاصد کو حاصل کرنے والا بننا ہے جس کے حصول کے لئے آپ کے باپ دادا جماعت میں شامل ہوئے تھے تو ان کی یاد کو اپنی عملی حالتوں کی تبدیلیوں میں تازہ رکھیں تبھی ان کی روحوں کو خوش کر سکتے ہیں۔ جو ایمان ہمارے بڑوں کے اندر تھا وہی ایمان ہمارے اندر ہونا چاہئے۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی سچائی ہر ایک کے دل میں میخ کی طرح گڑی ہونی چاہئے۔ نئی آنے والی عورتیں اور مرد یہ سچائی دیکھ کر ہی ہم میں شامل ہوتے ہیں۔ اس سچائی کو مزید نکھار کر دکھانے کے لئے ہر ایک کو عملی نمونہ بننے کی ضرورت ہے۔ احمدیت نے تو انشاء اللہ تعالیٰ ترقی کرنی ہے۔ اگر پرانے احمدیوں کے عملی نمونے نئے آنے والوں کے لئے مددگار ہوں گے تو اس کا بھی ثواب ملے گا۔ اگر عملی نمونے نہیں دکھائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان نئے آنے والوں میں سے ہی عملی نمونے قائم کرنے والے پیدا فرماتا چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل کس طرح سے احمدیت پر نازل ہو رہا ہے اور کس طرح اس نے جماعت پر ہاتھ رکھا ہوا ہے۔ کس طرح جماعت کی ترقی وہ ہر روز جماعت کی تعداد میں اضافہ کر کے فرماتا ہے۔ اس کے چند واقعات پیش کر دیتا ہوں۔ یہ آپ کی دلچسپی کے لئے بھی اور علم کے لئے بھی اور اپنے جائزے لینے کے لئے بھی ہیں۔

مالی کے ایک علاقے میں ہمارے معلم نے لکھا کہ وہاں ایک گاؤں جیجا ہے۔ عبداللہ تراورے صاحب وہاں کے امام ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ کافی دیر پہلے خواب میں ایک بزرگ کو دیکھا جس میں آپ نے اسے فرمایا کہ بیعت کر لو اور فلاح پا جاؤ اور اس کے بعد سے وہ کافی عرصے تک اس کی تعبیر کی تلاش میں رہے۔ اب جبکہ احمدیہ ریڈیو ربوہ ایف ایم پر۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد کی خبر سنی (وہاں ریڈیو بھی ایک نہیں بلکہ ہمارے کئی ریڈیو سٹیشن اللہ تعالیٰ کے فضل سے چلتے ہیں۔) تو وہ مشن ہاؤس آئے اور ایم ٹی اے پر مجھے انہوں نے دیکھا (اس وقت ایم ٹی اے چل رہا تھا اور میرا پروگرام بھی ہو رہا تھا۔) تو انہوں نے کہا کہ انہی نے ہی مجھے کہا تھا کہ بیعت کر لو اور فلاح پا جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے اس وقت بیعت کر لی۔

پھر فلسطین کے ہمارے ایک احمدی ہیں وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ میں نے خلیفہ خامس کو خواب میں اسی لباس میں دیکھا جس میں وہ ایم ٹی اے پر نظر آتے ہیں۔ میں نے باقاعدگی سے ایم ٹی اے دیکھنا شروع کیا۔ جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ اپنی طرف کھینچا وہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم سے آپ کی محبت ہے جس کے نتیجہ میں مَیں نے بیعت کا فیصلہ کیا۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ اس خلیفہ کو تو مَیں پہلے سے جانتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے بیعت کر لی۔ تو گویا کہ جب وہ بیعت کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ تو یہ ثبوت دے رہا ہے کہ احمدیوں کے پاس ہی اب اسلام کی حقیقی تعلیم ہے اور عملی نمونے ہیں۔ اگر ہمارے عملی نمونے نہیں ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جن کے ایمان میں وہ ترقی دے گا ان کو پھر آگے لے آئے گا اور پرانے پھر پیچھے چلے جائیں گے۔

پھر یمن کے ایک احمدی ہیں وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ شیعہ عالم کی مسیح کی بابت ایک ٹی وی چینل پر گفتگو سنی۔ اس سے قبل یمنی علماء سے نزول مسیح کی بابت بات ہوتی رہتی تھی۔ جب مَیں امام الزمان کی شناخت کی بابت دعا کرتا تھا تو اس دوران وہ کہتے ہیں کہ کئی دفعہ انہوں نے مجھے خواب میں دیکھا۔ کہتے ہیں کہ مَیں اپنے اہل خانہ اور ہمسایوں کو امام الزمان کے آ چکنے کی خبر دیتا تو وہ میرا مذاق اڑاتے۔ مَیں دعا کرتا کہ اللہ تعالیٰ مجھے احمدیوں سے ملا دے۔ آخر اپریل 2013ء کو ایک رات میں اسی ہنسی ٹھٹھے کی وجہ سے دکھی ہو کر سویا ہوا تھا کہ مجھے لکھتے ہیں کہ آپ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے ویسا ہی لباس زیب تن کیا ہوا تھا جو ایم ٹی اے پر دکھائی دیتا ہے مگر وہ سفید تھا۔ آپ ایک سرسبز علاقے میں سے گزر رہے تھے۔ آپ کے پیچھے بے شمار لوگ سفید کپڑے پہنے اور جھنڈا اٹھائے چلے جا رہے تھے جن پر لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّد رَسُوْلُ اللّٰہ لکھا ہوا تھا اور اس وقت میری آنکھ کھل گئی۔ کہتے ہیں اس رؤیا کے تین ماہ کے بعد میرے بھائی نے مجھے خبر دی کہ احمدیوں کی طرف سے ہمارے مکرم شبوطی صاحب وہاں ہیں انہوں نے رابطہ کیا ہے۔ اس کے بعد پھر انہوں نے بیعت کر لی۔ پھر یہ کہتے ہیں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ثبات قدم سے نوازے اور یقین و معرفت میں ترقی عطا فرمائے۔ پس یہ ایسے لوگ ہیں جن کی اللہ تعالیٰ رہنمائی فرما رہا ہے۔ پھر انہیں یقین و معرفت میں ترقی کی فکر ہے تاکہ عملی نمونے قائم کر سکیں۔ اپنے علم میں بھی بڑھ سکیں۔ اپنی روحانیت میں بھی بڑھ سکیں۔

آج ہر مرد اور عورت کو اس نہج سے اس طریق سے سوچنے کی ضرورت ہے کہ یقین و معرفت میں ترقی کس طرح کرنی ہے۔ یا ہم نے کس طرح دنیا کی رنگینیوں سے بچنا ہے۔ اگر یہ نہیں تو پھر احمدیت کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔

پھر ایک اور ملک گنی کناکری ہے۔ وہاں سے بھی مبلغ لکھتے ہیں کہ ان کے لوکل مشنری نے لکھا کہ ہمارے گھر میں میرے بہنوئی ماریکا صاحب اکثر جماعت احمدیہ کے بارے میں تبلیغ کیا کرتے تھے۔ ہمارے گھر کا ماحول بڑا مذہبی تھا۔ لہٰذا طبعاً میں بھی ان کی باتیں غور سے سننے لگا۔ ایک دن گھر میں ایک بڑی سوال و جواب کی مجلس ہوئی۔ محلے کے امام کو بھی مدعو کیا گیا لیکن جب مولوی صاحب سے بات نہ بن پڑی تو یہ مجلس بغیر کسی نتیجہ کے ختم ہو گئی۔ تاہم میرے دل میں سچ کو جاننے کی ایک خلش تھی۔ لہٰذا میں نے دو رکعت نماز ادا کی اور اللہ تعالیٰ سے خوب دعا کی کہ اے اللہ! میری رہنمائی فرما اور مجھے اس جماعت کی سچائی کے متعلق راہ دکھا دے۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں اس کے بعد سو گیا اور خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ مَیں ایک ویران جگہ میں ہوں اور اچانک بارش شروع ہو جاتی ہے اور بارش سے بچنے کے لئے قریب ہی ایک غار ہے۔ مَیں اس غار میں پناہ لیتا ہوں۔ اس دوران آسمان پر بجلی چمکتی ہے اور مجھے ایک آواز سنائی دیتی ہے 'مرزا مسرور احمد'۔ اور یہ آواز تین دفعہ سنائی دیتی ہے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ کیونکہ یہ نام ہمارے معاشرے میں عام نہیں ہے اس لئے میں یہ خواب بھول گیا۔ لیکن ایک دن میرے بہنوئی گھر میں جماعت کی تبلیغ کر رہے تھے اس دوران انہوں نے مرزا مسرور احمد نام لیا۔ میں نے جب یہ سنا مجھے اپنا خواب یاد آ گیا۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کس کا نام ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پانچویں خلیفہ کا نام ہے۔ اور اس پر کہتے ہیں کہ جماعت سے متعلق میری دلچسپی بڑھی اور میں نے جماعت کی کتب کا مطالعہ شروع کیا اور اللہ تعالیٰ سے مسلسل رہنمائی کی التجا کرتا رہا۔ ایک رات پھر خواب میں دیکھا کہ بارش ہو رہی ہے اور زور سے بجلی چمکی اور بجلی کی چمک کے ساتھ آسمان پر روشن الفاظ میں لکھا ہوا تھا کہ مرزا غلام احمد۔ اور

یہ نظارہ تین دفعہ دہرایا گیا اور ہر بار چمک پہلے سے بڑھ کر نظر آتی تھی اور میری آنکھ کھل گئی۔ اس کے بعد میری تسلی ہو گئی اور خدا تعالیٰ نے میری رہنمائی فرمائی اور مجھے جماعت میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ تو اللہ تعالیٰ تو لوگوں کی رہنمائی فرما کر جماعت میں شامل فرما رہا ہے اور اگر یہ اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھتے چلے جائیں گے اور اپنے عملی نمونے دکھاتے چلے جائیں گے تو یہی جماعت میں آگے آنے والے لوگ ہوں گے۔ اس لئے ہمیں بہت فکر کی ضرورت ہے کہ ہمیں بھی اپنی عملی تربیت کی طرف، علمی حالت کی طرف، روحانی حالت کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اب کیا یہ باتیں انسانی سوچ کی اور عقل کی ہیں۔ یہ خالصۃً اللہ تعالیٰ کی رہنمائی ہے اور اللہ تعالیٰ بتا رہا ہے کہ جماعت سچی ہے۔ اور جب سچی ہے تو پھر اس کی سچائی ہم پر اور ہر فرد پر اس وقت ظاہر ہو گی یا ہم سے اس کا اظہار اس وقت ہو گا جب ہم اس کی عملی تصویر بننے کی کوشش کریں گے اور تبھی ہم خدا تعالیٰ کی طرف سے مدد اور نصرت حاصل کرنے والے بھی ہوں گے۔

پس یہ سب واقعات بتاتے ہیں کہ ہمارے آباؤ اجداد نے کسی جہالت کی وجہ سے احمدیت کو قبول نہیں کیا نہ کسی مجبوری کے تحت۔ مجبوری کیا بلکہ احمدیت قبول کرنے کے بعد تو مشکلات میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس کے قصے یقیناً آپ لوگوں نے جو پرانے احمدی ہیں جو صحابہ کی اولادوں میں سے ہیں یا جنہوں نے عرصہ ہوا بیعت کی ان کے گھروں میں ہوتے سنے ہوں گے کہ کس طرح آپ کے باپ دادا سے سختی کی گئی۔

پس یہ ہر نیک فطرت اور مذہب کی تلاش کرنے والے کی تلاش کا نتیجہ ہے کہ کچھ ان کی کوشش سے اور سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کا فضل انہیں احمدیت کے قبول کرنے کی توفیق دیتا ہے۔ بہت سارے ایسے ہیں جنہیں پیغام بھی نہیں پہنچا لیکن اللہ تعالیٰ رہنمائی فرما دیتا ہے اور پھر کوئی نہ کوئی احمدی جب انہیں ملتا ہے اور اس کی حالت دیکھتے ہیں اور عملی نمونہ دیکھتے ہیں تو پھر ان کو اس رہنمائی کی جو سالوں پہلے ہوئی ہوتی ہے یاد آ جاتی ہے اور پھر احمدیت کی قبولیت کے دروازے ان پر کھل جاتے ہیں اور وہ قبول کر لیتے ہیں۔ ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ احمدیت کی سچائی کی خدا تعالیٰ اُس زمانے میں بھی تائید فرما رہا تھا اور آج بھی تائید فرما رہا ہے۔

ایک بات یہاں یہ بھی یاد رکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دین میں شامل بدعات کو دور کرنے اور آئندہ کے لئے بدعات سے بچانے کے لئے آئے تھے اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء بھی اس کام کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت کے جاری نظام میں آنے والا ہر خلیفہ اس لئے خلیفۃ المسیح کہلاتا ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق دین کی تجدید کے کام کو جاری رکھنا ہے اور آپ کے مشن کو آگے بڑھانا ہے۔ میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ بعض عورتیں بعض باتیں پہلے خلفاء کی طرف منسوب کر کے پھر یہ کہتی ہیں کہ اب اس طرح کیوں ہو رہا ہے۔ اس سے الٹ کیوں ہو رہا ہے؟ پہلے خلیفہ نے تو یہ فرمایا تھا اور اب یہ ہو رہا ہے۔

اوّل تو یہ یاد رکھیں کہ کوئی خلیفہ خلاف شریعت بات نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہے۔ دوسرے یہ موازنہ اور مقابلہ کرنا ہی غلط ہے۔ اس سے ایسی باتیں کرنے والی جو عورتیں ہیں یا اگر مرد کرتے ہیں تو وہ فتنہ میں پڑیں گے اور کچھ نہیں ہو گا۔ اور جیسا کہ مَیں نے کل بھی ایک شخص کی مثال دی تھی کہ اس کا ایمان صرف ذرا سی کہنی کی ٹھوکر لگنے سے ضائع ہو گیا تو یہ آپ لوگوں کا ایمان ضائع کرنے کا باعث بن جائیں گی اور آپ کا اپنا ہی نقصان ہے۔ یاد رکھیں کہ ہر خلیفہ نے اس طرح ان لائنوں پر تربیت کرنی ہے جس کے طریق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قائم فرمائے ہیں اور کر کے دکھائے ہیں۔ پس ہر خلیفہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بتائے ہوئے طریق پر چل کر تربیتی اور تبلیغی کام سرانجام دیتا ہے۔ کوئی کسی بات پر حالات کے مطابق زیادہ زور دیتا ہے اور کوئی کسی بات پر۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ کوئی بھی خلیفہ، نہ مَیں نہ میرے سے پہلے ایسے تھے جو باقی امور کو کلیۃً نظر انداز کر دیں۔ ہاں بعض حالات کی وجہ سے بعض باتوں پر زور زیادہ ہو جاتا ہے۔

پس سعادت اسی میں ہے کہ جو وقت کا خلیفہ بات کہے اس کے پیچھے چلیں اور اطاعت کے نمونے دکھائیں۔ اسی میں آپ کی کامیابی ہے اور اسی میں آپ کی نسلوں کی بقا ہے۔ پس ہماری عورتوں اور مردوں کو بغیر کسی حیل و حجت کے اس کی اہمیت کو سمجھنا چاہئے اور لغو باتوں میں پڑنے کی بجائے اطاعت کے نمونے دکھانے چاہئیں اور خدا تعالیٰ سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنا چاہئے اور جب یہ ہو گا تو اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی نشانات بھی ظاہر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی حالتوں کا جائزہ لیتے ہوئے کامل اطاعت کے نمونے دکھانے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی حالتوں میں تبدیلی کرنے والا بنائے۔

اب دعا کریں۔

☆☆☆

بقیہ: رپورٹ دورۂ آئرلینڈ از صفحہ 17

کیتھولک (Roman Catholic) مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اور باقی پانچ فیصد کا تعلق دوسرے مختلف مذاہب اور قوموں سے ہے۔

انگریزوں نے بارھویں صدی عیسوی میں آئرلینڈ پر اپنا قبضہ کیا۔ بالآخر ایک طویل جدوجہد کے بعد 1921ء میں آئرلینڈ انگریزوں سے آزاد ہوا۔ مگر جزیرے کا چھٹا حصہ پھر بھی برطانیہ کے زیر اثر ہے جسے شمالی آئرلینڈ کہا جاتا ہے اور یہاں کا دارالحکومت بلفاسٹ (Belfast) ہے۔

ملک آئرلینڈ بلند و بالا سرسبز پہاڑوں، دل موہ لینے والی آبشاروں، جھیلوں اور دنیا کے خوبصورت ترین ساحلوں کی وجہ سے سیاحت کے لئے مشہور ہے۔ یہاں بہنے والے دریاؤں میں سے دریائے Shannon سب سے لمبا دریا ہے جس کی لمبائی 370 کلومیٹر ہے جو شمال مغرب سے نکلتا ہے اور جنوب مغرب کی طرف بہتا ہوا بحر اوقیانوس میں مل جاتا ہے۔ جبکہ دوسرا دریا، دریائے Liffey، Wicklow کے پہاڑوں سے راستہ بناتا ہوا شمال مغرب سے 121 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرتے ہوئے ڈبلن شہر کے وسط سے گزرتا ہوا بحیرہ آئرش میں جا گرتا ہے۔

....

آئرلینڈ میں جماعت اور مشن کے باقاعدہ قیام سے پہلے بعض پاکستانی احمدی احباب یہاں آ کر آباد ہوئے۔ سب سے قبل مکرم محمد حنیف صاحب ابن مکرم چوہدری محمد شریف صاحب سرہندی 1976ء میں ملازمت کے حصول کے لئے یہاں آئے اور Galway شہر میں رہائش پذیر ہوئے۔ بعد ازاں وقتاً فوقتاً بعض اور احمدی احباب آئرلینڈ آئے اور مختلف شہروں میں مقیم رہے۔

مشن کے قیام کا جائزہ لینے کے لئے پہلا وفد جو مکرم نسیم احمد باجوہ صاحب مبلغ یوکے اور مکرم ہدایت اللہ بنگوی صاحب مرحوم (جنرل سیکرٹری جماعت یوکے) پر مشتمل تھا اگست 1983ء کو آئرلینڈ بھجوایا گیا۔ اس وفد نے ڈبلن اور گالوے دو شہروں کا دورہ کیا اور مشن کے قیام کا جائزہ لیا۔

یہاں مشن کے قیام کی کوششیں جاری رہیں۔ مکرم کلیم احمد صاحب اور ان کے بیٹے ندیم احمد صاحب پر مشتمل واقفین عارضی کا پہلا وفد 12 اگست 1985ء کو لندن سے آئرلینڈ کے لئے روانہ ہوا۔ اس وفد نے ڈبلن اور گالوے شہر کی یونیورسٹیوں اور کالجوں کا دورہ کیا اور علمی حلقوں سے رابطہ کر کے جماعت کا تعارف کروایا۔ اخباری نمائندوں سے ملاقات کی جس کے نتیجہ میں کئی اخبارات نے ان کے انٹرویو شائع کئے۔

مکرم رشید احمد ارشد صاحب پہلے مبلغ کے طور پر 15 اگست 1988ء کو لندن سے آئرلینڈ پہنچے اور ابتدا میں محمد حنیف صاحب صدر جماعت آئرلینڈ کے ہاں قیام کر کے نماز جمعہ اور دیگر نمازوں کے باجماعت قیام کا اہتمام کیا اور مرکزی ہدایت کے تحت مشن ہاؤس کے لئے مکان کی تلاش شروع کر دی۔ چنانچہ گالوے میں ایک عمارت 32 ہزار پاؤنڈ میں خرید لی گئی اور 26 جنوری 1989ء کو مبلغ سلسلہ نئے مشن ہاؤس میں منتقل ہو گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 29 تا 31 مارچ 1989ء کو آئرلینڈ کا دورہ فرمایا۔ 31 مارچ کو حضورؒ نے نماز جمعہ مشن ہاؤس میں پڑھائی اور مشن کے باقاعدہ افتتاح کا اعلان فرمایا۔ اس نماز جمعہ میں کُل 29 افراد نے شرکت کی جس میں آئرلینڈ جماعت کی تعداد 13 تھی۔ اسی روز شام کو Great Southern ہوٹل میں ایک تقریب عشائیہ کا اہتمام کیا گیا جس میں گالوے کے میئر کے علاوہ 48 مہمانوں نے شرکت کی۔ بعض اخبارات نے حضورؒ کے انٹرویو لئے جو بعد میں شائع ہوئے۔

....

آئرلینڈ میں جب جماعت کے مشن ہاؤس کا باقاعدہ قیام عمل میں آیا اُس وقت جماعت کی مجموعی تعداد صرف 16 تھی اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے آئرلینڈ جماعت کی تعداد 384 تک پہنچ چکی ہے۔ اور ملک کے شہروں Dublin, Galway, Cork, Grogheda, Athlone, Limerick اور Portliose میں احباب جماعت مقیم ہیں اور یہاں کی جماعت بڑی منظّم، مستحکم اور فعال ہے اور مالی قربانی میں نمایاں ہے۔

جماعت نے سال 2010ء میں ڈبلن شہر میں دو لاکھ اسّی ہزار یورو کی لاگت سے ایک عمارت بطور مشن ہاؤس خریدی ہے۔ اس عمارت کا نچلا حصہ بطور نماز سینٹر استعمال ہوتا ہے اور اس کے ساتھ والا ملحقہ مکان کرایہ پر لیا گیا ہے جو لجنہ کے نماز سینٹر اور دفاتر کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے گزشتہ دورہ کے دوران اس جماعتی سینٹر کا نام ''بیت الاحد'' رکھا تھا۔ اب جماعت آئرلینڈ نے مزید مالی قربانی کرتے ہوئے گالوے میں جماعت کی پہلی مسجد ''مسجد مریم'' تعمیر کرنے کی توفیق پائی ہے۔ الحمدللہ۔

آئرلینڈ میں اگرچہ جماعت کا باقاعدہ قیام 1986ء میں ہوا اور مشن ہاؤس، جماعتی سینٹر کا قیام 1989ء میں ہوا لیکن اس سے قبل 1926ء میں پہلی آئرش خاتون کو احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس خاتون کا نام کیتھلین تھا۔ موصوفہ حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحبؓ کی تبلیغ سے احمدی ہوئیں اور 12 سال کی عمر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ اور کچھ عرصہ حضورؓ کے گھر بھی ٹھہریں۔ حضورؓ نے ان کا نام حنیفہ بیگم رکھا۔ انہوں نے قرآن مجید حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ سے پڑھا۔ بعد ازاں اس خاتون حنیفہ بیگم کی شادی سید عبدالرزاق شاہ صاحب مرحوم ابن ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب مرحوم کے ساتھ ہوئی۔ آپ حضرت سیدہ امّ طاہر کی بھابھی تھیں۔ حنیفہ بیگم صاحبہ گیارہ سال تک اپنے میاں کے ساتھ کینیا میں رہیں۔ پھر ایک لمبا عرصہ قادیان میں گزارا۔ بعد ازاں اپنے میاں کے ساتھ ہی احمد آباد سٹیٹ سندھ منتقل ہوئیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ جب بھی احمد آباد سٹیٹ سندھ تشریف لے جاتے تو صبح کا ناشتہ انہی کے گھر تناول فرماتے بلکہ جب واپس جاتے تو پیغام بھیجتے کہ صبح ٹرین ٹاہلی سٹیشن پر رُکے گی وہاں ناشتہ تیار ملنا چاہئے۔ آپ گرم گرم ناشتہ تیار کر کے سٹیشن بھیج دیتیں۔ جیسے ہی ٹرین پہنچتی تیار ناشتہ مل جاتا۔ حضورؓ بہت خوش ہوتے اور بہت شکریہ ادا کرتے۔

آپ احمد آباد سٹیٹ میں قیام کے دوران ہی ٹائیفائیڈ سے بیمار ہوئیں اور آپ کا وہیں انتقال ہوا اور وہاں ہی مدفون ہیں۔

کیتھولک ہونے کی وجہ سے یہاں آئرلینڈ کے لوگ عیسائیت میں بہت سنجیدہ ہیں اور یہ کہا جاتا ہے کہ آئرلینڈ میں کیتھولزم ویٹی کن (Vatican City) (یعنی جہاں پوپ کا قیام ہے اور عیسائیت کا مرکز ہے) سے بھی زیادہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے حنیفہ بیگم مرحومہ کے علاوہ بعض اَور سعید فطرت آئرش باشندے بھی احمدیت کے نُور سے منوّر ہوئے۔

آئرش قوم سے دوسری بیعت بھی ایک خاتون کی تھی۔ اس خاتون کا نام Patricia Coy ہے۔ انہوں نے 1965ء میں قبول احمدیت کی سعادت پائی اور ان کی شادی ماریشس کے ایک احمدی دوست عبدالغنی صاحب سے ہوئی۔ 1967ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے دورۂ برطانیہ کے دوران موصوفہ نے جب حضورؒ سے ملاقات کی تو ان کی زندگی میں ایک تغیّر پیدا ہوا اور اپنے ایمان و اخلاص میں اس قدر ترقی کی کہ ایک لمبا عرصہ صدر لجنہ اماء اللہ ماریشس رہیں۔ موصوفہ عبدالغنی جہانگیر صاحب انچارج فرنچ ڈیسک یوکے کی والدہ محترمہ ہیں اور ''مسجد مریم'' کی افتتاحی تقریب میں شرکت کے لئے بھی آ رہی ہیں۔

آئرش قوم سے احمدیت کی آغوش میں آنے والوں میں ایک دوست مکرم ابراہیم نونن صاحب ہیں جو اس وقت آئرلینڈ میں مبلغ سلسلہ ہیں۔ برطانیہ میں بھی بطور مبلغ سلسلہ کام کر چکے ہیں اور صدر مجلس خدام الاحمدیہ یوکے بھی رہ چکے ہیں۔ آپ نے 1991ء میں بیعت کی سعادت پائی۔

اس وقت بھی بعض آئرش نوجوان رابطہ میں ہیں اور زیر تبلیغ ہیں اور جماعت کے قریب آ رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک قدم اس سرزمین پر دوسری بار پڑے ہیں۔ اب انشاء اللہ العزیز اس سرزمین پر بھی کامیابیوں اور فتوحات کے دروازے کھلیں گے اور جماعت احمدیہ آئرلینڈ ترقیات کے ایک نئے دور میں داخل ہو گی اور دنیا بھر میں پھیلی ہوئی دوسری اقوام کی طرح آئرش قوم بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چشمہ سے سیراب ہو گی۔ انشاء اللہ

(باقی آئندہ)

تقریر جلسہ سالانہ برطانیہ 2014ء

تعلق باللہ کے ایمان افروز واقعات

مبشر احمد کاہلوں۔ مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ

میری تقریر کا عنوان ہے ’’تعلق باللہ کے ایمان افروز واقعات‘‘۔ یہ داستان بڑی طویل ہے۔

حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے پاس پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے ابھی کھانا نہیں کھایا تھا کہ پڑھائی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ انہیں بھوک کے سبب بڑی نقاہت تھی۔ وہ شرم کے مارے کہہ بھی نہ سکے کہ میں نے ابھی کھانا کھانا ہے مگر اللہ تعالیٰ جو رازق اور کُنْ فَیَکُوْن کا مالک ہے اُس نے اسی پڑھائی کے دوران حضرت حافظ صاحب پر کشفی حالت طاری کی اور کشف میں خدا تعالیٰ نے انہیں گھی میں تلے ہوئے پراٹھے اور بھنا ہوا گوشت مہیا کر دیا جسے آپ کھاتے رہے۔ اور خدا کی قدرت حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کو بھی خدا تعالیٰ نے اطلاع دے دی کہ آپ تو پڑھا رہے ہیں اور آپ کا شاگرد کشفی طور پر مزے مزے کے کھانے بھی کھا رہا ہے۔ حضرت صاحب بارہا پڑھائی کے دوران حافظ صاحب کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے اور پھر پڑھانے میں مشغول ہو جاتے۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہو چکے کشفی حالت ختم ہو گئی تو حضور فرمانے لگے۔ ’’حافظ صاحب! کلّے اِی کلّے‘‘۔ (یعنی حافظ صاحب اکیلے ہی اکیلے)

کیا محبت کا انداز تھا۔ استاد بھی شاگرد کی حقیقت سے باخبر اور شاگرد کو بھی پتا لگ گیا کہ خدا تعالیٰ نے جو میرے ساتھ سلوک کیا میرے استاد کو بھی خدا نے اس سے آگاہی دے دی۔

❁......حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں اور میرا ایک ساتھی ہم لاہور سے پیدل چل پڑے۔ گجرات اپنے گاؤں میں جانا تھا۔ رات کے دس بجے کے قریب ہم کامونکی پہنچے۔ ایک ویران مسجد میں ڈیرہ لگایا۔ میرے ساتھی کو بخار ہو گیا۔ میں نے اسے مسجد میں لٹایا اور کھانے کا انتظام کرنے کے لئے بازار میں چلا گیا مگر سارے بازار کے چکر لگائے کوئی دکان کھلی نہیں تھی۔ ناکام واپس آیا۔ جب مسجد میں آیا تو میرے عزیز کا بخار مزید شدت اختیار کر چکا تھا۔ مجھے بڑی فکر دامنگیر ہوئی کہ اگر پردیس میں وفات کا حادثہ ہو گیا تو کیا کروں گا۔ اس احساس کے پیش نظر میں خدا کے حضور گریہ و زاری میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں کسی کام کے لئے دروازہ کھول کر مسجد سے باہر نکلا تو باہر ایک آدمی کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں کھانے کا ٹرے، گرم گرم روٹیاں، حلوہ اور گوشت کا سالن۔ میں نے پوچھا کہ آپ نے کس سے ملنا ہے۔ وہ بولا میں آپ کے لئے کھانا لے کر آیا ہوں۔ میں نے کہا برتن کس کو دوں۔ کہنے لگا برتن یہیں پر رکھ دینا۔ حضرت مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ رات کے دو بجے کس کو خبر کہ یہاں کون ٹھہرا ہوا ہے؟ اس مسجد میں اس مسجد کی ویرانی بتا رہی تھی کہ یہاں پر کبھی کوئی نماز پڑھنے بھی نہیں آیا۔ کھانا کھایا برتن لٹکا دیئے کنڈی پہ۔ کنڈی لگا دی۔ صبح جب اٹھے نماز کے لئے، کنڈی بھی لگی ہوئی تھی مگر برتن غائب تھے۔

❁......دوالمیال ضلع چکوال میں ایک صاحب مکرم رسالدار احمد خان صاحب نے خلافت اولیٰ کے زمانے میں بیعت کی۔ فوج میں ملازمت کرتے تھے۔ ڈیرہ اسماعیل خان کی چھاؤنی میں ان کی ڈیوٹی تھی۔ وہ بیمار ہو گئے۔ ہسپتال میں داخل ہوئے۔ ہسپتال کا پرہیزی کا کھانا کھا کھا کر اُکتا گئے۔ کہتے ہیں ایک دن دل میں یہ تمنا مچلی کہ اگر چاول ہوں اور ساتھ یخنی ہو تو مزہ آ جائے۔ کہتے ہیں ابھی اسی خیال میں تھا کہ آواز آئی چاول کھالو۔ اور اس کے ساتھ ہی میں نے دیکھا کہ میرے پہلو میں چاولوں کی پلیٹ اور ایک برتن میں یخنی پڑی ہے۔ کہتے ہیں میں نے چاول کھا لئے یخنی بھی پی لی۔ برتن وہیں پہ رکھ دیئے۔ ایک مہینہ ہسپتال میں داخل رہے۔ برتن لینے کوئی نہیں آیا۔ وہ ان برتنوں کو اپنے گھر لے گئے۔ وفات تک وہ برتن خدا کی قدرت کی یاد تازہ کرنے کے لئے ان کے گھر میں پڑے رہے۔

❁......کھرپڑ ضلع قصور میں حضرت مولوی محمد اسحاق صاحب رہتے تھے۔ تنگدستی کی کیفیت تھی۔ ایک دن ایک بیٹی ملنے آ گئی۔ چند دن کے بعد دوسری بیٹی ملنے آ گئی۔ چند دن کے بعد تیسری بیٹی ملنے آ گئی۔ دو چار دن گزرے تینوں بیٹیوں کے خاوند ایک ہی دن آ گئے اپنی اپنی بیویوں کو لینے کے لئے۔ رات کو مہمانوں نے کھانا کھایا۔ گھر کے افراد تو سو گئے مگر مولوی صاحب کو نیند نہیں پڑ رہی تھی۔ انہیں یہ بے چینی کھائے جا رہی تھی میری جیب خالی ہے۔ صبح تینوں بیٹیوں نے اپنے اپنے خاوندوں کے ساتھ اپنے سسرال کو روانہ ہونا ہے۔ میں کیا دے کے انہیں گھر سے روانہ کروں گا۔ اسی پریشانی کے عالم میں وضو کیا۔ اندر کوٹھڑی میں چلے گئے۔ اللہ کی بارگاہ میں جھک گئے۔ دعاؤں میں مگن ہو گئے۔ جب انہیں گریہ و زاری کرتے ہوئے یہ اطمینان نصیب ہو گیا کہ میری دعا بارگاہ الوہیت میں شرف قبول پا گئی ہے۔ اٹھے جائے نماز اٹھایا۔ جائے نماز کے نیچے دس دس روپے کے تین نئے نوٹ پڑے تھے۔ ان کو پکڑا، لپیٹا، جیب میں ڈالا اور جا کے سو گئے۔

دوستو! اس کوٹھڑی میں کیا اس جائے نماز کے نیچے نوٹ بنانے کی مشین لگی ہوئی تھی؟ نہیں۔ وہاں کوئی مشین نہیں تھی مگر کُنْ فَیَکُوْن کا مالک خدا، اُس کی اس انسان کے ساتھ دوستی تھی۔

❁......چک 91\10R ضلع خانیوال میں صوفی عبداللہ صاحب رہا کرتے تھے۔ زمینداره ان کا پیشہ تھا۔ ایک سال ان کی گندم کی فصل تھوڑی ہوئی۔ کھلیان میں گندم تولی گئی تو دیکھا کہ گندم تو تھوڑی ہے۔ میرے گھر کی ضروریات کو مکتفی نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے ساری کی ساری گندم گھر لے جانے کی بجائے وہیں کھلیان میں بیٹھے بیٹھے مستحقین میں تقسیم کر دی۔ گھر آ گئے۔ بیگم نے پوچھا گندم نہیں لائے۔ تو جواب دیا کہ گندم تو تھوڑی ہوئی تھی وہ گھر کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتی تھی تو میں نے کہا اسے گھر لے جانے کا فائدہ کیا؟ مَیں نے وہیں پہ راہ خدا میں لٹا دی۔ دو تین دن گزرے۔ ایک شخص دس پندرہ گدھوں پہ گندم کی بوریاں لادے آیا اور کہنے لگا صوفی صاحب آپ نے گندم لینی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ میری حویلی میں انہیں الٹا دو۔ وہ تو گدھے لے کر ان کی حویلی میں گندم کی بوریاں الٹانے لگ پڑا اور وہ گندم کے پیسے لینے کے لئے اپنے گھر چلے گئے۔ جب پیسے لے کر گھر سے واپس آئے۔ نہ گدھے تھے نہ گدھوں والا۔ اس سے پوچھ، اُس سے پوچھ، بھئی گدھوں والا کہاں گیا۔ کوئی مانا ہی نہیں کہ ہم نے کوئی گدھے والا آتا دیکھا یا جاتا دیکھا۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کو انگلستان میں تبلیغ اسلام کے لئے بھیجا گیا۔ سمندر میں طوفان آ گیا۔ بحری جہاز ہچکولے کھانے لگا۔ اس کے سبب انہیں قے کی اور متلی کی شدید تکلیف ہوئی۔ وہ کمرے سے باہر نکلے۔ جہاز کے عرشے پہ آئے اور سمندر کو مخاطب ہو کے فرمانے لگے۔ اے سمندر! تجھے خبر نہیں کہ اس جہاز میں کون سوار ہے۔ اس جہاز میں مسیح موعود کا حواری سوار ہے جو تبلیغ اسلام کے لئے سفر پہ لگا ہوا ہے۔ تھم جا۔ پُرسکون ہو جا۔ تُو طوفان برپا کر کے مجھے تکلیف دے رہا ہے۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ خدا تعالیٰ نے فوراً سمندر کو حکم دیا۔ سمندر کا طوفان تھم گیا اور مفتی صاحب بیان کرتے ہیں کہ بحری جہاز یوں چل رہا تھا جیسے ہم خشکی پہ ہوں۔

حضرت مفتی صاحب جب ہندوستان سے یہاں انگلستان آ رہے تھے۔ بحیرۂ روم میں بحری جہاز پہنچا تو جہاز کے کپتان نے تمام مسافر جمع کئے اور ان کے سامنے تقریر کی کہ دیکھو عالمی جنگ جاری ہے۔ آگے سمندر جرمن آبدوزوں سے بھرا پڑا ہے۔ اس لئے اگر کسی جرمن آبدوز نے ہمارے جہاز پہ حملہ کر دیا اور جہاز کے ڈوبنے کا خطرہ پیدا ہوا تو ایک سیٹی بجائی جائے گی۔ اس نے سارے مسافروں کو سیٹی بجا کر سنائی اور کہا کہ اس سیٹی کے بجنے کا ترجمہ یہ ہو گا کہ بحری جہاز پر آبدوز نے حملہ کر دیا ہے اور جہاز ڈوب رہا ہے۔ اس لئے یہ کناروں کے ساتھ کشتیاں لگی ہوئی ہیں۔ ایک ایک کشتی پکڑنا اس میں سوار ہو جانا۔ پھر آپ جانیں اور آپ کا مقدر۔ یہ کشتی آپ کو جہاں لے جائے وہ آپ کا مقدر۔ جہاز کے کپتان کی حیثیت سے مَیں اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا۔ تمام مسافر سراسیمہ ہوئے۔ سب کو موت اپنے سامنے رقص کرتی دکھائی دے رہی تھی۔ مفتی صاحب بھی یہ اعلان سن کر اپنے کیبن میں چلے گئے۔ اللہ کی بارگاہ میں دعاؤں میں لگ گئے۔ دعاؤں کے دوران غنودگی کی کیفیت طاری ہوئی۔ فرشتے نے مخاطب کر کے کہا۔ ’’صادق! یقین کر و یہ جہاز صحیح سلامت پہنچے گا‘‘۔

❁......حضرت مولوی نذیر احمد صاحب مبشر گھانا میں مبلغ تھے۔ ایک علاقے سے اطلاع آئی کہ غیر احمدیوں نے علاقے میں جلوس نکالے ہیں اور نظم کی صورت میں گانے گاتے پھر رہے ہیں کہ مہدی نہیں آیا۔ کیوں؟ زلزلہ نہیں آیا۔ اگر مہدی آ چکا ہوتا تو زلزلہ بھی آ چکا ہوتا۔ جب یہ اطلاع پہنچی۔ حضرت مولوی صاحب دعاؤں میں لگ گئے کہ اے خدا! تو نے مسیح پاک کی سچائی کا اظہار کرنے کے لئے جگہ جگہ زلزلے برپا کئے۔ اب گھانا میں زلزلہ دکھا۔ ایک ہفتہ دعاؤں میں بسر کیا۔ خدا کی طرف سے بشارت مل گئی کہ اب یہاں زلزلہ آئے گا۔ اس کے مطابق انہوں نے اس علاقے میں جماعتوں کو اطلاع کر دی کہ فلاں فلاں جگہ پر فلاں فلاں تاریخ کو جلسہ ہو گا۔ تین جلسوں کا پروگرام بنایا گیا۔ پہلا جلسہ ہوا۔ وہاں مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کے دلائل، زلازل کی پیشگوئیاں بیان کی گئیں اور سب کو بتایا گیا کہ اب گھانا میں زلزلہ آئے گا۔ اب گھانا کے ملک کی باری ہے۔ چند دن کے بعد دوسرا جلسہ تھا۔ اس جلسے میں بھی یہی مضمون سنایا گیا کہ اس اس طرح مسیح پاک کی سچائی کے اظہار کی خاطر دنیا کے مختلف علاقوں میں زلازل آئے۔ اب گھانا کی باری ہے۔ دوسرا جلسہ ہو چکا۔ ابھی تیسرا جلسہ نہیں ہوا تھا کہ پورا گھانا زلزلے کی شدت سے لرز اٹھا اور اس علاقے کے افراد جو پہلے دو جلسوں میں یہ پیشگوئیاں سن چکے تھے اور یہ اعلان بھی سن چکے تھے کہ اب گھانا کی باری ہے۔ اب یہاں پہ زلزلہ آئے گا۔ وہ بھاگ کر احمدیہ مساجد میں پناہ لینے کے لئے جا پہنچے۔ اس زلزلے کا نشان دیکھ کر 180 افراد نے بیعت کی۔

❁......حضرت مولوی رحمت علی صاحب انڈونیشیا میں رئیس التبلیغ تھے۔ ایک احمدی کی دکان پر تشریف فرما تھے کہ ہالینڈ کا ایک بشپ پادری تبلیغ کرتا ادھر آ نکلا۔ عیسائیت اور اسلام کی سچائی پر بحث شروع ہو گئی۔ مباحثہ سننے کے لئے ایک مجمع اکٹھا ہو گیا۔ بحث کے دوران بارش برسنی شروع ہو گئی۔ وہ علاقہ ایسا ہے کہ اگر بارش برسنی شروع ہو جائے تو کئی کئی گھنٹے تک مسلسل برسات برستی چلی جاتی ہے۔ پادری نے اپنی شرمندگی کو چھپانے کے لئے بڑے للکار کر کہا کہ مولوی صاحب اگر آپ کا اسلام سچا ہے۔ اگر اسلام کا خدا سچا ہے تو اپنے خدا سے کہیں کہ بارش رُک جائے۔ یہ مطالبہ کیوں کیا؟ کہ علاقے کے حالات کے مطابق جب بارش کا آغاز ہو گا تو کئی گھنٹے مسلسل برسے گی۔ اس سے پہلے بارش رک نہیں سکتی۔ حضرت مولوی صاحب نے اس کی یہ للکار سن کر اللہ کی نصرت پہ یقین سے بھر کر بارش کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے بارش! اسلام کی سچائی کے اظہار کی خاطر، اسلام کے خدا کی سچائی کے اظہار کی خاطر تھم جا۔ بارش تھم گئی۔ لوگ حیران پریشان کہ یہ منظر تو ہم نے زندگی میں کبھی دیکھا نہیں ہے۔

❁......1924ء میں یو۔ پی انڈیا کے علاقے میں آریہ سماج نے مسلمان راجپوتوں میں شدھی کی تحریک کا طوفان برپا کر دیا۔ انہیں کہا یہ جاتا تھا کہ دیکھو یہاں پر مسلمانوں کی بادشاہی تھی۔ انہوں نے تمہارے آباؤ اجداد کو زبردستی اسلام میں داخل کر دیا۔ اب مسلمانوں کی بادشاہی کا سورج غروب ہو چکا۔ اب تو انگریز یہاں پہ حکمران ہے۔ اس لئے اگر تمہارے آباؤ اجداد نے مجبوری کے نتیجہ میں مسلمان بادشاہوں کے دباؤ میں آ کر اسلام قبول کیا تھا تو اب وہ دباؤ کی کیفیت نہیں ہے۔ اب آزادی ہے۔ آؤ اور اسلام کو چھوڑ دو۔ آریہ سماج کے خیال میں یہ دلیل بڑی ہی کارگر تھی۔ اخباروں میں اس بات کا چرچا ہوا۔ حضرت صاحب کو خبر ہوئی۔ حضور نے فوراً جماعت کے سامنے تحریک کر دی کہ دوست تین تین مہینے کے لئے وقف کر کے اس علاقے میں جائیں اور شدھی کی تحریک کا مقابلہ کیا جائے۔ ایک ہندو نوجوان مہاشہ یوگندر پال صاحب چند ماہ پہلے مسلمان ہوئے تھے۔ ان کا اسلامی نام مہاشہ محمد عمر صاحب رکھا گیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں بھی ایک وفد کا ممبر بنا۔ ہمیں ایک گاؤں کے بارے میں پتا چلا۔ ہم وہاں پہ پہنچے مگر ہمارے وفد کے اس گاؤں میں پہنچنے سے پہلے پہلے سارا گاؤں مرتد ہو کر ہندو ہو چکا تھا۔ اور آریہ سماج کے دباؤ میں آ کر گاؤں والوں نے ہمیں کہا کہ تم ہمارے گاؤں میں رات بسر نہیں کر سکتے۔ فوری طور پہ ہمارے گاؤں سے باہر نکل جاؤ۔ اگر نہ نکلے تو ہم زبردستی تمہیں نکال دیں گے۔ ناچار اس وفد کو رات کے گیارہ بجے گاؤں سے باہر نکلنا پڑا۔ اندھیری

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

میاں حنیف احمد کامران

ربوہ 0092 47 6212515

15 لندن روڈ، مورڈن SM4 5HT

0044 203 609 4712

0044 740 592 9636

رات، گنگا کے کنارے کنارے سفر تھا۔ مہاشہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ وہ جگہ ایسی خطرناک تھی۔ ایک برساتی نالہ پہاڑوں سے شور مچاتا ہوا گنگا میں داخل ہو رہا تھا۔ اتنا خطرناک رستہ تھا اور اندھیری رات کہ ہمارے وفد کے ایک ممبر چند قدم آگے جاتے تھے اور پھر ہمیں آواز دیتے کہ یہاں تک آ جاؤ رستہ ٹھیک ہے۔ یہ تدبیر کیوں اختیار کی گئی کہ اگر ڈوبے تو ایک ڈوبے سارا وفد تو نہ ڈوبے۔ ایک مقام ایسا آیا کہ ساری تدبیریں فیل ہوگئیں۔ وفد کے ارکان حیران پریشان کھڑے تھے کہ اب کیا کیا جائے کیونکہ رستہ اتنا خطرناک، اندھیری رات کہ خطرہ تھا کہ وفد کا کوئی ممبر یا گنگا میں جا پڑے گا یا برساتی نالے کی نظر ہو جائے گا۔ فرماتے ہیں ابھی ہم حیران کھڑے تھے کہ کیا کریں۔ ہم نے دیکھا۔ گنگا کے پانی پہ ایک چھوٹی سی گیند کے برابر روشنی کا گولہ نمودار ہوا اور پھر اس روشنی کے گولے نے بڑھنا شروع کر دیا، پھیلنا شروع کر دیا۔ مہاشہ صاحب بیان کرتے ہیں مَیں تو نیا نیا ہندوؤں سے آیا تھا۔ مَیں نے چیخ ماری کہ چڑیل آ گئی۔ وہ روشنی کا گولہ ایک اونچے بلند مینار کے برابر ہو گیا۔ اندھیری رات میں اتنی روشنی تھی کہ اس میں ہمیں سارا جنگل ہر چیز صاف دکھائی دے رہی تھی اور اس روشنی کے مینار کی رہنمائی میں ہم دریا کے کنارے کنارے چلتے رہے۔ جب وہ خطرناک علاقہ ہم نے عبور کرلیا تو روشنی کا مینار غائب ہو گیا۔

❁ ......ایک صحابی تھے حضرت مولوی محبوب عالم صاحب۔ گجرات پنجاب کے رہنے والے تھے لیکن کشمیر میں جا کر آباد ہوئے۔ جب بیعت کی تو تبلیغ احمدیت کا جنون دماغ میں سما گیا۔ دن رات تبلیغ میں مصروف رہا کرتے تھے۔ کشمیر کے جنگلوں میں سے گزرنا پڑتا تھا۔ جنگلی درندے وہاں پر ہوتے تھے۔ انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ! تبلیغ کا کام تو میں چھوڑ نہیں سکتا میری حفاظت کا سامان فرما۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کے لئے ایک شیر کی ڈیوٹی مقرر کر دی۔ وہ پتا کیسے چلا۔ ان کا ایک شاگرد کہنے لگا کہ مولوی صاحب! آج مَیں آپ کے ساتھ تبلیغی سفر پہ جاؤں گا۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ گئے، رستے میں شیر آ گیا۔ اب شیر کو دیکھ کے نوجوان نے چیخ ماری۔ مولوی صاحب نے کہا ڈرو نہیں، یہ شیر میری حفاظت کے لئے آیا ہے۔ اتنے برس گزر گئے۔ جب بھی میں اس تبلیغی سفر کے دوران جنگل میں آتا ہوں یہ شیر فوراً میرے ساتھ چل پڑتا ہے۔ کبھی میرے آگے، کبھی میرے پیچھے، کبھی میرے دائیں، کبھی میرے بائیں اور جب جنگل ختم ہوتا ہے اور مَیں بستی میں داخل ہوتا ہوں تو یہ فوراً جنگل میں داخل ہو جاتا ہے۔ یہ تمہیں کچھ نہیں کہے گا یہ تو میری حفاظت کے لئے آیا ہے۔

❁ ......حضرت قاضی محمد یوسف صاحب رضی اللہ عنہ صوبہ خیبر پختونخواہ کے امیر تھے۔ پشاور کے قصہ خوانی بازار میں چلے جا رہے تھے۔ ایک احراری نے بالکل سامنے کھڑے ہو کر ان پر پستول کا فائر کرنا چاہا۔ گولی پھنس گئی۔ پستول چلا ہی نہیں۔

❁ ......حضرت مولوی ابوالعطاء صاحب بیان کرتے ہیں۔ مَیں فلسطین میں مبلغ تھا۔ ایک رات تبلیغی مباحثے کے بعد میں واپس جا رہا تھا۔ جنگل میں سے گزر رہا تھا مجھے جھاڑیوں میں کوئی سرسراہٹ سی محسوس ہوئی۔ میں نے سمجھا کوئی گیدڑ کوئی خرگوش وغیرہ ہوگا۔ میں چلتا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پیچھے ایک فائر کی آواز آئی۔ مجھے کچھ سمجھ نہ آئی کہ کس بات کی ہے۔ اگلے دن پتا لگا کہ مخالفین نے آپ کو شہید کرنے کے لئے وہاں پگڈنڈی کے دونوں طرف آدمی بٹھا رکھے تھے کہ جب آپ یہاں سے گزریں تو آپ کو برسٹ مار کر شہید کر دیا جائے۔ مگر جب آپ وہاں پہ آئے۔ انہوں نے فائر کرنے کی کوشش کی۔ بندوقیں چلی ہی نہیں۔ آپ وہاں سے گزر گئے۔ انہوں نے پھر بندوقوں کو چلانے کی کوشش کی تو بندوقیں چل پڑیں وہ فائر کی یہ آواز تھی۔

❁ ......حضرت مولوی رحمت علی صاحب جن کا میں نے ذکر کیا انڈونیشیا میں رئیس التبلیغ تھے۔ وہ پاڈان کے قصبے میں محلّہ یاسر مسکین میں رہتے تھے۔ مکانوں کو آگ لگ گئی۔ لکڑی کے مکانات تھے۔ وہ آگ بڑی شدت کے ساتھ مکانوں کو جلاتی چلی آ رہی تھی اور اس مکان کی طرف بڑھ رہی تھی جس طرف حضرت مولوی صاحب کی رہائش تھی۔ محلے کے احمدی اور غیر احمدی آپ کے پاس آئے کہ مولوی صاحب بڑی شدت سے آگ بڑھتی چلی آ رہی ہے اور ہر چیز کو خاکستر کرتی چلی آ رہی ہے۔ آپ سامان سمیت باہر آ جائیں۔ مولوی صاحب نے جواب دیا۔ نہیں۔ یہ آگ مجھے کچھ نہیں کہے گی اور دعاؤں میں مشغول ہو گئے۔ جب لوگ بار بار اصرار کرتے۔ مولوی صاحب فرماتے دیکھو مسیح موعود کو الہام ہوا آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ یہ تو میری غلامی کرے گی۔ آگ اتنی قریب آ گئی۔ ساتھ والا مکان جل گیا۔ آپ کے مکان کا لکڑی کا چھجہ کالا ہو گیا۔ فوراً بادل آیا۔ موسلا دھار بارش برسنی شروع ہو گئی۔ آپ کا مکان محفوظ ہو گیا۔ عرصہ دراز تک احباب جماعت اس مکان کا سیاہ چھجہ دیکھ دیکھ کر اس نشان کی یاد تازہ کیا کرتے تھے۔

❁ ......حضرت مولوی محمد صادق صاحب سماٹری جو بعد میں انڈونیشیا کے رئیس التبلیغ تھے۔ دوسری عالمی جنگ جاری تھی۔ پورے انڈونیشیا پر جاپان کا قبضہ ہو چکا تھا۔ ایک شخص نے آ کر مولوی صاحب کو خبر دی کہ مولوی صاحب جاپانی حکومت نے آپ کے قتل کا فیصلہ کر لیا ہے اور مخبر نے یہ بھی اطلاع دی کہ آپ کے خلاف الزام یہ ہے کہ تمام علماء نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ جاپان کی انگریزوں کے خلاف جنگ اسلام کے لحاظ سے جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ مگر آپ نے اس کے جہاد فی سبیل اللہ ہونے کا فتویٰ نہیں دیا۔ اس بنا پہ جاپانی حکومت آپ کو قتل کرنا چاہتی ہے۔ وہ زمانہ ایسا تھا۔ ایک فاتح قوم ہو۔ جنگ کا زمانہ ہو۔ پھر کوئی تحقیق اور تفتیش نہیں ہوا کرتی۔ بڑی سخت پریشانی ہوئی۔ مولوی صاحب بھی دعاؤں میں لگ گئے۔ احباب جماعت بھی دعاؤں میں لگ گئے۔ مولوی صاحب کو دعاؤں کے بعد آواز آئی۔ دانیال نبی کی کتاب کا پانچواں باب پڑھو۔ اٹھے، لیمپ جلایا۔ بائبل نکالی۔ دانیال نبی کی کتاب کا پانچواں باب کھولا۔ اس میں لکھا تھا کہ بیلشضر بادشاہ تھا۔ اس کو خواب آئی۔ جو وہاں پہ تحریر تھی۔ وہ اس نے اپنے دانشوروں کو علماء کو بلا کر دکھائی کہ بھئی اس کو پڑھو کیا مطلب ہے؟ کسی کو سمجھ نہیں آئی۔ آخر حضرت دانیال علیہ السلام کو بلایا گیا کہ بھئی یہ تحریر پڑھ کے بتاؤ مطلب کیا ہے۔ انہوں نے اسے پڑھا اور تعبیر یہ بتائی کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کی حکومت کو تولا مگر وہ کم نکلی۔ حکومت ٹکڑے ٹکڑے کی جائے گی۔ آپ بھی ٹکڑے ٹکڑے کئے جائیں گے۔ جس دن انہوں نے یہ خواب کی تعبیر بتائی۔ اسی دن بیلشضر بادشاہ قتل ہو گیا اور دارا نے اس حکومت پر قبضہ کر لیا۔ اس خواب سے صاف نظر آ رہا تھا کہ یہ حکومت ٹکڑے ٹکڑے کر دی جائے گی اور اس کا انجام بھی وہی ہوگا جو بالشزر کی حکومت کا ہوا تھا۔ یہ 1945ء کے اپریل کے آخر یا مئی کے شروع کی خواب ہے۔ دو تین مہینے کے بعد امریکہ نے جاپان کے شہروں پر ایٹم بم برسائے۔ جاپانی حکومت نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اس کے بعد حکومت کے کاغذات میں سے ایک کاغذ نکلا جس میں پینسٹھ افراد کی فہرست درج تھی کہ ان کو اگست کی فلاں تاریخ کو قتل کیا جائے گا۔ اس میں پہلے نمبر پر حضرت مولوی صاحب کا نام تھا۔ وہ حکومت جو آپ کو قتل کرنا چاہتی تھی جس تاریخ کو اس نے قتل کرنا تھا صرف دس دن پہلے اس حکومت کا ہی خاتمہ ہو گیا۔

یہاں مجھے ایک واقعہ یاد آیا۔ ایک ولی اللہ تھے۔ بازار میں جا رہے تھے۔ تازہ تازہ بارش ہوئی تھی۔ سڑک کیچڑ سے بھری ہوئی تھی۔ سڑک کے کنارے ایک جوڑا بیٹھا تھا۔ آپس میں محوِ گفتگو تھے۔ ان کے چلنے کے نتیجے میں کیچڑ سے ایک چھینٹا اڑا اور اس عورت کے چہرے پہ جا پڑا۔ عاشق کو بڑا غصہ آیا۔ وہ فوراً طیش میں اٹھا اور اس کو تھپڑ مار دیا۔ بیچارے تھپڑ کھا کر چل پڑے۔ تھوڑی دیر گزری ایک آدمی اس ولی اللہ کو ملا اور کہنے لگا مبارک ہو۔ فرمایا کس بات کی؟ اس نے کہا وہ جس نے آپ کو تھپڑ مارا تھا وہ جب خود اٹھ کے چلنے لگا۔ اس کا اپنا پاؤں پھسلا، گردن کے بل نیچے گرا، گردن کا منکا ٹوٹ گیا اور مر گیا۔ آپ نے فرمایا: بھائی اس میں میرا کمال نہیں ہے۔ دو یاروں کی لڑائی تھی۔ اس عورت کے یار کو غصہ آیا اُس نے مجھے مارا۔ جب میرے یار کو غصہ آیا اُس نے اسے مارا۔

کچھ ایسی ہی کیفیت حضرت مولانا سماٹری صاحب کے واقعہ میں دکھائی دیتی ہے۔ کیا پیاری بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

کہتا ہے یہ تو بندۂ عالی جناب ہے
مجھ سے لڑو اگر تمہیں لڑنے کی تاب ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کے افراد کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے‘‘۔ یہ شرط ہے بنیادی۔

’’اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کے لئے سخت غمگین ہو جاتے۔ ......خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 22)

رسالہ ’’الوصیت‘‘ میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہو گے۔ اور ان دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں۔ اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔ اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے تو مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے‘‘۔

فرمایا: ’’تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں۔ یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٔ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلا سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی وہ آخر فتحیاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔‘‘

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 308-309)

☆☆☆

بقیہ: عالمگیر غلبۂ اسلام کی عظیم الشان مہم......

از صفحہ 16

ہیں۔ آپ دعا سے کام لیں تا یہ شیر آپ کے آگے اپنی گردن جھکا دے۔ **ہر مشکل کے وقت دعا کریں اور خط برابر لکھتے رہیں۔** میرا خط جائے یا نہ جائے۔ اب ہر ہفتہ مفصّل خط جس میں سب حال بالتفصیل ہو لکھتے رہیں۔ **اگر کوئی تکلیف ہو تو خدا تعالیٰ سے دعا کریں۔** اگر کوئی بات کرنی ہو اور فوری جواب کی ضرورت ہو خط لکھ کر ڈال دیں اور خاص طور پر دعا کریں۔ تعجب نہ کریں اگر خط کے پہنچتے ہی یا نہ پہنچنے سے پہلے ہی جواب مل جائے۔ خدا کی قدرتیں وسیع اور اس کی طاقت بے انتہا ہے۔

اپنے اندر تصوّف کا رنگ پیدا کریں۔ کم خوردن، کم گفتن، کم خفتن عمدہ نسخہ ہے۔ تہجّد ایک بڑا ہتھیار ہے۔ یورپ کا اثر اس سے محروم رکھتا ہے۔ کیونکہ لوگ ایک بجے سوتے اور آٹھ بجے اٹھتے ہیں۔ آپ عشاء کے ساتھ سو جائیں۔ تبلیغ میں حرج ہوگا لیکن یہ نقصان دوسری طرح خدا تعالیٰ پورا کر دے گا۔ ان کو سننے والے لوگ آپ تک کھنچے چلے آئیں گے۔

چھوٹے چھوٹے گاؤں میں غریبوں اور زمینداروں کو اور محنت پیشہ لوگوں کو جا کر تبلیغ کریں۔ یہ لوگ حق کو جلد قبول کریں گے اور جلد اپنے اندر روحانیت پیدا کریں گے کیونکہ نسبتاً بہت سادہ ہوتے ہیں اور گاؤں کے لوگ حق کو مضبوطی سے قبول کیا کرتے ہیں۔ **کسی چھوٹے گاؤں میں کسی سادہ علاقہ میں لنڈن سے دُور جا کر ایک دو ماہ رہیں اور دعاؤں سے کام لیتے ہوئے تبلیغ کریں۔ پھر اس کا اثر دیکھیں۔** یہ لوگ سختی بھی کریں گے لیکن جب سمجھیں گے، خوب سمجھیں گے۔ **ان کی سختی سے گھبرائیں نہیں۔ بیمار کبھی خوش ہو کر دوا نہیں پیتا۔**

ہمیشہ بڑے کام مجھ سے پوچھ کر کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور ہر ایک شر سے اور وہاں کے بداثر سے محفوظ رکھے۔ اور اعمال صالحہ کی توفیق دے۔ زبان میں اثر پیدا کر دے۔ کامیابی کے ساتھ جائیں۔ کامیابی سے رہیں اور کامیابی سے واپس آئیں۔ ہاں یاد رکھیں کہ اُس ملک میں آزادی بہت ہے۔ بعض خبیث الفطرت لوگ گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف منصوبے کرتے رہتے ہیں۔ ان کے اثر سے خود بچیں اور جہاں تک ہو سکے دوسروں کو بھی بچائیں۔......‘‘

(باقی آئندہ)

بقیہ رپورٹ جلسہ سالانہ یوکے 2014 از صفحہ نمبر 20

حاصل کیا۔ تقریر کے اختتام پر آپ نے کہا کہ یہ ترقی صرف اور صرف خدا کے فضل سے ہوئی ہے اور انشاء اللہ یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔

❁ ...... اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم مولانا عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن کی تھی جس کا عنوان تھا "جماعت کی ترقی خلافت سے وابستہ ہے"۔

مقرر موصوف نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کی رُو سے خلافت کا مقام اور مرتبہ بیان کیا۔ پھر خلافت کے مقام کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ کا یہ حوالہ پیش کیا کہ "تمہاری ترقیات خلافت سے وابستہ ہیں اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اس کو قائم نہ رکھا وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہوگا۔"

فاضل مقرر نے چند ایمان افروز واقعات بھی بیان کئے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ کے افراد خلافت سے کس قدر پیار اور محبت کرتے ہیں حتیٰ کہ جان دینے کے لئے بھی تیار ہیں۔ فاضل مقرر نے کہا کہ 2008ء کے دورۂ افریقہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے گھانا

مکرم مولانا عبدالماجد طاہر صاحب

کے جلسہ گاہ میں بھی قیام فرمایا۔ وہاں تقریباً ایک لاکھ کا مجمع تھا۔ حضور انور اپنی رہائشگاہ کی طرف روانہ ہوتے تو راستہ کے دونوں طرف مرد خواتین اور بچے دیوانہ وار اکھٹے ہوتے حضور کی گاڑی کے ساتھ ساتھ چلتے مسلسل نعرے لگاتے اور خواتین سفید رومال لہرا کر اپنی عقیدت کا اظہار کرتیں۔ ہر ایک کی کوشش تھی کہ اس پیارے آقا کے دیدار کا کوئی لمحہ نصیب ہو جائے۔ حضور بھی اپنا ہاتھ مسلسل ہلا رہے تھے۔ حضور انور کی پیار بھری نگاہیں ان سب کے لئے دلوں کی تسکین کا موجب بن رہی تھیں۔ یہ وہ عظیم الشان انقلاب ہے جو آج رُوئے زمین پر صرف اور صرف خلافت احمدیہ سے وابستہ جماعت میں نظر آتا ہے۔

مقرر موصوف نے کہا کہ ایک صاحب کہنے لگے کہ میں پہلی بار حضور کو دیکھنے کے لئے آیا ہوں اور میرے لئے ناممکن ہے کہ اپنے دل کی اس کیفیت کو بیان کرسکوں۔ کیا یہی وہ روحانی اور پُرنور وجود ہے جسے میں روزانہ ایم ٹی اے پر دیکھتا ہوں۔ کہنے لگے کہ ٹی وی تو وہ نور دکھا ہی نہیں سکتا جو آج میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

مقرر موصوف نے عرب ممالک کے بارہ میں کہا کہ اللہ کے فضل سے خلافت احمدیہ کے اس مبارک دور میں ایک انقلاب برپا ہے، کوئی دن ایسا نہیں آتا جس میں عربوں کی طرف سے بیعتیں نہ ملتی ہوں، ان لوگوں میں ایک کثیر تعداد خلافت سے وابستہ نشانات دیکھ کر قبول احمدیت کی توفیق پا رہی ہے۔

آسٹریلیا میں میلبورن کی ایک تقریب میں چینل 31 کے نمائندہ نے کہا: حضور انور کو دیکھ کر یوں لگ رہا تھا کہ جیسے آج میلبورن میں امن اتر آیا۔ جاپان میں ایک کمیونسٹ پارٹی کے لیڈر کہنے لگے کہ آج میری زندگی کے بہترین دنوں میں سے ایک دن ہے کہ میں نے دنیا کے غیر معمولی مقدس انسان کو دیکھا ہے، ان کا خطاب سنا ہے اور دل اس یقین سے بھر گیا ہے کہ جماعت احمدیہ کے امام اور ان کی تعلیمات میں ہی دنیا کے امن کا راز پنہاں ہے۔

فاضل مقرر نے مخالفین احمدیت کے متعلق کہا کہ جماعت کی ان عظیم الشان ترقیات کو دیکھ کر مخالفین احمدیت اپنے بد ارادوں اور ناپاک منصوبوں میں انتہا تک پہنچے ہوئے ہیں۔ ان مخالفین کو معلوم نہیں کہ ان جیسے سینکڑوں دشمنان احمدیت آئے اور بہت بلند دعوے بھی کئے لیکن خدا نے ان کے نام ونشان مٹا دئیے۔ پس خدا کی تقدیر یہ ہے کہ جو اس چٹان سے ٹکرائے گا وہ پاش پاش ہو جائے گا۔ اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا کہ "جس خلافت کے گرد خدا تعالیٰ کی مدد اور اس کی نصرت پہرہ دے رہی ہے اس خلافت کے قلعے پر تو تمہاری لات اگر پڑے گی تو تمہاری ہڈیاں بھی اس طرح چور چور ہو جائیں گی کہ اس کے ذرے بھی دنیا کو نظر نہیں آئیں گے۔"

مقرر موصوف نے اپنی تقریر کے اختتام پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کا حوالہ دیا کہ "میں بڑے دعویٰ اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں۔ کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں"۔

بعد ازاں مکرم بلال راجہ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی نظم

'ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے'

میں سے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھے۔

❁ ...... آج کی تیسری تقریر مکرم عطاء المجیب صاحب راشد مبلغ انچارج و امام مسجد فضل لندن کی تھی جس کا عنوان تھا 'عائلی زندگی کے بارہ میں اسلامی تعلیمات'۔ فاضل مقرر نے اپنی تقریر کا آغاز سورۃ الفرقان کی آیت 75 کی تلاوت اور اس کے ترجمہ سے کیا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے اس شعر کہ:

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

کے مطابق بتایا کہ تقویٰ ہی عائلی زندگی کا نسخہ کیمیا ہے۔

آپ نے قرآن کریم سے عائلی زندگی کے اصل الاصول کا ذکر کیا کہ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی اے مسلمانو! اپنی بیویوں سے نیک سلوک کرو۔ اس کے ساتھ آپ نے اس قرآنی حکم کے متعلق احادیث بھی پیش کیں۔

دعا کی اہمیت کے بارہ میں آپ نے توجہ دلائی کہ دعا ہی خوشگوار عائلی زندگی کی کلید ہے اور حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کا یہ واقعہ سنایا کہ کسی نے میر صاحبؓ سے سوال کیا کہ کس وجہ سے آپ کو اتنا بڑا اعزاز ملا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے داماد بنے؟ انہوں نے فرمایا کہ جب میری یہ بچی پیدا ہوئی میں نے اس طرح تڑپ کر جس طرح ایک ذبح کیا ہوا جانور تڑپتا ہے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ تو اسے خود سنبھالنا اور اسے ایسا مقام دینا کہ جو نے پہلے کسی کو نہ دیا ہو۔

محترم امام صاحب نے میاں بیوی میں باہمی تعاون اور ان کے حقوق و فرائض کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ خدا کے نزدیک مرد اور عورت کا مقام یکساں ہے لیکن قویٰ مختلف ہیں اور اسی نسبت سے ان کے فرائض مقرر کئے گئے ہیں۔ نیز بتایا کہ قرآنی حکم هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ کے تین معنے ہیں۔ 1۔ میاں بیوی ایک دوسرے کے عیب چھپائیں۔ 2۔ ایک دوسرے کے لئے زینت کا موجب بنیں۔ 3۔ سکھ دکھ کی گھڑیوں میں ایک دوسرے کے کام آئیں۔

آپ نے تربیت اولاد، ماں باپ سے حسن سلوک اور گھریلو زندگی کے بارے میں آنحضرتؐ کا اسوۂ حسنہ بھی

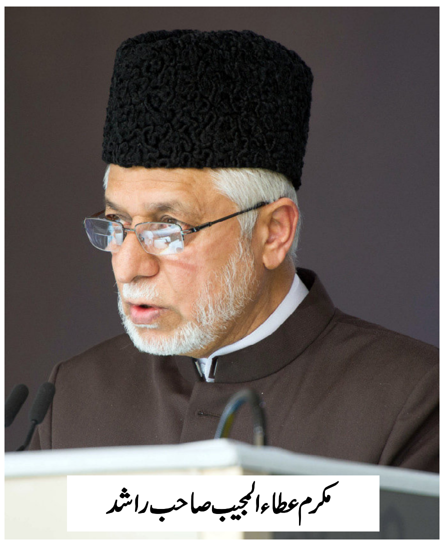

مکرم عطاء المجیب صاحب راشد

بیان کیا۔ اس کے بعد فاضل مقرر نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی عائلی زندگی کے چند نمونے پیش کرتے ہوئے کہا، ایک روز حضرت اماں جانؓ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے مخاطب ہو کر کہا: "میں ہمیشہ دعا کرتی ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھے آپ کا غم نہ دکھائے اور مجھے آپ سے پہلے اٹھا لے"۔ اس پر حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ "اور میں ہمیشہ دعا کرتا ہوں کہ تم میرے بعد زندہ رہو اور میں تم کو سلامت چھوڑ کر جاؤں"

گھروں کو سکون اور آرام کا موجب بنانے کے لئے مختلف طریقوں کا ذکر کرتے ہوئے مقرر موصوف نے کہا کہ ہمیشہ جذبات پر قابو رکھنا چاہیے، قول سدید اختیار کرنا چاہئے، اور طلاق میں جلدی کی ممانعت کو یاد رکھنا چاہئے کیونکہ یہ برائی آج کل بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے۔ اس کے متعلق آپ نے چند واقعات بھی بیان کئے۔

آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی چند نصائح کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ایک موقعہ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "ہر ایک نے اپنے اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔ خدا تعالیٰ کے آگے جب پیش ہونا ہے تو اپنے اعمال کا جواب ہر ایک نے خود دینا ہے۔ اس لئے اس سوچ کے ساتھ ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔"

پھر ایک موقع پر حضور نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ میرے الفاظ میں اثر پیدا کردے کہ اجڑتے ہوئے گھر جنت کا گہوارہ بن جائیں"

اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے مکرم امام صاحب نے فرمایا کہ آج ظلمت وگمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں بھٹکنے والی انسانیت امن کی متلاشی ہے۔ وہ امن ایک فرد کی ذات اور اس کے گھر سے شروع ہو کر رفتہ رفتہ ساری دنیا کو اپنی آغوش میں لے لیتا ہے، پس ضرورت ہے کہ آج احمدی گھرانوں کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جنت نظیر بنا دیا جائے۔ یہی جنتیں ہیں جو بالآخر ساری دنیا کو امن کا گہوارہ بنا دیں گی۔ انشاء اللہ

❁ ...... آج کی صبح کے اجلاس کی تیسری تقریر مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ یوکے نے انگریزی میں کی جس کا عنوان تھا: 'آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غیر مسلموں سے حسن سلوک'۔

فاضل مقرر نے اپنی تقریر کے آغاز میں یہ حدیث شریف بیان کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی مسلمان ملک میں رہنے والے کسی غیر مسلم کے حقوق غصب کئے یا اس پر ایسا بوجھ ڈالا جو وہ اٹھا نہیں سکتا یا یہ کہ وہ اس کی اجازت کے بغیر اس کی کوئی چیز لے گا تو قیامت کے دن میں اس مسلمان کے ساتھ جنگ کروں گا۔ (ابوداؤد)

مکرم امیر صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے غیر مسلموں سے حسن سلوک کے کئی واقعات بیان کئے۔

آپ نے بیان کیا کہ جنگ بدر کی معجزانہ فتح کے بعد قیدیوں کی ایک بڑی تعداد مسلمانوں کے ہاتھ آئی۔ آنحضرتؐ کے حکم کے تحت ان قیدیوں کو بڑے اچھے سلوک کے ساتھ رکھا گیا اور یہ بھی فرمایا کہ ان سے مہربانی اور عزت سے پیش آو۔

ایک عیسائی وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا دوران گفتگو نماز ظہر و عصر کا وقت آیا آنحضرتؐ نے مسجد نبوی میں صحابہ کے ہمراہ نماز ادا کی، جب ان عیسائیوں کی عبادت کرنے کا وقت آیا تو آپؐ نے ان کو اجازت دی کہ

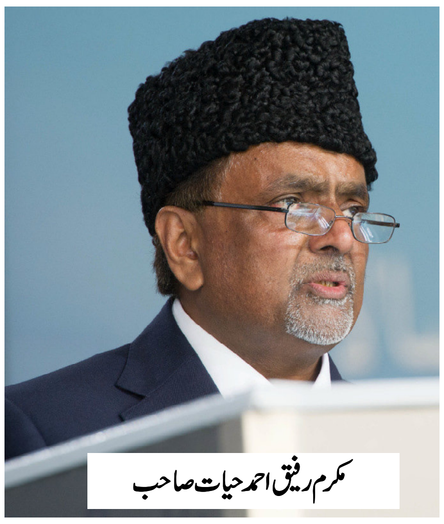

مکرم رفیق احمد حیات صاحب

وہ مسجد نبوی میں ہی اپنی عبادت کرلیں انہوں نے مشرق کی طرف منہ کر کے عبادت کرنی شروع کی تو آپؐ نے سب مسلمانوں کو ہدایت دی کہ انہیں بغیر کسی رکاوٹ کے چھوڑ دیں۔ غیر مسلموں سے آنحضرتؐ کے حسن سلوک کا یہ ایک بہت عظیم نمونہ ہے۔

فتح مکہ کے موقعہ پر کفار مکہ کے ساتھ معافی اور نرم دلی کے سلوک کا واقعہ بیان کرتے ہوئے مقرر موصوف نے کہا کہ آپؐ مکہ میں داخل ہوئے اور ایک مختصر تقریر کے بعد آپ کفار مکہ کو مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ اے قریش! میں تمہارے ساتھ کس طرح کا سلوک کروں؟ انہوں نے کہا نرمی اور نیکی کا۔ آپؐ نے فرمایا میں اسی طرح تمہارے ساتھ سلوک کروں گا جس طرح یوسف نے اپنے بھائیوں سے کیا، آج کے دن آپ پر کوئی ملامت نہیں ہوگی، اللہ بہت مہربان ہے اور وہ بھی تمہیں بخش دے گا۔ مقرر موصوف نے کہا کہ کفار مکہ سے انتہائی ظلم وستم سہہ کر آپؐ نے ان سے انتہائی نرمی اور مہربانی کا سلوک کیا۔ آپ نے اپنی تقریر کو ان قرآنی الفاظ پر ختم کیا کہ اے مومنو! اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ درود اور سلام بھیجتے رہو۔

عالمی بیعت

جلسہ سالانہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں اس سال کے دوران جماعتِ احمدیہ میں شامل ہونے والے لاکھوں افراد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت اور دنیا بھر کے کونوں میں بسنے والے احمدی تجدید عہد وفا کرتے ہیں۔ اس روح پرور تقریب کا 'عالمی بیعت' کے نام سے ذکر کیا جاتا ہے۔

31/اگست 2014ء کو دوپہر ایک بجے عالمی بیعت کی تقریب کی تیاری شروع ہوئی۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت امام الزمان مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سبز کوٹ زیبِ تن کیے جلسہ گاہ میں تشریف لائے جہاں دنیا بھر کی مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے احمدی اور نو احمدی احباب بڑے نظم و ضبط کے ساتھ قطار در قطار انسانی زنجیر کے ذریعے اپنے امام کے ہاتھ پر 'بیعت' کرنے کے منتظر تھے۔ جبکہ متعدد مہمانان و میڈیا سے تعلق رکھنے والے افراد اس نظارے کو دیکھنے کے لئے موجود تھے۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تشریف آوری کے بعد عالمی بیعت کی ایمان افروز تقریب عمل میں آئی۔ امسال اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی خاص نصرت و تائید کی بدولت ایک سو دَس (110) ممالک کی چار سو چھبیس (426) قوموں سے تعلق رکھنے والے پانچ لاکھ پچپن ہزار دو سو پینتیس (555235) افراد نے احمدیت میں شمولیت اختیار کر کے حقیقی اسلام قبول کرنے کی سعادت پائی۔ الحمدللہ۔ یہ تعداد گزشتہ سال جماعتِ احمدیہ مسلمہ میں شامل ہونے والے افراد سے زیادہ تھی۔ امسال پہلے دور میں حضورِ انور ایدہ اللہ نے اوّلاً انگریزی زبان میں بیعت لی۔ حضورِ انور انگریزی زبان میں بیعت کے الفاظ دہراتے اور پھر مترجمین اپنی اپنی زبانوں میں اس کا ترجمہ دہرا دیتے۔ ایک دفعہ بیعت کے مکمّل ہوجانے پر حضورِ انور نے اردو زبان بولنے اور سمجھنے والوں کے لئے ازراہِ شفقت بیعت کے تمام الفاظ اردو زبان میں بھی دہرائے۔ اس کے بعد حضورِ انور کی اقتدا میں سب حاضرین نے سجدہ شکر ادا کیا اور نہایت الحاح سے دعائیں کیں۔ اس بیعت میں جلسہ گاہ میں موجود تیس ہزار سے زائد افراد نے براہِ راست جبکہ دنیا بھر میں موجود کروڑوں احمدیوں نے بذریعہ ایم ٹی اے شمولیت اختیار کی۔

اس کے بعد حضورِ انور نے نماز ظہر و عصر ڈیڑھ بجے پڑھائیں۔

جلسہ کا آخری اجلاس تین بجے بعد دوپہر محترم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ یوکے کی صدارت میں شروع ہوا۔ اجلاس کا آغاز تلاوت کریم سے ہوا جو مکرم ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی صاحب نائب افسر جلسہ گاہ نے کی۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے جلسہ میں شامل ہونے والے بعض خصوصی مہمانوں کو یکے بعد دیگرے خطاب کی دعوت دی۔ ان مہمانوں میں Cllr. Graham Hill , Mayor of Alton، Councillor Liz Wheatly Mayor of Waverly، Kevin Hurely: Police and Crime commissioner for Surrey، Ms.Satindar Kaur Taunque OBE (سکھ خاتون) Prince Taylor: Ambassador of Liberia, Mayor، Darrel Bradley، Mr. Moustafa Alaibegovic from Kazakhstan، Major (Retired) Albert Donchebie Mr. Representative of Ghana TV، Rami Ranger Chairman of UK Pakistan IndiaForum، بینن کے سابق وزیر کے نمائندہ شامل ہیں۔

مہمانوں کی تقاریر کے دوران ہی حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اختتامی اجلاس کے لیے ساڑھے چار بجے جلسہ گاہ میں رونق افروز ہوئے۔ جن خوش نصیب مہمانوں نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی موجودگی میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ان میں Nicholas Dakin: MP Scunthorpe، Mary Macleod MP، Lord Tariq BT۔ Hon.Edward Davey MP، شامل ہیں۔

مقررین نے جماعتِ احمدیہ کے اسلام کی حقیقی تعلیم کے پرچار کو سراہا اور اس بات کو برملا تسلیم کیا کہ جماعتِ احمدیہ اسلام میں بیان فرمودہ امن و آشتی و باہمی رواداری، برداشت، محبت، بھائی چارے، بے لوث خدمتِ خلق اور یگانگت پر مشتمل اسلامی تعلیمات کا جیتی جاگتی تصویر ہیں۔ حال ہی میں ہونے والے افسوسناک سانحہ گوجرانوالہ کی مذمّت کی اور اس مشکل وقت میں جماعت کی طرف سے صبر، تحمل اور ضبط کا نمونہ پیش کرنے پر تعریف کی۔ مقررین نے جلسہ سالانہ کے موقع پر جماعتِ احمدیہ کی طرف سے کی جانے والی مہمان نوازی کی تعریف کی۔

وزیرِاعظم برطانیہ جناب ڈیوڈ کیمرون کا پیغام:

برطانوی ہاؤس آف لارڈز کے ممبر لارڈ طارق بی ٹی نے وزیراعظم برطانیہ کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ جناب وزیراعظم برطانیہ نے لکھا:

میں تمام احمدیوں کو اس جلسہ کے موقعہ پر دلی مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں اور اس بات کی بھی مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ لوگ تین دن کے لئے مختلف ممالک سے اس لئے آئے ہیں کہ دنیا میں امن قائم ہو۔ اسی طرح میں حضرت امیر المومنین کو احمدیت کی 125 سالہ جوبلی کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آپ کی جماعت سالہا سال سے مسلسل قیامِ امن کے لئے جدوجہد کر رہی ہے اور مختلف مذاہب کے درمیان امن اور بھائی چارے کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

صدرِ مملکت سیرالیون کا پیغام:

مکرم جمال الدین صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ سیرالیون نے صدرِ مملکت سیرالیون جناب Ernest Bai Koroma کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ آپ نے اپنے پیغام میں کہا:

'مَیں آپ سب کو اس جلسہ کے انعقاد کی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ آپ کی جماعت سیرالیون میں بہت زبردست خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ آپ سب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کی جماعت نے تعلیم، صحت، پانی، بجلی اور خوراک مہیا کرنے میں ہمارے بہت مدد کی ہے، اور Ebola کی وبا کے علاج معالجے کے لئے بھی امداد بھجوائی ہے۔ اس پر مَیں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔' اس کے علاوہ جلسہ سالانہ کے لئے انگلستان کے نائب وزیراعظم کا پیغام بھی پڑھ کر سنایا گیا۔

جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس کی کارروائی:

معزز مہمانوں کے خطابات کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم فیروز عالم صاحب کو تلاوت قرآن کریم کے لئے بلایا۔ انہوں نے سورۃ آل عمران کی چند آیات 191 تا 196 کی تلاوت کی اور ان کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم مرتضیٰ منان صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاکیزہ منظوم کلام:

'کس قدر ظاہر ہے نور اُس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالَم آئینہ ابصار کا'

سے چنیدہ اشعار ترنم کے ساتھ پیش کیے۔

تقسیمِ انعامات

ازاں بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے محترم نعمان حنیف راجہ صاحب سیکرٹری تعلیم جماعتِ احمدیہ یوکے نے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء کے نام پڑھے۔ ان خوش نصیب طلباء نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے براہِ راست اسنادِ امتیاز اور گولڈ میڈلز حاصل کرنے کی سعادت پائی۔ ان طلباء کے نام ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

دانیال مرزا صاحب، حارث احمد صاحب، سید اسماعیل احمد صاحب، رضوان محمد صاحب، سلمان ناصر بٹر صاحب، فواد احمد صاحب، مباسل چوہدری صاحب،

عالمی بیعت کا ایک خوبصورت منظر

سہراب احمد سید صاحب، دانیال چوہدری صاحب، علی طارق صاحب، اظہر احمد باجوہ صاحب، اسامہ سردار صاحب، شاہ میر میرانی بلوچ صاحب، تیمور احمد خان پاشا صاحب، عزیز الرحمٰن ناصر صاحب، محسن ظفر صاحب، فہیم ملک صاحب، اسامہ حامد صاحب، حامد بٹر صاحب، شاہزیب الٰہی صاحب، صیب منصور صاحب، دامیر رفیع صاحب، علی زہیر گوندل صاحب، عبدالغالب خان صاحب، مصور حیات صاحب، شاہ زیب احمد صاحب، عبدالرافع ظفر صاحب، مبارک وسیم صاحب، چوہدری سعادت اللہ واہلہ صاحب، ڈاکٹر ثاقب گھمن صاحب، طارق حامد صاحب، محمد احمد صاحب، مشرف نوید خان، احسان احمد، طیب احمد منصور صاحب، راشد احمد وڑائچ صاحب، صباح الدین عرفان صاحب، جری اللہ مجید صاحب، شمشیر علی شیخ علی بخش صاحب، طلحہ بشیر صاحب، اطہر احمد باجوہ صاحب، عدیل گیلانی صاحب، جعفر حسین صاحب، مولانا ابراہیم نونن صاحب، رضوان صدیق صاحب، ارباز حمید صاحب، نعیم اللہ فرخ حمید صاحب، حارث محمود صاحب، مولانا علیم محمود صاحب، محمد اطہر کاہلوں صاحب، ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب جبکہ اسامہ ابدال صاحب نے جویریہ ابدال ربانی صاحب کا انعام وصول کیا۔

اس کے بعد محترم ہادی علی چوہدری صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا نے جامعہ احمدیہ کینیڈا سے اس سال فارغ التحصیل ہونے والے درج ذیل آٹھ مربیان سلسلہ کے نام باری باری پڑھے اور ان خوش نصیبوں کو بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسناد کامیابی عطا فرمائیں:

سید رضا احمد شاہ صاحب، فہد احمد خواجہ صاحب، عدنان حیدر صاحب، اظہر احمد گورایہ صاحب، شاہ رخ رضوان عابد صاحب، عبدالنور باطن صاحب اور عبدالنور عابد صاحب۔ آٹھویں طالبعلم انعام الرحمٰن صاحب کی نمائندگی میں محترم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ کینیڈا نے سند وصول پائی۔ انعام الرحمٰن صاحب ویزانہ ہونے کے باعث اس موقع پر حاضر نہ ہوسکے تھے۔

عالمی انعام برائے امن

بعد ازاں محترم امیر صاحب یوکے نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے اس سال جماعتِ احمدیہ یوکے کی جانب سے دیے جانے والے 'عالمی انعام برائے امن' کا اعلان کیا۔ امسال یہ انعام یونیورسٹی آف ارلاغن، نیورنبرگ جرمنی (University of Erlangen-Nürnberg) سے تعلق رکھنے والے پروفیسر آف ہیومن رائٹس اینڈ ہیومن رائٹس پولیٹکس مسٹر ہائنر بیلفیلڈ (Heiner Bielefeldt) کو دیا جا رہا ہے۔ آپ نے عورتوں کے حقوق اور ان کی فلاح و بہبود کے متعلق بہت کام کیا اور ان کے Human Rights کے حوالہ سے بہت سے مضامین شائع ہوئے ہیں۔ یہ انعام انہیں پیس کانفرنس یوکے 2015ء کے موقع پر پیش کیا جائے گا۔

اس اعلان کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔

حضور انور کا اختتامی خطاب

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سے اختتامی خطاب میں نے فرمایا کہ مذہب پر اعتراض کرنے والے اپنے آپ کو صرف مذہب پر اعتراض کی حد تک محدود نہیں رکھتے بلکہ خدا تعالیٰ کی ذات پر بھی اعتراض کرتے ہیں۔ اس زمانہ میں یہ اعتراض بہت شدت سے کیا جاتا ہے اور اس ضمن میں بہت ساری کتابیں بھی لکھی جارہی ہیں اور آجکل اپنی بات پہنچانے کا کام الیکٹرانک ذرائع سے اور بھی آسان ہوگیا ہے اس کی وجہ سے ایک بات جو لوگوں تک پہنچنے میں ایک عرصہ لیتی تھی اب وہی بات بہت کم عرصہ میں لوگوں تک پہنچ جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے دنیا میں مذہب سے دُوری پیدا ہوگئی ہے۔ بہت سے لوگ مذہب کو صرف قصے کہانیاں ہی تصور کرتے ہیں۔ بلکہ اعتراض کرنے والوں نے انبیاء کو بھی نہیں چھوڑا کہ وہ بھی اپنے مفاد کی خاطر اَن پڑھ لوگوں کو اپنے پیچھے چلاتے رہے کہ اب ترقی یافتہ دور میں اس کی ضرورت نہیں۔ بعض پڑھے لکھے لوگ بھی کہتے ہیں کہ آج کے ترقی یافتہ سائنسی دور میں مذہب کا کوئی فائدہ نہیں۔

حضور انور نے فرمایا آج احمدی ہی ہیں جو مذہب کی پوری حقیقت سے آگاہ ہیں اور اس چیز کا پرچار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی بھی صفت کبھی بھی معطل نہیں ہوئی۔ جہاں قرآن شریف میں گزشتہ تاریخ کا ذکر آتا ہے وہاں موجودہ سائنس کا بھی ذکر ملتا ہے۔ اسلام کا خدا اب بھی زندہ ہے جیسے پہلے زندہ تھا۔ اب بھی بولتا ہے جیسے پہلے بولتا تھا۔ پس ہم احمدی خوش قسمت ہیں جنہوں نے مسیح موعود کو مانا ہے اور مذہب کی حقیقت کو جانا ہے۔ ہمیں یہ اعتراضات فکر میں نہیں ڈالتے۔ ہمیں تو حضرت مسیح موعود نے بتایا ہے کہ مذہب اور سائنس ایک ہی چیز ہیں اور سائنس جتنا بھی عروج پکڑ جائے قرآن کی تعلیم اور اصول اسلام کو ہرگز ہرگز نہیں جھٹلا سکے گی۔

حضور انور نے اس اعتراض کا بھی ذکر فرمایا کہ گویا مذہب لوگوں کی تباہی کا موجب ہے اور خدا نے بہت سی قوموں کو عذاب دے کر مارا جیسا کہ مذہبی کتب میں اس کا ذکر ملتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اعتراض کرنے والے سے پوچھا جائے کہ تمہاری سائنس نے تو اس سے زیادہ خون بہایا ہے۔ سائنس نے جو زہریلی گیسیں اور مواد بنایا ہے وہ تو صرف موت ہی موت ہیں۔ کیا انہوں نے دوسری جنگ عظیم کا حال نہیں دیکھا جس میں انہی ایجادات کی وجہ سے 60 سے 70 ملین لوگ مر گئے۔ کیا یہ مذہبی جنگ تھی؟ مذہب مارتا نہیں بلکہ تنبیہ کرتا ہے کہ سلامتی قائم کرو، آپس میں بھلائی سے پیش آؤ۔ اگر انسان نے خون بہایا ہے تو اپنے مفاد کی خاطر، آفتوں سے گزرنا پڑا ہے تو غیر معمولی ظلموں کی وجہ سے۔ اگر فرض کرلیا جائے کہ مذہب اور خدا نہیں ہیں تو کیا یہ زلزلے اور سیلاب رک جائیں گے۔ اگر نہیں تو یہ مذہب کے خلاف لکھنے والے کس کھاتہ میں جائیں گے۔ خدا تو اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اگر تم میرے حکموں پر چلو تو یہ آفات ٹل سکتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا گزشتہ صدی میں اللہ نے اپنے فرستادہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا۔ اس فرستادہ نے لوگوں سے کہا کہ اگر تم اپنی حالتوں کو نہیں بدلو گے تو تم پر زلزلے بھی آئیں گے اور اگر ظلموں میں بڑھتے گئے تو طاعون کی وبا بھی پھیلے گی۔ پس اپنی حالتوں کو سنوارو۔ جنہوں نے خدا کے اس فرستادہ کی آواز پر لبیک کہا وہ سب ان سے محفوظ رہے۔ پس ہمیں تو خدا کے ان پیاروں کا شکر گزار ہونا چاہیئے کہ وہ ہمیں آئندہ آنے والی آفات سے آگاہ کردیتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ خدا کے پیارے تو مصیبت کے وقت اپنے خدا سے گریہ وزاری کرتے ہیں اور اس مصیبت کے کم ہونے کی دعا کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کے ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور کو رات کے وقت اس قدر روتے دیکھا کہ جیسے ہنڈیا ابل رہی ہو اور آپ دعا کر رہے تھے کہ اے خدا ان کو اس عذاب سے بچالے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود سے ایک سوال کرنے والے نے پوچھا کہ مذہب کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مذہب کیا ہے وہی راہ ہے جس کو انسان اپنے لئے اختیار کرتا ہے۔ مذہب تو ہر شخص کو رکھنا پڑتا ہے۔ لامذہب انسان جو خدا کو نہیں مانتا اس کو بھی ایک راہ اختیار کرنی پڑتی ہے اور جو بھی رستہ تم اختیار کرو گے وہ مذہب ہے۔ مگر امر غور طلب یہ ہونا چاہیئے کہ جو راہ اختیار کی ہے کیا وہ راہ وہی ہے جس پر چل کر سچی استقامت، دائمی راحت اور نہ ختم ہونے والا اطمینان مل سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں مذہب کا خلاصہ دو ہی باتیں ہیں یعنی حق اللہ اور حق العباد۔ حق اللہ یعنی اس کو کس طرح ماننا چاہیئے اور کس طرح اس کی عبادت کرنی چاہیئے۔ دوسرے بندوں کے حقوق کہ اس کے بندوں کے ساتھ کیسی ہمدردی اور مؤاخات کرنی چاہیئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود نے مذہب کی غرض و غایت کو بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں وہ مذہب کس کام کا مذہب ہے جو زندہ خدا کا پرستار نہیں۔ ایسا مذہب ایک مردے کا جنازہ ہے جو صرف دوسروں کے سہارے سے چل رہا ہے، سہارا الگ ہوا تو وہ زمین پر گرا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مذہب کے اختیار کرنے کی اصل غرض یہ بیان کی ہے کہ تا وہ خدا جو سرچشمہ نجات کا ہے اس پر ایسا کامل یقین آجائے کہ گویا اس کو آنکھ سے دیکھا جائے۔ یہ یقین پیدا کرنا مذہب کا کام ہے۔ پس سب سے مقدم کام انسان کا یہ ہے کہ خدا پر یقین حاصل کرے۔ یہ یقین خدا پر اس کے ساتھ مکالمے اور خارق عادت نشانات سے آتا ہے یا ایسے شخص کی صحبت میں رہے جو اس درجہ تک پہنچ گیا ہو۔

پس مذہب کی غرض یہی ہے کہ انسان اپنے آپ کو ہر ایک بدی سے پاک کرکے اس لائق بنائے کہ اس کی روح ہروقت خدا کے آستانہ پر گری رہے۔ یقین اور محبت اور معرفت اور صدق اور وفا سے بھر جائے اور اس میں ایک خالص تبدیلی پیدا ہو تا کہ اسی زندگی میں اسے بہشتی زندگی حاصل ہو۔ حضرت مسیح پاک مذہب کی غرض ایک جگہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ مذہب تو اس لئے ہوتا ہے کہ اخلاق وسیع ہوں۔ جیسے خدا کے اخلاق وسیع ہیں۔ کوئی ہزار گالیاں اسے دے وہ اس پر پتھر نہیں برساتا۔ پس اسی طرح حقیقی مذہب والا تنگ ظرف نہیں ہوسکتا۔

اسلام اپنے ماننے والوں سے کیا تقاضا کرتا ہے؟ اس بارے میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

واضح ہو کہ لغت عرب میں اسلام اس کو کہتے ہیں کہ بطور پیشگی ایک چیز کا مول دیا جائے اور یہ کہ کسی کو اپنا کام سونپے اور یا یہ کہ صلح کے طالب ہوں۔ اصطلاحی معنوں میں اس کے معنی ہیں جو خدا کی راہ میں اپنے تمام وجود کو سونپ دے۔ اسلام صرف قصے کہانیاں نہیں ہے بلکہ اسلام کہتا ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے سے زندہ تعلق پیدا کرو۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ اسلام کا خدا کسی پر اپنے فیض کا دروازہ بند نہیں کرتا بلکہ دونوں ہاتھ پھیلا رہا ہے کہ میری طرف آؤ اور جو لوگ اس کی طرف دوڑتے ہیں وہ اس کے لئے دروازہ کھولتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں زندگی بخش مذہب کی علامات کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ سچا مذہب وہی ہے جس کے ساتھ سچا نمونہ ہو۔ سچے مذہب کی یہی نشانی ہے۔ اس زندہ خدا کے نمونے اور نشان اس مذہب میں تازہ بتازہ موجود ہوں۔ پہلے انبیاء ایک خاص قوم وملّت کے لئے آیا کرتے تھے۔ اس لئے ان کی تعلیم وہیں تک تھی لیکن اللہ نے فرمایا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ یعنی آج میں نے دین کو مکمل کردیا۔ پس اسلام تمام مسائل کا حل ہے اور تمام ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج آنحضورؐ کے غلام صادق کے ماننے والوں کا کام ہے کہ جس توحید اور مذہب کو پھیلانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے وہ مذہب آج بھی زندہ ہے، آج بھی زندہ خدا سے تعلق جڑواتا ہے وہ مذہب جس نے آخرین میں رسول بھیج کر پہلوں سے ملا دیا ہے، وہ مذہب جس نے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم کرکے مومنین کے خوف کو امن میں بدل دیا ہے۔ اس پیغام کو دنیا تک پہنچائیں اور ان معترضین کے منہ بند کر دیں۔ انہیں بتا دیں کہ خارق عادت کوئی پرانے معجزے نہیں۔ آج بھی اس کے فضلوں کے نشانات جماعت احمدیہ دکھا سکتی ہے اور دکھاتی ہے۔ دنیا کو بتا دیں کہ اسلام ہی دنیا کی بقا کا ذریعہ ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی امن کے ضامن ہیں۔ اس اہم فریضہ کی تکمیل کے لئے اپنی جان مال کی قربانی کے معیاروں کو بلند کرتے ہوئے اپنی تمام استعدادیں بروئے کار لائیں۔ اپنی دعاؤں کو بھی انتہا تک پہنچا دیں اور رُوئے زمین پر ایک ہی مذہب ہو ایک ہی رسول ہو اور ایک خدا ہو جو واحد و یگانہ ہے اور اس کی پرستش کی جاتی ہو۔ خدا ہمیں اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق دے۔ آمین

آخر پر حضور انور نے امّت اور دنیا کی بہتری کے لئے دعا کی تحریک کی۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔

دعا کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ جلسہ کی حاضری 33 ہزار 270 ہے جو گزشتہ سال سے 2 ہزار زیادہ ہے۔

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس خطاب کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل کی کسی آئندہ اشاعت میں شائع کیا جائے گا۔ انشاءاللہ)

اس کے بعد حضورِ انور ازراہِ شفقت کچھ دیر اسٹیج پر رونق افروز رہے اور مختلف ممالک اور تنظیموں کے نمائندہ گروپس خلافتِ احمدیہ سے اپنی وفا کا اظہار کرنے کے لئے دلفریب انداز میں نظمیں اور ترانے پیش کرتے رہے۔ اس کے بعد حضور انور السلام علیکم کہہ کر اپنے عشاق کے نعروں کی گونج میں مارکی سے اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

حضورِ انور نے وہاں مختلف ممالک سے تشریف لانے والے وفود سے ملاقاتیں کیں اور پھر کچھ دیر بعد نمازِ مغرب وعشاء پڑھانے کے لیے دوبارہ جلسہ گاہ تشریف لے گئے۔

جلسہ سالانہ کے تینوں دن حدیقۃ المہدی میں بابرکت قیام کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مؤرخہ 31/اگست 2014ء کی رات مسجد فضل لندن واپس تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

☆☆..........☆..........☆☆

عالمگیر غلبۂ اسلام کی عظیم الشان آسمانی مہم

قرآن وحدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاءِ کرام کی تحریرات وفرمودات کی روشنی میں

نصیر احمد قمر

چھٹی قسط

ہمارے سیّد ومولا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے موعود مسیح ومہدی علیہ السلام کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ یُحْیِ الدِّیْنَ وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ۔ چنانچہ آپ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق وہ موعود ومبارک وجود حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی صورت میں ظاہر ہوا اور احیاءِ دین اور عالمگیر غلبۂ اسلام کی عظیم الشان مہم کا آغاز ہوا۔ اس کے لئے جہاں حضور علیہ السلام نے علمی دلائل اور آسمانی وزمینی نشانات اور اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے زبردست معجزات سے اس مہم کو آگے بڑھایا وہاں آپ نے احیاءِ اسلام اور اشاعت اسلام کے لئے مختلف مواقع پر نہایت اہم اور زرّیں ہدایات سے بھی اپنی جماعت کو نوازا۔ اور آپؑ کی وفات کے بعد آپؑ کے مقدس خلفاء کی سیادت میں یہ مہم آگے بڑھتی چلی گئی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کی کامیابیوں کا سلسلہ مسلسل جاری ہے۔ خلفائے مسیح موعود میں سے ہر خلیفہ نے زمانے کے حالات اور وقت کے تقاضوں کے مطابق خدا تعالیٰ کی رہنمائی سے مختلف اقدامات کئے۔ دنیا بھر میں مشنز کے اجراء کے ساتھ ساتھ مبلّغین سلسلہ کی ہر قدم پر رہنمائی فرمائی اور آج بھی ہمیں خلافت کی یہ عظیم نعمت اور اس کی برکات حاصل ہیں۔ خلفائے مسیح موعود علیہ السلام کی نہ صرف مبلغین اور نظام جماعت میں مختلف عہدوں پر فائز افراد جماعت کو بلکہ تمام افراد جماعت کو مختلف مواقع پر دی گئی ہدایات اور نصائح کا ایک وسیع خزانہ جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ایک نہایت قیمتی اثاثہ ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ دنیا بھر میں جماعتی ترقیات اور کامیابیاں خلفائے مسیح موعودؑ کی رہنمائی اور ان کے ارشادات کی تعمیل ہی کا شیریں ثمر ہیں۔

ذیل میں حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ان نصائح کا ایک حصہ ہدیۂ قارئین ہے جو آپ نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرما کر حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب بی اے بی ٹی کو بغرض تبلیغ ولایت جاتے وقت تحریر فرمائیں اور اخبار الفضل قادیان دارالامان 14ستمبر 1915ء میں صفحہ 4و5 پر شائع شدہ ہیں۔ یہ ہدایات آج بھی نہ صرف برطانیہ اور یورپ وامریکہ بلکہ دنیا بھر کے مبلغین اور داعیان الی اللہ کے لئے مشعل راہ ہیں۔

....

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی نصائح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب کو تحریر فرمایا:

”......مَیں آپ کو اس خدا کے جو ایک اور صرف ایک ہی خدا ہے، نہ جس کا بیٹا نہ جورو، سپرد کرتا ہوں۔ وہ آپ کا حافظ ہو۔ ناصر ہو۔ نگہبان ہو۔ ہادی ہو۔ معلّم ہو۔ رہبر ہو۔ اَللّٰھُمَّ آمین۔ ثُمَّ آمین۔

آپ جس کام کے لئے جاتے ہیں وہ بہت بڑا کام ہے بلکہ انسان کا کام ہی نہیں خدا کا کام ہے۔ کیونکہ دلوں پر قبضہ سوائے خدا کے اَور کسی کا نہیں۔ دلوں کی اصلاح اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ پس ہر وقت اس پر بھروسہ رکھیں اور کبھی نہ خیال کریں کہ مَیں بھی کچھ کر سکتا ہوں۔

دل محبت الٰہی سے پُر ہو اور تکبّر اور فخر پاس بھی نہ آئے۔ جب کسی دشمن سے مقابلہ ہو اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے آگے گرا دیں۔ اور دل سے اس بات کو بالکل نکال دیں کہ آپ جواب دیں گے بلکہ اس وقت یقین کر لیں کہ آپ کو کچھ نہیں آتا۔ اپنے سب علم کو بھلا دیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یقین کر لیں کہ آپ کے ساتھ خدا ہے وہ خود آپ کو سب کچھ سکھائے گا۔ دعا کریں اور ایک منٹ کے لئے بھی خیال نہ کریں کہ آپ دشمن سے زیر ہو جائیں گے بلکہ تسلّی رکھیں کہ فتح آپ کی ہوگی۔ اور پھر ساتھ ہی خدا تعالیٰ کے غِنیٰ پر نظر رکھیں۔

خوب یاد رکھیں کہ وہ جو اپنے علم پر گھمنڈ کرتا ہے وہ دین الٰہی کی خدمت کرتے وقت ذلیل کیا جاتا ہے اور اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ لیکن ساتھ ہی وہ جو خدمت دین کے وقت دشمن کے رعب میں آتا ہے خدا تعالیٰ اس کی بھی مدد نہیں کرتا۔ نہ تو گھمنڈ ہو۔ نہ فخر نہ گھبراہٹ ہو نہ خوف۔ متواضع اور یقین سے پُر دل کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کریں۔ پھر کوئی دشمن اللہ تعالیٰ کی نصرت کی وجہ سے آپ پر غالب نہ آسکے گا۔ اگر کسی ایسے سوال کے متعلق بھی آپ کا مخالف آپ سے دریافت کرے گا جو آپ کو نہیں معلوم تو بھی خدا کے فرشتے آپ کی زبان پر حق جاری کریں گے اور الہام کے ذریعہ سے آپ کو علم دیا جائے گا۔ یہ یقینی اور سچی بات ہے اس میں ہرگز شک نہ کریں۔

آپ جس دشمن کے مقابلہ کے لئے جاتے ہیں وہ وہ دشمن ہے کہ تین سو سال سے بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ سے اسلام کی لہروں نے اس سے سر ٹکرایا ہے۔ لیکن سوائے اس کے کہ واپس دھکیلی گئیں، کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ اس دشمن نے اسلام کے قلعے ایک ایک کر کے فتح کر لئے ہیں۔ پس بہت ہوشیاری کی بات ہے لیکن مایوسی کی نہیں۔ **کیونکہ جس اسلام کو اس نے زیر کیا ہے وہ حقیقی اسلام نہ تھا بلکہ اس کا ایک مجسّمہ تھا۔** اور اس میں کیا شک ہے کہ رستم کے مجسمہ کو بھی ایک بچہ دھکیل سکتا ہے۔ **آپ حقیقی اسلام کے حربہ سے اُن پر حملہ آور ہوں وہ خود بخود بھاگنے لگے گا۔**

یورپ اس وقت مادیات میں گھرا ہوا ہے۔ دنیاوی علوم کا خزانہ ہے۔ سائنس کا دلدادہ ہے۔ اسے گھمنڈ ہے کہ جو اس کا خیال ہے وہی تہذیب ہے اور اس کے سوا جو کچھ ہے بدتہذیبی ہے، وحشت ہے۔ اس کے علم کو دیکھ کر لوگ اس کے اس دعویٰ سے ڈر جاتے ہیں اور اس کے رعب میں آجاتے ہیں حالانکہ **یورپ کے علوم اس علم کا مقابلہ نہیں کر سکتے جو قرآن کریم میں ہے۔** اس کے علوم روزانہ بدلنے والے ہیں۔ اور قرآن کریم کی پیش کردہ صداقتیں نہ بدلنے والی صداقتیں ہیں۔ پس ایک مسلم جو قرآن پر ایمان رکھتا ہو ایک سیکنڈ کے لئے بھی ان کے رعب میں نہیں آسکتا۔ اور جب وہ قرآن کریم کی عینک لگا کر ان کی تہذیب کا مطالعہ کرتا ہے تو وہ تہذیب درحقیقت بدتہذیبی نظر آتی ہے۔ اور چمکنے والے موتی سیپ کی ہڈیوں سے زیادہ قیمتی ثابت نہیں ہوتے۔ پس اس بات کو خوب یاد رکھیں۔ **اور یورپ کے علوم سے گھبرائیں نہیں۔ جب ان کی عظمت دل پر اثر کرنے لگے تو قرآن کریم اور کتب حضرت مسیح موعودؑ کا مطالعہ کریں۔ ان میں آپ کو وہ علوم ملیں گے کہ وہ اثر جاتا رہے گا۔**

آپ اس بات کو خوب یاد رکھیں کہ یورپ کو فتح کرنے جاتے ہیں نہ کہ مفتوح ہونے۔ اس کے دعووں سے ڈریں نہیں کہ ان کے دعووں کے نیچے کوئی دلیل پوشیدہ نہیں۔ یورپ کی ہوا کے آگے نہ گریں **بلکہ اہل یورپ کو اسلامی تہذیب کی طرف لانے کی کوشش کریں۔** مگر یاد رکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے: بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوا یعنی لوگوں کو بشارت دینا، ڈرانا نہیں۔

ہر ایک بات نرمی سے ہونی چاہئے۔ میرا اس سے یہ مطلب نہیں کہ صداقت کو چھپائیں۔ اگر آپ ایسا کریں تو یہ اپنے کام کو تباہ کرنے کے برابر ہوگا۔ **حق کے اظہار سے کبھی نہ ڈریں۔** میرا اس سے یہ مطلب ہے کہ **یورپ بعض کمزوریوں میں مبتلا ہے اگر عقائد صحیحہ کو مان کر کوئی شخص اسلام میں داخل ہونا چاہتا ہے لیکن بعض عادتوں کو چھوڑ نہیں سکتا تو یہ نہیں کہ اسے دھکا دے دیں۔ اگر وہ اسلام کی صداقت کا اقرار کرتے ہوئے اپنی غلطی کے اعتراف کے ساتھ اس کمزوری کو آہستہ آہستہ چھوڑنا چاہے تو اس سے درشتی نہ کریں۔ خدا کی بادشاہت کے دروازوں کو تنگ نہ کریں لیکن عقائد صحیحہ کے اظہار سے کبھی نہ جھجکیں۔** جو حق ہو اُسے لوگوں تک ضرور پہنچائیں **اور کبھی یہ خیال نہ کریں کہ اگر آپ حق بتائیں گے تو لوگ نہیں مانیں گے۔ اگر لوگ نہ مانیں تو نہ مانیں۔ لوگوں کو ایماندار بنانے کے لئے آپ خود بے ایمان کیوں ہوں؟ کیسا احمق ہے وہ انسان جو ایک زہر کھانے والے انسان کو بچانے کے خیال سے خود زہر کھالے۔** سب سے اوّل انسان پر اپنے نفس کا حق ہے۔ پس اگر لوگ صداقت کو سُن کر قبول نہ کریں تو آپ نفس کے دھوکہ میں نہ آئیں کہ آؤ مَیں قرآن کریم کو ان کے مطلب کے مطابق بنا کر بتاؤں۔ ایسے مسلمانوں کا اسلام محتاج نہیں۔ یہ تو مسیحیت کی فتح ہوگی نہ کہ اسلام کی۔ **جس نقطہ پر آپ کو اسلام کھڑا کرتا ہے اس سے ایک قدم آگے پیچھے نہ ہوں۔ اور پھر دیکھیں کہ فوج در فوج لوگ آپ کے ساتھ ملیں گے۔** وہ شخص جو دوسرے کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے حق چھوڑتا ہے دشمن بھی اصل واقعہ کی اطلاع پانے پر اس سے نفرت کرتا ہے۔

کھانے پینے پہننے میں اسراف اور تکلّف سے کام نہ لیں۔ بیشک خلاف دستور بات دیکھ کر لوگ گھبراتے ہیں لیکن جب ان کو حقیقت معلوم ہو اور وہ سمجھیں کہ یہ سب اتّقاء کی وجہ سے ہے نہ کہ غفلت کی وجہ سے تو ان کے دل میں محبت اور عزت پیدا ہو جاتی ہے۔

ایسا جانور جو گردن پر تلوار مار کر مارا گیا ہو یا جو دَم گھونٹ کر مارا گیا ہو کھانا جائز نہیں۔ قرآن کریم منع کرتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ سے جب ولایت جانے والوں نے پوچھا تو آپؑ نے منع فرمایا۔ پس اسے استعمال نہ کریں۔ ہاں اگر یہودی یا عیسائی گلے کی طرف سے ذبح کریں تو وہ بہرحال جائز ہے۔ خواہ تکبیر سے کریں یا نہ کریں۔ آپ بسم اللہ کہہ کر اسے کھالیں۔ یہودی ذبح کرنے میں نہایت محتاط ہیں۔ ان کے گوشت کو بیشک کھائیں۔ لیکن مسیحی آجکل جھٹکہ کر کے یا دَم کھینچ کر مارتے ہیں۔ اس لئے بغیر تسلّی ان کا گوشت نہ کھائیں۔ ان کا پکا ہوُا کھانا جائز ہے۔ مچھلی کا گوشت جائز ہے۔ شکار کا جو بندوق سے ہو گوشت جائز ہے۔ کسی مسیحی کے ساتھ ایک ہی برتن میں کھانا پڑے تب بھی جائز ہے۔ انسان ناپاک نہیں ہاں ہر ایک ناپاک چیز سے ناپاک ہو جاتا ہے۔

عورتوں کو ہاتھ لگانا منع ہے۔ احسن طریق سے پہلے لوگوں کو بتادیں۔ حضرت مسیح موعودؑ سے جب ایک یوروپین عورت ملنے آئی تو آپؑ نے اسے یہی بات کہلا بھیجی تھی۔ رسول کریمؐ سے بھی عورتوں کا ہاتھ پکڑ کر بیعت لینے کا سوال ہوا تو آپؐ نے اس سے منع فرمایا۔ یہ ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ **اس میں عورتوں کی ہتک نہیں۔ کیونکہ جس طرح مرد کے لئے عورت کو ہاتھ لگانا منع ہے اسی طرح عورت کے لئے مرد کو ہاتھ لگانا منع ہے۔ پس اگر ایک عورت کی ہتک ہے تو دوسرے کی بھی ہتک ہے۔ لیکن یہ ہتک نہیں۔ بلکہ اسلام گناہ کو دُور کرنے کے لئے اس کے ذرائع کو دُور کرتا ہے۔** یہ نفس کی چوکیاں ہیں جہاں سے اسے حملہ آور دشمن کا پتہ لگ جاتا ہے۔

ہمیشہ کلام نرم کریں اور بات ٹھہر ٹھہر کر کریں۔ جلدی سے جواب نہ دیں اور ٹالنے کی کوشش نہ کریں۔ اخلاص سے سمجھائیں اور محبت سے کلام کریں۔ اگر دشمن سختی بھی کرے تو نرمی سے پیش آئیں۔ **ہر ایک انسان کی خواہ کسی مذہب کا ہو خیر خواہی کریں** حتّٰی کہ اسے معلوم ہو کہ اسلام کیسا پاک مذہب ہے۔

جو لوگ آپ کے ذریعہ سے ہدایت پائیں (انشاءاللہ) ان کی خبر رکھیں اور جس طرح گڈریا اپنے گلّہ کی پاسبانی کرتا ہے ان کی پاسبانی کریں۔ ان کی دینی یا دنیاوی مشکلات میں مدد کریں اور ہر ایک تکلیف میں برادرانہ محبت سے شریک ہوں۔ **ان کے ایمان کی ترقی کے لئے دعا کریں۔**

انگریزی زبان سیکھنے کی طرف خاص طور پر توجہ کریں۔ اور چوہدری صاحب کے کہنے کے مطابق عمل کریں۔ وہ آپ کے امیر ہوں گے جب تک آپ وہاں ہیں ان کی تمام باتوں کو قبول کریں۔ جہاں تک اسلام آپ کو اجازت دیتا ہے محبت سے ان کا ساتھ دیں اور ان کے راستہ میں روک نہ ثابت ہوں بلکہ ان کا ہاتھ بٹائیں۔ تحریر کا کام آپ کریں تا اُن کی آنکھوں کو آرام ملے۔ آپ دونوں کی محبت کو دیکھ کر وہاں کے لوگ حیران ہوں۔

قرآن کریم اور احادیث کا کثرت سے مطالعہ کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے پوری طرح واقفیت ہو۔ مسیحی مذہب کا کامل مطالعہ ہو۔ فقہ کی بعض کتب زیر مطالعہ رہیں کہ وہ نہایت ضروری کام ہے۔ آخر وہاں کے لوگوں کو آپ لوگوں کو ہی مسائل بتانے پڑیں گے۔

جماعت احمدیہ کی وحدت اور اس کی ضرورت لوگوں پر آشکارا کریں۔ اسلام اور احمدیت کو جو اس زمانہ میں دو مترادف الفاظ ہیں صفائی کے ساتھ پیش کریں اور ایک مذہب کے طور پر پیش کریں اور لوگوں کے دلوں سے یہ خیال مٹائیں کہ یہ بھی ایک سوسائٹی ہے۔

خدا تعالیٰ کی مرضی کے مقابلہ میں اپنی مرضی کے چھوڑ دینے کی تعلیم اہل یورپ کو دیں۔ اب تک وہ خدا تعالیٰ پر بھی اعتراض کر لینا جائز سمجھتے ہیں اور اپنے خیال کے مطابق مذہب کو رکھنا چاہتے ہیں۔ **ان کو بتائیں کہ سب دنیا پر حکومت کرو مگر خدا کی حکومت کو اپنے نفس پر قبول کرو۔ اس بات کی پروا نہ کریں کہ کس قدر لوگ آپ کی بات مانتے ہیں بلکہ یہ خیال رکھیں کہ کیسے لوگ آپ کو مانتے ہیں۔**

اسلامی سادگی ان لوگوں میں پیدا کرنے کی کوشش کرو اور لفظوں سے کھینچ کر روحانیت پیدا کرنے کی طرف متوجہ ہوں۔ آپ تو ایک گھوڑے پر بھی سوار نہیں ہو سکتے لیکن ایک شیر پر سوار ہونے کے لئے جاتے ہیں۔ بہت ہیں جنہوں نے اس پر سوار ہونے کی کوشش کی لیکن بجائے اس کی پیٹھ پر سوار ہونے کے اس کے پیٹ میں بیٹھ گئے

باقی صفحہ 12 پر ملاحظہ کریں

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ ری پبلک آف آئرلینڈ (Republic of Ireland) ستمبر 2014ء

لندن سے روانگی۔ ڈبلن آئرلینڈ میں ورود مسعود اور والہانہ استقبال۔ آئرلینڈ میں جماعت کے قیام کی مختصر تاریخ

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

21 ستمبر بروز اتوار 2014ء

آج کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں اور خصوصاً جماعت آئرلینڈ کی تاریخ میں ایک انتہائی اہمیت کا حامل اور مبارک دن ہے۔

آج حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عیسائیت کے گڑھ، ملک آئرلینڈ میں، جہاں اس وقت عیسائیت کی ایک ہزار پانچصد پچپن (1555) عبادتگاہیں (Churches) موجود ہیں، خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کے لئے تعمیر کی جانے والی جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد ''مسجد مریم'' کے افتتاح اور اس ملک کے باشندوں کو خدائے واحد کی طرف بلانے اور اسلام کی حقیقی اور سچّی اور پُرامن تعلیم دینے کے لئے آئرلینڈ کا یہ دوسرا سفر اختیار فرمایا۔

قبل ازیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 14 ستمبر تا 20 ستمبر 2010ء آئرلینڈ کا پہلا سفر اختیار فرمایا تھا اور اس دوران 17 ستمبر بروز جمعۃ المبارک اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔

آج اس سفر پر روانگی کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پونے تین بجے اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے احباب جماعت مرد و خواتین مسجد بیت الفضل کے بیرونی احاطہ میں جمع تھے۔ اس موقع پر مکرم میر محمود احمد صاحب ناصر نے حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور اجتماعی دعا کروائی۔

بعد ازاں برطانیہ کی بندرگاہ Holyhead کے لئے روانگی ہوئی۔ لندن سے اس بندرگاہ کا فاصلہ تین صد میل ہے۔ سمندر کے کنارے آباد Holyhead شہر صوبہ ویلز میں Anglesey کاؤنٹی کا سب سے بڑا شہر ہے۔ اس شہر اور بندرگاہ کی خصوصیت یہ ہے کہ تقریباً چار ہزار سال قبل سے برطانیہ کی اس بندرگاہ سے، آئرلینڈ کی بندرگاہ ڈبلن (Dublin) تک کا یہ سمندری راستہ تجارت کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ اور یہاں سے بحری جہازوں کا سفر چار ہزار سال قبل سے جاری ہے۔ اس وجہ سے Holyhead کی اس بندرگاہ کو آئرش Seaport بھی کہا جاتا ہے۔

قریباً پانچ گھنٹے بیس منٹ کے سفر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی Holyhead شہر میں تشریف آوری ہوئی جہاں مکرم ڈاکٹر نصیر احمد صاحب ریجنل امیر نارتھ ویسٹ ریجن اور مکرم کلیم احمد باجوہ صاحب صدر جماعت نارتھ ویلز نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔ آج رات قیام کا انتظام اسی شہر کے ایک حصہ میں واقع Blackthorn Farm کے ایک رہائشی اپارٹمنٹ میں کیا گیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔ نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کا انتظام اسی اپارٹمنٹ کے ایک حصہ میں کیا گیا تھا۔ آٹھ بج کر 35 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اُن خدام سے گفتگو فرمائی جو مانچسٹر اور Liverpool سے یہاں ڈیوٹی کے لئے پہنچے تھے۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر خدام نے بتایا کہ وہ قریباً ایک سو دس میل کا سفر طے کر کے آئے ہیں۔

سمندر کے کنارے Blackthorn Farm کا یہ علاقہ ایک کیمپنگ ایریا بھی ہے۔ ان خدام نے بھی ایک بڑا خیمہ نصب کیا ہوا تھا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت یہ خیمہ بھی دیکھا اور منتظمین سے اس علاقہ کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

بعد ازاں ریجنل امیر نارتھ ویسٹ اور صدر جماعت نارتھ ویلز نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نارتھ ویلز جماعت نے مسجد کی تعمیر کے لئے ایک عمارت خریدی ہے اور جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مانچسٹر میں مسجد دارالامان کے افتتاح کے بعد واپس تشریف لے جا رہے تھے تو حضور انور نے قاضی ناصر احمد بھٹی صاحب مقیم نارتھ ویلز کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا تھا کہ اب آپ بھی واپس جا کر مسجد کا انتظام کریں۔ حضور انور نے اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ آئرلینڈ جاتے ہوئے آپ کی طرف سے ہوتا جاؤں گا۔ چنانچہ مقامی جماعت نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر لبّیک کہا اور ہم نے فروری 2014ء میں مسجد کے لئے جگہ خرید لی۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ انشاء اللہ آئرلینڈ سے واپس آتے ہوئے دیکھ لیں گے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

....

22 ستمبر بروز سوموار 2014ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بجے تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

گیارہ بج کر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور قریباً چالیس منٹ تک اپنے خدام کے درمیان رونق افروز رہے۔ حضور انور نے اس دوران ساحل سمندر پر آباد اس خوبصورت علاقہ کی تصاویر بھی بنائیں اور اپنے خدام سے مختلف امور پر گفتگو فرمائی۔ خصوصاً موبائل فون میں جو جدید ٹیکنالوجی آرہی ہے اس حوالہ سے حضور انور نے مختلف زاویوں سے گفتگو فرمائی۔

مکرم ڈاکٹر عبدالمومن جدران صاحب کی نئی خریدی ہوئی گاڑی بھی قافلہ میں شامل ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ ازراہ شفقت گاڑی کے پاس تشریف لائے اور اس میں لگے ہوئے نئے سسٹم اور سہولتوں کے بارہ میں موصوف ڈاکٹر صاحب سے دریافت فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اپنے کیمرہ سے ممبران قافلہ اور اس موقع پر موجود احباب اور خدام کی تصاویر بنائیں اور ڈیوٹی کے لئے آنے والے خدام کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ بعد ازاں بارہ بجے کے قریب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

اب پروگرام کے مطابق یہاں سے بندرگاہ کے لئے روانگی تھی۔ یہاں سے بندرگاہ دس منٹ کی مسافت پر تھی۔ بارہ بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لائے اور ڈیوٹی پر موجود سبھی خدام کو ازراہ شفقت شرف مصافحہ سے نوازا۔ اور خدام نے اپنے آقا کے ساتھ گروپ فوٹو بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

©MAKHZAN-E-TASAWEER

بعد ازاں حضور انور نے دعا کروائی اور قافلہ پورٹ کے لئے روانہ ہوا۔ بارہ بج کر 50 منٹ پر Holyhead پورٹ پر آمد ہوئی جہاں VIP پروٹوکول انتظام کے تحت پورٹ انتظامیہ کی ایک گاڑی قافلہ کی گاڑیوں کو Escort کرتی ہوئی Ferry کے اندر لے گئی۔ اس طرح قافلہ کی گاڑیاں سب سے پہلے اِس Irish Ferries پر بورڈ ہوئیں۔ جہاز کے خصوصی پروٹوکول سٹاف نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور حضور انور ایک مخصوص اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

گیارہ منازل پر مشتمل یہ بحری جہاز اپنے وقت پر دو بج کر 10 منٹ پر برطانیہ کی پورٹ Holyhead سے آئرلینڈ کی پورٹ Dublin کے لئے روانہ ہوا۔ جہاز میں ہی ایک کمرہ حاصل کر کے نمازوں کی ادائیگی کا انتظام کیا گیا تھا۔ حضور انور نے تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔

صبح جب یہ Ferry آئرلینڈ سے برطانیہ کی طرف آرہی تھی تو جماعت آئرلینڈ نے اپنے دو نمائندے ملک منصور احمد صاحب نیشنل سیکرٹری مال اور اسد افتخار صاحب مہتمم مال خدام الاحمدیہ بھجوائے تا کہ فیری سے نکلنے کے بعد جو آگے ڈبلن شہر تک کا سفر ہے اس حوالہ سے بعض امور فیری میں ہی آرگنائز کر لئے جائیں اور ان کی گاڑی فیری سے نکلتے ہی قافلہ کو Escort کر سکے۔ یہ دونوں ممبران بھی اس سفر میں ساتھ تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نمازوں کی ادائیگی کے بعد ازراہ شفقت ان دونوں احباب کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ان سے گفتگو فرمائی۔

قریباً تین گھنٹے اور بیس منٹ کے سفر کے بعد Ferry آئرلینڈ کی بندرگاہ ڈبلن پر پہنچی اور خصوصی پروٹوکول انتظام کے تحت حضور انور اور قافلہ کی گاڑیاں سب سے پہلے جہاز سے باہر آئیں اور ڈبلن شہر کی طرف سفر شروع ہوا۔

پورٹ سے روانہ ہونے کے بعد چھ بج کر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہوٹل Castleknock تشریف آوری ہوئی۔ یہ ہوٹل ڈبلن شہر کے علاقہ Castleknock میں واقع ہے۔ ڈبلن میں قیام کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اور قافلہ کے ممبران کے قیام کا انتظام اسی ہوٹل میں کیا گیا تھا۔

جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے تو نیشنل صدر جماعت آئرلینڈ ڈاکٹر انور احمد ملک صاحب، مبلغ انچارج آئرلینڈ ابراہیم نونن صاحب اور مبلغ سلسلہ آئرلینڈ ربیب احمد مرزا صاحب نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔ صدر لجنہ اماء اللہ طیّبہ مشہود صاحبہ نے حضرت بیگم صاحبہ مدّظلہا العالی کو خوش آمدید کہا۔

ہوٹل کے بیرونی احاطہ میں Dublin اور Galway کی جماعتوں سے آئے ہوئے احباب جن میں مرد و خواتین، بچے بوڑھے شامل تھے اپنے پیارے آقا کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ بچے اور بچیاں علیحدہ گروپ کی صورت میں خیر مقدمی گیت پیش کر رہی تھیں۔ سبھی احباب اپنے ہاتھ ہلاتے ہوئے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور ہوٹل میں اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

نماز مغرب و عشاء کا انتظام ہوٹل کے ایک ہال میں کیا گیا تھا۔ سات بج کر 55 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

....

ملک آئرلینڈ برّ اعظم یورپ کے انتہائی شمال مغرب میں بحر اوقیانوس کے پانیوں میں واقع ایک جزیرہ ہے۔ 70,273 مربع کلومیٹر کے رقبہ پر پھیلا ہوا یہ ملک چار صوبوں اور 26 کاؤنٹیز پر مشتمل ہے اور اس کی آبادی 45 لاکھ ہے۔ یہاں کی اکثریت تقریباً 95 فیصد لوگ رومن

باقی صفحہ 10 پر ملاحظہ کریں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ یکم اکتوبر 2010ء میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے اخلاق عالیہ سے متعلق حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب کا ایک مضمون ’’مضامین مظہر‘‘ سے منقول ہے۔ اس سے قبل حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی سیرت کے حوالہ سے حضرت شیخ صاحب کا ہی ایک مضمون 12 فروری 1999ء کے الفضل انٹرنیشنل کے کالم ’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ کی زینت بن چکا ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی ولادت 20/اپریل 1893ء کو ہوئی اور 2 ستمبر 1963ء کو انتقال فرمایا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ’’کشتی نوح‘‘ میں اپنی جماعت کو جن ہدایات پر کاربند ہونے کے لئے فرمایا ہے، حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی زندگی اس تعلیم کا عملی نمونہ تھی۔ آپؓ کے اندر علم اور عمل کے کمالات تھے۔ عفوودرگزر، رفق و مدارات، تحمل اور برداشت، زُہد وتعبد، اپنوں اور بیگانوں کی خیر خواہی اور ہمدردی، شجاعت اور انتظامی قابلیت، مہماتی اموراور مشکل حالات میں ہمیشہ خداتعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہوئے، جاں بکف اور سینہ سپر ہو جانا۔ یہ وہ اخلاق عالیہ تھے جن کو ایک دنیا نے مشاہدہ کیا اور انہی اوصاف اور کمالات کی وجہ سے آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے معتمد علیہ رفیق اور دست راست تھے۔

ابتلاؤں میں خاکسار نے آپ کے اندر ایک عجیب شجاعت اور توکل علی اللہ کی روح دیکھی۔ مشکلات اور مصائب کے اندر آپ کے علمی اور عملی جوہر اَور زیادہ روشن ہو جاتے تھے اور جس مجلس میں آپ موجود ہوں آپ کے رفقائے کار کو یقین اور اطمینان ہوتا تھا کہ پیش آمدہ مشکل پر انشاء اللہ قابو پالیا جائے گا۔

آپ قرآن و حدیث کے متبحر عالم تھے اور زبان عربی، انگریزی اور اردو پر پوری قدرت رکھتے تھے۔ تحریر ہو یا تقریر، کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں کرتے تھے جو رکیک یا دلآزار ہو اور میانہ روی کے خلاف ہو۔ آپ کی تحریر گویا ایک قانونی مسودہ ہوتی تھی جس کا ہر لفظ جچا تُلا اور برمحل ہوتا تھا، یہ احتیاط نہ صرف تصانیف کے اندر بلکہ روزمرہ کتابت میں بھی مدنظر رہتی تھی۔ آپ کو یہ عرفان حاصل تھا کہ انسان کی فطرت معزز واقع ہوئی ہے اور کسی تحقیر کو برداشت نہیں کرسکتی۔ تحریر میں آپ کی نرمی اور میانہ روی دلوں کو موہ لیتی تھی اور بیگانوں کو اپنا بنا لیتی تھی۔

آپ کی تصانیف سے عیاں ہے کہ آپ بہت بڑے تاریخ دان، قلم کے بادشاہ، زبان کے استاد، تحقیق مسائل میں دُوررس نظر رکھنے والے، محنت اور کاوش کے عادی تھے اور آپ کی کوشش ہوتی تھی کہ مضمون تشنہ اور نامکمل نہ رہے۔

قانونِ ملکی سے آپ واقف تھے اور کئی موقعوں پر خاکسار نے آپ کو قانونی نکات بیان کرتے دیکھا ہے۔

تقسیم ملک سے پہلے آپ کی دُور اندیش نظر نے آنے والے واقعات کا اندازہ لگایا اور اس کے متعلق سبق آموز مضامین لکھے۔ بعد میں آنے والے واقعات نے آپ کی فراست کی تصدیق کی۔ قادیان سے ہجرت ایک بڑا دشوار گزار مرحلہ تھا۔ آپؓ کی حوصلہ مندی اور حسن انتظام سے آپؓ کے ساتھی بھی اثر پذیر ہوئے اور سب نے مل کر تنظیم اور تعاون کے ساتھ یہ کٹھن منزل اس عمدگی سے طے کی کہ تمام اہل قادیان صحیح سلامت اور عزت کے ساتھ پاکستان پہنچ گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حکم کے ماتحت آپؓ کو بھی قادیان سے لاہور آنا پڑا۔ لیکن اہل قادیان کے لئے آپؓ نے مشکلات کو آسان کردیا تھا حسن تدبیر سے، حسن انتظام سے اور دعاؤں سے۔

قادیان کے درویشوں کی خدمت ایک بہت ہی مشکل اور پیچیدہ معاملہ تھا۔ قادیان کے ہر درویش کے حالات کو نگاہ میں رکھنا۔ اس کے رشتہ داروں اور متعلقین کی مشکلات کو دُور کرنا۔ ہر درویش کے لئے آرام، آسائش بہم پہنچانا۔ بیماروں کی تیمارداری، ناداروں کی حاجت روائی۔ کوئی تنازعات یا مقدمات پیدا ہوں تو ان کو نپٹانا۔ حکومتوں سے ربط وضبط رکھنا۔ جلسہ سالانہ پر وفود کا بھیجنا۔ یہ اور اس قسم کے سینکڑوں کام تھے جنہیں آپ تن تنہا سرانجام دیتے تھے اور ہر کام اس قسم کا تھا جس میں انتہائی احتیاط اور تدبّر کی ضرورت تھی۔ ہر درویش اور اس کے رشتہ دار سے آپ کو ایسی محبت جو اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں سے ہوتی ہے اور ہر ایک کی تکلیف کو اپنی تکلیف جانتے تھے۔ آپؓ اللہ تعالیٰ کے درویش اور درویشوں کے سرتاج تھے۔ تمام عمر درویشانہ زندگی گزاری اور نام ونمود سے فطرتاً نفور رہے۔

بڑے وفادار اور دلنواز دوست تھے۔ پرانے احمدی خاندانوں کی خاص تکریم فرماتے تھے۔ خاکسار نے والد صاحب مرحوم کی آخری بیماری کی آپ کو اطلاع دی اور یہ لکھا کہ والد صاحب کی حالت نازک ہے تو آپ نے فوراً مجھے لکھا کہ آپ کا السلام علیکم والد صاحب کو پہنچا دیا جائے اور والد صاحب کی وفات پر آپ نے جو دردانگیز مضمون لکھا اس میں اس خوشی کا اظہار کیا کہ وفات سے پہلے والد صاحب کو السلام علیکم پہنچ گیا ہے۔ والد صاحب کی وفات کے متعلق میں نے آپؓ کو تار دیا اور آپ نے تدفین کا اہتمام فرمایا اور مقبرہ بہشتی قادیان کے اندر حضرت مسیح موعودؑ کے مزار سے جو جگہ قریب ترین میسر ہوسکتی تھی وہاں قبر کھدوانے کا بندوبست کروا دیا۔ خاکسار قادیان پہنچا تو آپؓ کو اس وفات کی وجہ سے بڑا مغموم اور دردمند پایا اور نہایت رقّت کی حالت میں آپؓ نے مجھے سینے سے لگا لیا اور حالات پوچھتے رہے۔ اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے۔ کہ حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کی تدفین مقبرہ بہشتی ربوہ کے اندر ہو رہی تھی۔ چاردیواری کے اندر خاکسار مغموم حالت میں ایک طرف الگ کھڑا تھا۔ آپؓ نے میرے چہرے پر نظر ڈالی۔ بڑی محبت سے آگے بڑھے اور مجھے چھاتی سے لگا لیا۔ آپ کی طبیعت کے اندر بہت ضبط تھا۔ لیکن ان دونوں مواقع پر آپ نے جو بے اختیاری اختیار کی اس کا سبب مَیں کیا عرض کروں!۔

دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنا اور مصلحت کو کام میں لانا آپ کا ایک خاص وصف تھا۔ ایک دفعہ خاکسار نے آپ کو خط میں ایک شخص کے متعلق بعض تیز الفاظ لکھ دیئے جو آپؓ کو پسند نہ آئے۔ یہ بھی ضروری تھا کہ مجھے ٹوکا جائے اور یہ بھی کہ میرے جذبات کا لحاظ رکھا جائے۔ دیکھئے ان دونوں متضاد باتوں کو آپ نے کس خوبی سے ادا کیا۔ آپ نے مجھے لکھا: ’’میں تو سمجھتا تھا کہ آپ کی طبیعت میں جمال ہے لیکن خط سے معلوم ہوتا ہے کہ جلال بھی ہے‘‘۔ خاکسار ان الفاظ سے شرمسار بھی ہوا اور شکرگزار بھی۔ دراصل خدا کے پاک بندے ایسے طریق پر خطاپوشی کرتے ہیں جو خطا نوازی معلوم ہوتی ہے۔ اصلاح کا یہ طریق کتنا دلنشیں، کتنا کمیاب اور دردانگیز ہے۔

جب کوئی ذمہ داری آپ کو سونپ دی جاتی تو آپؓ مردانہ وار اس کی انجام دہی میں مشغول ہو جاتے۔ ہر پہلو پر غور کرتے، آنے والی مشکلات کا اندازہ لگاتے اور ایک ضابطۂ عمل مرتب فرماتے۔ گویا منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے ایک پٹڑی بچھا دیتے اور پھر کام کو رواں کر دیتے اور اس ضابطہ کی پابندی ضروری سمجھتے۔ خدمت درویشان اور نگران بورڈ کے سلسلہ میں بھی آپ نے ایسے ہی ایک راہ عمل تجویز فرمایا۔

آپؓ کے ساتھ کام کرنے والے گواہ ہیں کہ بیماری اور کمزوری کی حالت میں بھی آپؓ کام کو جاری رکھتے اور ہمارے یہ عرض کرنے پر کہ آپ کمزور ہیں یا آپ کو بخار ہے آپ تکلیف نہ فرمائیں۔ آپؓ اس بات کو قبول نہ فرماتے اور کام کو اٹھا نہ رکھتے بلکہ اسے ختم کرکے ہی اٹھتے۔

حضرت مصلح موعودؓ کی اطاعت اور فرمانبرداری آپؓ کو بدرجۂ کمال منظور تھی اور کسی کام کے متعلق اگر حضورؓ کی کوئی ہدایت یا اشارہ پیش کیا جاتا تو آپ من وعن اس کی تعمیل کو لازم جانتے کیونکہ آپ کو اس بات کا لمبا تجربہ تھا کہ امام کی اطاعت میں ہی برکت اور سعادت ہے۔ خصوصاً وہ امام جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ سخت ذہین اور فہیم ہوگا اور مظہر الحق والعلاء کے مقام پر ہوگا۔

اختلاف رائے کو خندہ پیشانی سے برداشت فرماتے اور اس کی قدر کرتے اور ہر ایک رائے سے عمدہ حصہ لے کر تمام آراء کو ہموار کرتے۔ جو ایک ایسے عسل مصفی کا مصداق ہوتا جو مختلف پھولوں سے جمع کیا گیا ہو۔ مال تجارت سے بڑھتا ہے اور علم بحث سے۔ اسی طرح صحیح نتیجہ اختلاف رائے کو ہموار کرنے اور ہر رائے میں سے اچھا حصہ لے لینے سے پیدا ہوتا ہے۔ لیکن یہ آسان کام نہیں ہے بلکہ بڑے حوصلہ اور حکمت، وسیع علم اور لمبے تجربہ کی ضرورت ہوتی ہے اور آپ میں یہ باتیں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔

آپؓ کی محبت، حکمت اور دانائی سے نفسیاتی اثرات پیدا ہوتے تھے اور آپ کے رفقاء کے اندر یہ جذبہ پیدا ہوتا تھا کہ آپ کے ساتھ کام کرنا اور مشقّت اٹھانا راحت ہے اور ایک نعمت غیر مترقبہ۔ جو شخص اپنے طریق کار سے مشقّت کو نشاط روح میں تبدیل کردے، اس کے اخلاق اور ہمت کی بلندی کو بیان کرنے کے لئے الفاظ کہاں سے آئیں!۔

خندہ پیشانی سے ملتے، خوش ہوتے اور خوش کرتے۔ دو موقعوں کے سوا خاکسار نے آپ کو خفگی کی حالت میں نہیں دیکھا اور یہ دونوں موقعے دینی غیرت اور جماعتی نظام سے تعلق رکھتے تھے اور آپ کی خفگی بالکل برمحل اور اصلاح آفرین تھی۔

خطوں کا جواب بڑی پابندی اور باقاعدگی سے دیتے تھے، آپ کی ڈاک بڑی کثیر ہوتی تھی۔ لیکن کسی شخص کو یہ شکایت پیدا نہ ہوتی تھی کہ اس کے خط کا جواب نہیں دیا گیا۔ یا بروقت نہیں دیا گیا۔

آپ بڑے صابر وشکور تھے۔ ایک شخص نے آپ کو بہت تنگ کرنا شروع کیا۔ خطوں میں دھمکیاں دیں۔ خاکسار سے آپ نے مشورہ کیا۔ میں نے اینٹ کا جواب کم ازکم اینٹ سے دینا چاہا اور جوابی مضمون لکھا۔ لیکن آپؓ نے سختی کا جواب سختی سے دینا گوارا نہ فرمایا اور یہ کوہ وقار اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ آپ کے مدّنظر یہ بات تھی کہ بعید کو بعیدتر نہ کیا جائے بلکہ قریب لانے کی کوشش کی جائے اور صبر وتحمل کو نہ چھوڑا جائے۔ میرے لئے یہ نرمی بڑی حیران کن اور سبق آموز تھی اور حضرت مسیح موعودؑ کی یہ تعلیم کہ

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو ، تم دکھاؤ انکسار

خاکسار نے آپؓ کے اخلاق میں عملاً اس کا مشاہدہ کیا۔

اعزازات

☆ عزیزہ مناہل محمود سردار صاحبہ آف لاہور نے ’اولیول‘ کے امتحان میں گیارہ As حاصل کئے ہیں جن میں آٹھ A* ہیں۔

☆ عزیزہ ماہ نور صاحبہ آف سرگودھا نے میٹرک میں فیڈرل بورڈ آف پاکستان سے 95 فیصد نمبر لے کر فضائیہ کے تمام سکولز میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

☆ عزیزہ قرۃالعین صاحبہ نے ’اولیول‘ کے امتحان میں آٹھ As حاصل کئے ہیں جن میں چھ A* ہیں۔

☆ مکرم راجہ اطہر قدوس صاحب (واقف نَو) آف میرا بھڑ کا کشمیر نے .F.A کے امتحان میں فیصل آباد بورڈ میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔

☆ مکرمہ انعم محمود صاحبہ (واقفۂ نَو) آف ربوہ نے انٹرمیڈیٹ (پری انجینئرنگ) کی طالبات میں سرگودھا بورڈ میں اوّل آکر گولڈمیڈل اور نقد انعام حاصل کیا ہے۔

☆ مکرمہ زینب سلطان صاحبہ آف ڈسکہ نے میٹرک کے امتحان میں گوجرانوالہ بورڈ میں چوتھی اور ضلع سیالکوٹ میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

☆ مکرم ڈاکٹر سعادت احمد سمیر صاحب آف ربوہ نے BDS ڈینٹل سرجن کے فائنل امتحان میں پورے یوکرائن میں اوّل آکر گولڈ میڈل اور سکالرشپ حاصل کیا ہے۔

☆ مکرمہ عطیۃ الحیٔ صاحبہ آف ربوہ نے .F.Sc پری میڈیکل میں سرگودھا بورڈ میں مجموعی طور پر تیسری اور طالبات میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

☆ مکرمہ عائشہ مبشر صاحبہ آف ڈگری گھمناں ضلع سیالکوٹ نے انٹرمیڈیٹ آرٹس گروپوں میں گوجرانوالہ بورڈ میں طالبات میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

☆ مکرمہ عائشہ رضوان صاحبہ نے A-Level میں تین مضامین میں A* اور ایک اضافی مضمون میں A گریڈ حاصل کیا ہے۔

☆ مکرمہ سدرہ وسیم صاحبہ نے O Level کے امتحان میں دس A حاصل کئے ہیں جن میں سے نو A* ہیں۔

ماہنامہ ’’احمدیہ گزٹ‘‘ کینیڈا اکتوبر 2010ء میں مکرم مظفر منصور صاحب کا نعتیہ کلام شامل اشاعت ہے۔ اس کلام میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

وہ شخص جس کے لئے ساری کائنات بنی
جب اس کو ڈھونڈنے نکلے تو اپنی بات بنی
ہر اِک یقین کی صورت ہر ایک وہم وگماں
اسی کی ذات تھی ذاتِ تجلّیات بنی
فنا کا راز بھی افشاء مگر تمہی نے کیا
وگرنہ ہستی تو اپنی تھی بے ثبات بنی
اک اضطرابِ محبت اِک اضطرارِ جنوں
پھر ایک چشمۂ کوثر بصد فرات بنی

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
October 17, 2014 – October 23, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday October 17, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55 Yassarnal Quran
01:20 Inauguration Of Baitul Ghafoor Mosque: Recorded on March 18, 2012.
02:40 Japanese Service
03:40 Tarjamatul Quran Class: Recorded on November 12, 1997.
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 255.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran
07:00 Inauguration Of Baitul Aman Mosque: Recorded on March 4, 2012.
07:55 Siraiki Service
08:25 Rah-e-Huda
09:55 Indonesian Service
11:00 Deeni-O-Fiqahi Masail
11:35 Dars-e-Hadith
12:00 Live Friday Sermon
13:15 Seerat-un-Nabi
14:00 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
14:10 Yassarnal Quran
14:35 Shotter Shondhane
15:40 Dua-e-Mustaja'ab: A programme about the acceptance of prayers of the companions of the Promised Messiah.
16:20 Friday Sermon [R]
17:30 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:20 Inauguration Of Baitul Aman Mosque [R]
19:20 Real Talk
20:20 Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda

Saturday October 18, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45 Yassarnal Quran
01:10 Inauguration Of Baitul Aman Mosque
02:10 Friday Sermon: Recorded on October 17, 2014.
03:25 Rah-e-Huda
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 256.
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Al-Tarteel
07:00 Jalsa Salana Germany Address: Recorded on August 23, 2008.
08:00 International Jama'at News
08:00 Story Time
08:35 Question And Answer session: Recorded on May 20, 1995.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon [R]
12:15 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30 Al-Tarteel
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan: Live poem request programme.
14:05 Bangla Shomprochar
15:10 Kuch Ya'adain Kuch Ba'tain
16:00 Live Rah-e-Huda
17:35 Al-Tarteel
18:00 World News
18:25 Jalsa Salana Germany Address [R]
19:30 Faith Matters
20:30 International Jama'at News
21:00 Rah-e-Huda
22:35 Story Time
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday October 19, 2014

00:10 World News
00:30 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:55 Al-Tarteel
01:25 Jalsa Salana Germany Address
02:55 Friday Sermon: Recorded on October 17, 2014.
04:05 Kuch Ya'adain Kuch Ba'tain
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 257.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran
07:00 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist: Recorded on January 19, 2013.
09:00 Question And Answer Session: Recorded on May 12, 1996.
10:00 Live Asr-e-Hazir
11:05 Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on August 30, 2013.
12:10 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Quran
13:00 Friday Sermon [R]
14:10 Shotter Shondhane
15:30 Ashab-e-Ahmad: An Urdu discussion on Hazrat Hakim Maulvi Sher Muhammad (ra).
16:00 Live Press Point
17:20 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:30 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist [R]
20:25 In-Depth
21:00 Press Point
22:05 Friday Sermon [R]
23:10 Question And Answer Session [R]

Monday October 20, 2014

00:10 World News
00:25 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Quran
01:25 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist
03:15 Roots To Branches
03:40 Friday Sermon: Recorded on October 17, 2014
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 258.
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Al-Tarteel
06:55 Address At Military Headquarters In Germany: Recorded on May 30, 2012.
08:10 International Jama'at News
08:50 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on March 14, 1999.
10:00 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on June 27, 2014.
11:10 Spotlight
12:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:30 Al-Tarteel
13:00 Friday Sermon: Recorded on January 9, 2009.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Spotlight
16:00 Rah-e-Huda
17:35 Al-Tarteel
18:00 World News
18:20 Address At Military Headquarters In Germany [R]
19:35 Real Talk
20:35 Rah-e-Huda
22:05 Friday Sermon [R]
23:05 Spotlight

Tuesday October 21, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:55 Al-Tarteel
01:25 Address At Military Headquarters In Germany
02:40 Kids Time
03:15 Friday Sermon: Recorded on January 9, 2009.
04:15 MTA Travel
04:40 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 259.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran
06:45 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist: Recorded on January 19, 2013.
08:30 Alif Urdu
09:05 Question And Answer Session: Recorded on May 12, 1996.
10:00 Indonesian Service
11:05 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on October 17, 2014.
12:10 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Quran
13:00 Real Talk
14:00 Bangla Shromprchar
15:00 Spanish Service
15:30 Asr-e Hazir
16:30 Press Point
17:40 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:20 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist [R]
20:05 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on October 10, 2014.
21:05 Press Point
22:05 Asr-e Hazir
23:05 Question And Answer Session [R]

Wednesday October 22, 2014

00:05 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:40 Yassarnal Quran
00:50 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist
02:35 Alif Urdu
03:10 Press Point
04:15 Noor-e-Mustafwi
04:30 Pakistan In Perspective
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 260.
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:15 Al-Tarteel
07:00 Jalsa Salana Germany Address: Recorded on August 24, 2008.
08:05 Real Talk
09:10 Question And Answer Session: Recorded on May 20, 1995.
10:10 Indonesian Service
11:15 Swahili Service
12:25 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:35 Al-Tarteel
13:00 Friday Sermon: Recorded on January 9, 2009.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Deeni-O-Fiqahi Masail
15:40 Kids Time
16:30 Faith Matters
17:25 Al-Tarteel
18:00 World News
18:20 Jalsa Salana Germany Address [R]
19:30 French Service: Horizons d'Islam
20:25 Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00 Kids Time
22:00 Friday Sermon [R]
23:00 Intikhab-e-Sukhan

Thursday October 23, 2014

00:05 World News
00:25 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:45 Al-Tarteel
01:15 Jalsa Salana Germany Address
02:25 Deeni-O-Fiqahi Masail
03:00 Qisas-ul-Ambiyaa
04:00 Faith Matters
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 265.
06:00 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
06:30 Yassarnal Quran
06:45 Address To USA Congress Members: Recorded on July 01, 2012.
08:05 In-Depth
08:35 Alif Urdu
09:10 Tarjamatul Quran Class: Rec. 11/19/1997
10:15 Indonesian Service
11:20 Pushto Muzakarah
12:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35 Yassarnal Quran
12:50 In-Depth
13:20 Alif Urdu
14:00 Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on October 03, 2014.
15:05 Kasre Saleeb
16:00 Persian Service: A series of Persian programmes.
16:30 Tarjamatul Quran Class [R]
17:40 Yassarnal Quran
17:55 World News
18:15 Address To USA Congress Members [R]
19:30 Live German Service
20:35 Faith Matters
21:30 Tarjamatul Quran Class [R]
22:55 Alif Urdu
23:15 In-Depth

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 21 | Friday 10 October, 2014 | Issue No. 41

مکرم ٹومی کالون صاحب کی انگریزی زبان میں '125 سالہ تاریخ احمدیت پر ایک نظر' کے موضوع پر، مکرم عبدالماجد طاہر صاحب کی اردو زبان میں 'جماعت کی ترقی خلافت سے وابستہ ہے' کے موضوع پر، مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب کی اردو زبان میں 'عائلی زندگی کے بارہ میں اسلامی تعلیمات' کے موضوع پر اور مکرم رفیق احمد حیات صاحب کی انگریزی زبان میں 'آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غیر مسلموں سے سلوک' کے موضوع پر ٹھوس علمی، معلوماتی اور ایمان افروز تقاریر

عالمی بیعت کی مبارک تقریب۔ اس سال 110 ممالک کی 426 قوموں سے تعلق رکھنے والے 555235 افراد بیعت کرکے احمدیہ مسلم جماعت میں شامل ہوئے

یوکے اور دنیا کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے مہمانوں میں سے بعض کے ایڈریسز۔ مہمانوں نے اپنے خطابات میں جماعت احمدیہ کی امن و آشتی، رواداری اور بے لوث خدمت خلق کو سراہا۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر برطانوی وزیر اعظم، نائب وزیر اعظم اور صدر مملکت سیرالیون کے پیغامات

تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے احمدی طلباء میں اسناد و میڈلز کی تقسیم۔ جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف سے اس سال کے لئے 'عالمی انعام برائے امن' کا اعلان

اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔ اسلام ہی دنیا کی بقا کا ذریعہ ہے اور حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہی امن کے ضامن ہیں۔ جلسہ کے اختتامی خطاب میں مذہب کی حقیقت، ضرورت و اہمیت، اس کی غرض و غایت اور سچے مذہب کی علامات کا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز بیان اور احباب جماعت کو اس پہلو سے اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے اہم نصائح

(جماعت احمدیہ برطانیہ کے 48ویں جلسہ سالانہ کی مختصر رپورٹ)

رپورٹ مرتبہ: حافظ محمد ظفر اللہ عاجز - فرخ راحیل

تیسرا دن مورخہ 31/اگست 2014ء بروز اتوار

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حسبِ معمول صبح تشریف لاکر نمازِ فجر پڑھائی اور پھر اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

جلسہ سالانہ کا چوتھا اجلاس

جلسہ سالانہ کا چوتھا اجلاس 10/بجے صبح شروع ہوا۔ مکرم الحاج ڈاکٹر مشہود احمد فاشولا صاحب امیر جماعت احمدیہ نائیجیریا نے صدارت کی۔ حسبِ معمول اجلاس کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم حافظ فضل ربی صاحب نے سورۃ الرعد کی آخری 16 آیات کی تلاوت کی اور ان کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ مکرم رانا محمود الحسن صاحب نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا پاکیزہ منظوم کلام

'طالبو تم کو مبارک ہو کہ اب نزدیک ہیں
اس میرے محبوب کے چہرے کے دکھلانے کے دن'

کے چنیدہ اشعار خوش الحانی سے سنائے۔

۞...... اس اجلاس کی پہلی تقریر انگریزی زبان میں مکرم ٹومی کالون صاحب صدر پین افریقن احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن برطانیہ کی تھی جس کا موضوع '125/سالہ تاریخ احمدیت پر ایک نظر' تھا۔

مکرم ٹومی کالون صاحب نے جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف کروایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جب بیعت کا آغاز کیا تو آپ کو معلوم تھا کہ یہ چند افراد کی جماعت دراصل خدا تعالیٰ کی طرف سے لگایا گیا ایک پودا ہیں اور خدا تعالیٰ نے انہیں یہ بشارت دی تھی کہ یہ پودا بڑھے گا اور پھولے گا۔ اس کے بعد آپ نے اپنی تقریر میں جماعتِ احمدیہ کی تاریخ کو چھ ادوار میں بیان کرتے ہوئے کہا کہ:

پہلا دور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے اور اس کے بارہ میں بیان کیا کہ 'آپ علیہ السلام اس وقت تشریف لائے جب بدعات اور رسومات کی تاریکی دنیا پر چھا گئی تھی اور مسلمان علماء قرآن پاک کی آیات کو منسوخ کرنے کا اعلان کر رہے تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو مبعوث فرمایا اور کھلے کھلے نشانات اور براہین سے آپؑ کی صداقت کو ظاہر فرما دیا۔' مقرر موصوف نے کہا کہ کامیابی اور جماعت کی ترقی کے ساتھ ساتھ مخالفت بھی شروع ہوگئی اور اس وجہ سے جماعت کے بعض بزرگوں نے اپنی جان کی قربانی پیش کی اور راہ مولیٰ میں شہید ہوئے لیکن جماعت کی ترقی اس وجہ سے رکی نہیں بلکہ تیزی اور سرعت سے اللہ کا وعدہ پورا ہوتا رہا۔ دوسرا دور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا تھا۔ اس کے متعلق فاضل مقرر نے کہا کہ اس

مکرم ٹومی کالون صاحب

وقت جماعت کی باقاعدہ شکل بھی بن چکی تھی اور مدرسہ احمدیہ سے واقفین زندگی بھی میدان عمل کے لیے تیار ہونا شروع ہوگئے تھے۔ انہیں مبلغین میں سے ہندوستان سے پہلے مبلغ حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال رضی اللہ عنہ کو 1913ء میں انگلستان بھجوایا گیا۔ اگرچہ خلافت اولیٰ کا انتخاب متفقہ طور پر ہوا لیکن حضور رضی اللہ عنہ کو بعض افراد جماعت کی طرف سے مخالفت پیش آئی کیونکہ وہ بظاہر اپنے علم اور دنیوی عزت کی وجہ سے خلافت کے حقیقی مقام کو سمجھنے سے قاصر رہے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور خدا تعالیٰ جماعت کو ترقی کی نئی منازل عطا کرتا گیا۔

پھر محترم ٹومی کالون صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے بابرکت دورِ خلافت کا اجمالاً تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ 'آپؓ نے مختلف تحریکات کا آغاز فرمایا جن میں سے مشہور ترین تحریکات تحریک جدید اور وقف جدید ہیں۔ اسی طرح آپ نے لجنہ اماء اللہ، مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس انصار اللہ مجلس اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ کی تنظیمیں بھی قائم فرمائیں تا کہ تمام افراد جماعت بھائی چارے اور نیکی میں ترقی کرتے چلے جائیں۔ مقرر موصوف نے کہا کہ ہندوستان کی تقسیم اور مخالفت کی وجہ سے آپؓ کو قادیان چھوڑنا پڑا لیکن خدائی تحریک سے اللہ نے جماعت کو ایک معجزہ دکھایا اور ایک بنجر زمین کو ہمارا مرکز بنا دیا جس کا نام ربوہ رکھا گیا۔

اس کے بعد مقرر نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور کے بارہ میں فرمایا کہ 'آپ نے خدائی تحریک سے نصرت جہاں سکیم شروع فرمائی جس کا مقصد یہ تھا کہ افریقہ کے غریب عوام کو تعلیم اور علاج کی سہولت مہیا کی جائے اور اس سکیم کے نتیجہ میں احمدیت کا نام افریقہ میں روشن ہوگیا اور کروڑ ہا افریقن بھائیوں نے احمدیت قبول کی۔ اُس وقت اللہ کے فضل سے جماعت کی تعداد 10 کروڑ سے زیادہ تھی لیکن اس ترقی کے ساتھ ساتھ مخالفت بھی بڑھنا شروع ہوئی اور 1974ء میں پاکستان میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا لیکن پھر بھی جماعت دن بہ دن ترقی کرتی چلی گئی۔

پانچواں دور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی متعدد تحریکات میں سے ایک 'تحریکِ وقفِ نَو' ہے۔ حضورؒ نے اس سکیم کا آغاز فرمایا تا کہ جماعت میں ایسے افراد ہوں جو کہ خالصتاً دین کی ہی خدمت میں لگے رہیں۔ مخالفت کے حد سے زیادہ بڑھ جانے کی وجہ سے آپؒ کو ربوہ سے ہجرت کرنی پڑی اور لندن جماعت کا مرکز بن گیا۔ یہاں پر تبلیغ کی آزادی حاصل تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ آپؒ کے بابرکت دور میں ہی ایم ٹی اے کا آغاز ہوا۔

چھٹا دور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہے۔ اس موجودہ دور کے بارہ میں مقرر نے کہا کہ حضور انور ایدہ اللہ کے ذریعہ اس دور میں ہونے والے اَن گنت کاموں میں سے ایک اس مشکل وقت میں دنیا میں قیامِ امن کے لئے جستجو کرنا ہے۔ ہمارے پیارے امام نے امن اور محبت کا پیغام دنیا کے بڑے بڑے ممالک میں پھیلا دیا یہاں تک کہ برطانیہ اور یو ایس اے کی پارلیمنٹوں نے حضور انور کو دعوتِ خطاب دی اس طرح بعض دیگر ممالک نے بھی حضورِ انور ایدہ اللہ سے فیض

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں